معارفِ قصیدۂ غوثیہ

تحقیق و تالیف اور ترجمہ

پروفیسر مُنیر الحق کعبی بہل پوری

زجاج

پروفیسر منیر الحق کعبیؔ بہلپوری

معارفِ قصیدہ غوثیہ

تالیف و تحقیق اور ترجمہ

زجاج

یا ملے خوش آمدم در کوئے بغداد آمدم
رقص و جوشد زہر موئیم ندا ' امداد کن

طرفہ تر سازے زخم ' بر لب زدہ مہر ادب
خیزد از ہر تار جیب من صدا ' امداد کن

بوسہ گستاخانہ چیدن خواہم از پائے سگش
ورنہ بخشودہ پیش شہ کریم ' شہا امداد کن

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

مسلک حقہ کی ترجمان
سلسلہ قادریہ کی برھان
مصنف "سلامِ رضا، تضمین و تفہیم اور تجزیہ" پر
حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا احسان اور
مجدد عصر امام احمد رضا خاں قادری کے فیضان
کا ایک اور مظہر

معارف قصیدہ غوثیہ

تالیف و تحقیق اور ترجمہ

پروفیسر منیر الحق کعبی بہلپوری

زجاج

مجھے گر ناز سے پوچھیں تو کس کا بندہ ہے حافظ
کہوں بے ساختہ ''شاہا'' جناب غوث اعظم کا''

ضابطہ

کتاب .... معارف قصیدہ غوثیہ
محقق و مترجم .... پروفیسر منیر الحق کعبی بہلپوری
ناشر .... زبیدہ منیر

....

طبع اول .... مارچ ۲۰۰۲ء
مطبع .... شرکت' لاہور
کمپوزنگ .... ''ماڈرن کمپیوٹرز'' گجرات
قیمت .... 250 روپے

....

زجاج پبلی کیشنز
گڑھی احمد آباد .... گجرات .... (پنجاب) پاکستان
فون ۔ ۲۰۲۱۰ ۔ ۴۳۳ ۔ ۰

تقسیم کار ....

مکتبہ نبویہ، داتا گنج بخش روڈ، لاہور

انتساب

میں اپنی اس تخلیق و تالیف کو، عزیز الفقرا، برگزیدہ، بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا، مقربِ قربِ الٰہی، مرید حضرت سیّدی کرم الٰہی مولانا المولوی احمد دین فاروقی القادری بھلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے اسم گرامی و نام نامی سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

جو حضور سیدی کرم الٰہی قدس سرہ العزیز کے انوار و تجلیات کے امین، خلوتِ شبانہ میں ان سے براہِ راست فیضیاب، اور گاہ گاہ ان لطیف احوال سے دیگر افرادِ خانہ بھی آگاہ ہو جاتے اور اہتزاز کی کیفیت سے بہرہ اندوز ہوتے۔

- حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ جلال کا وارث
- وہ بطلِ جلیل جس نے گاؤں میں قادیانیوں کی شان و شوکت اور ریشہ دوانیوں کو للکارا اور ان کے اثرات کو اپنی حکمتِ عملی اور قوتِ روحانی سے یکسر محدود و مسدود کر دیا۔
- جب ایک قادیانی مرزائی نے خانۂ خدا اور ملحقہ کنویں کو اپنی حویلی کا حصہ بنا کر تصرف کرنا چاہا تو اس روحِ حریت نے ابلیسی قوت کے اس ناپاک منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔
- وہ مردِ درویش جس کی کرامات سے ایک جہان آشنا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ ہے۔
- فیاض اس قدر کہ جو کچھ پاس ہوتا، سائلوں میں تقسیم کر دیتا۔
- سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضیا گیر و مستنیر
- احمد دینِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حمداً لک اے اِلٰہِ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہِ عبدالقادر
اے خاک براہِ تو سرِ جملہ سراں
کن خاک مرا براہِ عبدالقادر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

یارب بجمالِ نامِ عبدالقادر
یارب بنوالِ عامِ عبدالقادر
منگر بقصور و نقصِ ما قادریاں
بنگر بکمالِ تامِ عبدالقادر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

نَحنُ لمن سائنا سم قاتل
فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

O

منکرِ نعرۂ ما گو کہ ہما عربدہ کرد
تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانۂ ما

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے ارے کوئی کلیجا تیرا

ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکرِ بے باک یہ زہرا تیرا

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

شرح رموز خمریہ میں اصطلاحی زبان

سیدنا داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کشف المحجوب

کتاب میں شامل ارباب تصنیف و تالیف کے حالات کا مسئلہ

مولانا فاضل کلانوری

شرح رموز خمریہ

حب

کاسات الوصال

خمر

شراب کی کیفیت

سلوک کی ابتدا

سعی و مشی

فی کئوس

سکرتی میں صحو کی جانب اشارہ

اقطاب جہاں کو نصیحت

سیدنا غوث اعظم اور دیگر اقطاب میں فرق

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت ضروری ہے

اقطاب جہاں کو شکر گزار ہونا چاہیے

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان میں زمانے کی قید نہیں

فرمان کے وقت ہر سلسلہ کے لشکر حاضر تھے

شراب جوش میں ہے

انبیائے سابق اور حضور ﷺ کے عہد میں مقدار شراب میں فرق

اس بزم میں حضور غوث اعظم مہمان اصلی تھے اور باقی اقطاب طفیلی

حال

مقام

انا ۔ کے دو استعمالات

تقریب

مرتبہ یگانگی میں فرد

ارتقاء و انصراف، ذات باری میں خاص ہے

تربیت میں جلال الٰہی کے اثرات اور اظہار

باز اشہب

تمام مشائخ پر قدم بالا

باقی شیوخ کے مراتب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ہیں

خلعت محبوبیت

سلطانی دوام کا خلعت ہے

سلسلہ قادریہ طریقہ اعظم ہے

کشف کلی کا درجہ

سر توحید حقیقی

ولایت و نیابت محمدیہ علیہ الثنا والتحیہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر سوال پورا ہوا

سب اقطاب پر ولایت مسلم

درجہ رفعت و فوقیت تمام احوال میں یکساں رہا

قیامت تک یہ درجہ قائم ہے

جملہ احوال ولایت میں حکم نافذ ہے

آپ تخت عزم وہمت کے مالک ہیں

طبول

ملائکہ کا اعلان کرنا

قدم غوث

بلاد

ہر ملک اللہ کے لیے خاص ہے

انوار واسرار خدا کے ملک حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات متصرف فی الوجود ہے

بلاد اللہ۔۔انوار واسرار کے شہر

خردل

تمام اشیاء اولیاء اللہ کی نظر میں

ہر ولی کے لیے قدم کی حقیقت

روح محمدی ﷺ ابوالارواح

الاولیاء تحت لواء الانبیاء

نبوت محمدیہ ﷺ کے ظل کی تقسیم

کمال

بدر

علم سے مراد علم باطن ہے

ابتدا میں ہی ارشاد باطن کا آغاز

وجدی رسول اللہ فی الاصل ربانی

رجال

ہواجر۔۔مجاہدہ وریاضت کا اشتغال

صوم۔۔۔نفس امارہ کی مجبتوں کا قاطع

سلسلہ نسب

والد کی جانب سے

والدہ کی جانب سے

مقدرع۔۔۔نہاں خانہ و اسرار

وطن اور اسم گرامی کے لکھنے میں رمز

'مکی' و 'زین' میں امکانات

انا من نور اللہ والخلق من نوری

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ہر صورت نافذ ہے

جبال

اعلام

عبدالقادر کے معنی و امکانات

وظیفہ قادریہ کا اختتامیہ

قال الشیخ قدس سره فی القصیدة النوریه

مـریدی لک البشـریٰ تـکن علی الوفا
اذا کـنـت فـی ضیق فتـنجی بهمتی
مـریدی تـمسک بی و کن بی واثقاً
فـاحـمیک فی الـدنیـا و یوم القیمتی
انـا الـمـریدی حـافظ مـما یـخافه
واُحـرســه مـن کـل شـر و بـلیـتـی
و نـحـن لـمـن سـائـنـا بـسم قـاتل
فـمن لـم یـصـدق فلیـجـرب و یعتدی

اے میرے مرید! تیرے لئے مژدہ ہے تو وفا پر رہ۔ جب تو کسی تنگی میں ہوگا۔ بس تجھے ہم بچا دیں گے۔ اس سے اونچی ہمت کے ساتھ۔ اے میرے مرید مجھ کو پکڑ لے اور میرے ساتھ پکا ہو جا۔ بس میں مدد کروں گا۔ تیری دنیا میں اور قیامت کے دن بھی۔ میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں۔ اس چیز سے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اس میں اور رکھوں گا میں اسے ہر بلا و شر سے۔ اور ہم، جو کوئی ہمارے (ہم) سے برائی کرتا ہے۔ اس کے حق میں زہر قاتل ہیں۔ بس جو کوئی اس بات کو نہ مانے، بے فرمانی (نافرمانی) کر کے تجربہ کرلے۔

(ضرب القادر علی راس من ینکر من قول شیئاللہ یا شیخ سید عبد القادر) ۱۳۳۴ء

تاریخ وصالِ جدّی

1355ھ

سیدی و مرشدی احمد دین خلیفہ مجاز بکمالِ کرمِ الٰہی

1936ء

مزین دینِ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1936

1- نشانِ شاہ جیلاں احمد دیں

918

خیر فقر میراں احمد دیں

1936= 1018

قال الشیخ قدس سرہ فی القصیدۃ النوریہ

مریدی لک البشریٰ تکن علی الوفا
اذا کنت فی ضیق فتنجی بھمتی
مریدی تمسک بی و کن بی واثقاً
فاحمیک فی الدنیا و یوم القیمتی
انا المریدی حافظ مما یخافہ
وأحرسہ من کل شر و بلیتی
و نحن لمن سائنا بسم قاتل
فمن لم یصدق فلیجرب ویعتدی

اے میرے مرید: تیرے لئے مژدہ ہے تو وفا پر رہ۔ جب تو کسی تنگی میں ہو گا۔ بس تجھے ہم محفوظ رکھیں گے۔ اس سے اونچی ہمت کے ساتھ۔ اے میرے مرید مجھ کو پکڑ لے اور میرے ساتھ پکا ہو جا۔ پس میں مدد کروں گا تیری دنیا میں اور قیامت کے دن بھی۔ میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں۔ اس چیز سے جس سے وہ ڈرتا ہے اور اس میں رکھوں گا۔ میں اسے ہر بلا و شر سے۔ اور ہم، جو کوئی ہمارے (ہم) سے برائی کرتا ہے۔ اس کے حق میں زہر قاتل ہیں۔ پس جو کوئی اس بات کو نہ مانے، بے فرمانی (نافرمانی) کرکے تجربہ کرلے۔

(ضرب القادر علی راس من ینکر من قول شیئاللہ یا شیخ سید عبد القادر) ۱۳۳۳ء

تاریخِ وصالِ جدّی

1355ھ

سیدی و مرشدی احمد دین خلیفہ مجاز بکمالِ کرمِ الٰہی

1936ء

مزینِ دینِ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1936

1- نشانِ شاہ جیاں احمد دیں

918

حبیر فقر میراں احمد دیں

1936= 1018

2- بشب عاشق فروزاں بود از او

1936ء

چراغِ بزمِ ایماں احمد دیں

1355ھ

3- سراغِ بدرِ عرفاں بو الحسن

1936ء

'ایاغِ چشم'' جاناں احمد دیں

1355ھ

4- ''غلام شاہ مقیم محکم الدین''

1770

''نقیبِ روئے دوراں'' احمد دیں

1936 = 166 = 4 + 162

نتیجۂ فکر
پروفیسر منیر الحق کعبی بھلواری

اے ربِّ رحمان و رحیم!

اے خبیر و علیم!......اپنے لطف و کرم سے ہمارے آئینۂ جاں سے زنگار دور فرما! ہمیں وہ علم عطا فرما کہ ہم تیرے محبوب افراد کو پہچان سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ جہالت و نادانی کے باعث کسی بے ادبی کا مرتکب ہو کر تیرے قہر و غضب کو آواز دے بیٹھیں۔...... **اے ربِّ ذوالجلال!**......ہمارے قلوب کے ظلمت خانہ میں بھی اپنے نور کا ہلکا سا پرتو ڈال کہ محبوبانِ ازلی کے نقوشِ پا کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنا سکیں۔...... **اے ربّ العالمین! اے رزّاق و فتّاح:**...... ہمارے دلوں کی شورزدہ زمینوں پر اپنی محبت و عنایات کی بارش فرما اور ہماری بے تاب و مضطرب ارواح کو حسن و جمالِ ذات سے رزق بخش اور دیدارِ انوارِ مصطفیٰ کے ساغر سے تشنگی دور فرما کر سکون سے نواز۔...... **اے اللہ! اے احد الصمد! اے لم یلد و لم یولد!**...... تیری ذات و صفات کی مملکت میں کوئی شریک و سہیم نہیں۔ تو ہی ملک الملک ہے۔ تو مقلب القلوب ہے۔...... **اے حیّ و قیّوم** ...... **اے قریب و مجیب!** تیرے ہی دستِ قدرت میں تمام کیفیات و مواجید اور احوال و مقامات کا قبض و بسط ہے۔ ہمارے حیاتِ نفسانی کو عشق و محبت کی آگ دکھا کر راکھ کر دے۔......اور...... ہمیں وہ زندگی دے...... جو...... تیرے محبوب رؤف و رحیم حضور سید الانبیاء والمرسلین......اور میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریق

وسعت پر قائم و مقیم رہے...... **اے قادر و مقتدر خدا!** ...... تیرا یہ عاجز و حقیر، غلام و فقیر...... جو لکھنا چاہتا ہے، لکھ نہیں پاتا۔ جو کہنا چاہتا ہے، کہہ نہیں سکتا...... رب اشرح لی پڑھتا ہے...... مگر زبان پھر بھی بیان و ادراک سے قاصر ہے۔ **اے خالق الحبّ و النوا!** فکر و قلم کو روانی دے کہ اس بزم میں جہاں ہر لحہ تیرے عرفان کی جوت جگی ہے اور ہر ایک محوِ ثنا خوانی ہے، شرکت کے لائق ہو............

مولا کریم! ...... زبان و خیال کے ہر گوشہ و ریشہ کو پاکیزہ و معطر فرما کہ ہم تیرے محبوبِ اعظم و اقدس و انور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام بھیجنے کی محفل میں بار پا سکیں۔

یا رسولَ الرحمۃ ' یا نبی التوبۃ! ...... یہ زمان و مکاں کی حدود میں اسیر اپنی گناہوں بھری حیاتی کو اصل سمجھ کر دھوکے میں پڑے' آپ سے...... اور ...... آپ کے ربّ کریم سے گریزاں رہے...... اب ...... اللہ تعالی کے ارشاد...... **و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما** ۔ کی جانب آنکھیں لگی ہیں۔...... **یا رسول الملاحم!** ...... اپنے ذنوب و آثام کے طومارِ کثیر دیکھ کر پریشان و پشیمان آپ کے درِ اقدس پر حاضر ہیں، چشمِ کرم فرمایئے۔ ہمیں بصارت ہے نہ بصیرت...... نہ سوال کا سلیقہ نہ آداب کا قرینہ...... حضور آپ مفتاح الرحمۃ ہیں۔ رحمتِ پروردگار کا نزول آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ آپ لطف فرمائیں تو فضلِ خداوندی بارانِ کرم بن کر دلوں کے سیپ کی آغوش کو ہر وصال سے معمور فرما دے۔...... **یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!** ......

آپ اللہ کے حبیب ہیں۔ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ زندہ ہیں اور مردہ دلوں کو زندگی

عطا کرنے والے ہیں۔ اے جہانوں کو نور وضیا سے مستنیر فرمانے والے! یہ ناقص و خام، فقیرِ بے نوا...... کہاں کہاں، در بدر بھٹکتا رہے گا۔ میری رات آخر کب تک رات ہی رہے گی۔...... **یا رسولِ مرتجے!** ...... اے دمِ ٹوٹتی آسوں کی امید گاہ!

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمانِ ہر چہ ما را در دل ست
دستگیرِ ہر چہ پایش در گل ست

مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ
ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
انت مولی القوم من لایشتهی
قد ردی کلا لئن لم ینتهی

اے نبیِ مکرم! ...... اے رحمتِ ہمہ عالم! آپ کی بارگہِ عالی مقام سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ اللہ اللہ کیا جود و کرم ہے

"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آپ کی ذات ہی وسیلہ جلیلہ ہے۔ یہ فقیر عصیاں سے آلودہ، آپ کے آستانِ قدس پر دامن دراز کیے عنایات کا امیدوار ہے۔ اور آپ سے آقا...... حضور سیدنا غوثِ اعظم...... کا طلبگار ہے۔

اے مخلوقِ خدا! اے جن و انس! آؤ...... اور میرے آقا حضور سیدنا

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامانِ رحمت کو مضبوطی سے تھام لو۔ دنیا کے سرمایہ پرستوں سے کچھ حاصل نہیں۔ ''حضور سیدنا'' کی ذات واسع اللطف والکرم ہے۔ سیدی ابوالمعالی قادری قدس سرہٗ نے سچ کہا ہے۔

شاہِ جیلانی ترا حق در وجود
رحمۃ للعالمین آوردہ است
ہر کہ شد آنِ تو مقبولِ خدا است
گرچہ ہر نا کردنی را کردہ است

اے اعتراض کرنے والے! خدا سے وہ صلاحیت طلب کر کہ تجھے لفظوں کے اندر چھپے تہ در تہ معانی تک رسائی حاصل ہو۔ تو اعتراض کرنے میں جلد باز ہے۔ اور خصیم بھی

خبردار اے معترض! اگر علم نہیں تو سن! حضور سیدنا الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارثِ نبیِ مختار۔ نائبِ رسول اللہ...... سرِّ مجتبیٰ...... جگر گوشۂ مصطفیٰ...... ضیائے دلِ مرتضیٰ...... نورِ بصرِ خیر النساء ہیں...... وہ سلالۃ آلِ طٰہٰ و یٰسٓ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

یا سیدی غوثِ اعظم!

آپ کو اپنے بابا حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واسطہ! ہمارے دلوں کو اس طرح کی آوارہ مزاجی اور ہرزہ گردی سے بچا لیجئے۔ جسم و جان، ہوش و خرد، سب ہوس گرفتہ ہیں!

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابرِ کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک، گناہوں کی تہیں، میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھو لے یہ پیاسا تیرا

یا سیدی!...... اس بے علم و ہنر کو کسی بھی لفظ پر کسی بھی طرح کا اعتماد و غرور نہیں۔ اس حقیر کو یہ مجال نہیں کہ وہ آپ کی غلامی کا دعا کرے۔

میں کہاں اور کہاں طوقِ غلامی کا شرف
میں تو ہوں خاکِ کفِ پائے سگانِ میراں

یا سیدی!...... اس بے کس و بے بس اور لاچار کی صرف اتنی سی خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آپ کی نسبت سے پکارا جائے۔

کاش محشر میں ہو جب اُن کے غلاموں کا شمار
میرے ماتھے پہ بھی ہو ثبت نشانِ میراں

O

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ رب العزت جل جلالہ واعظم شانہ بڑی عظمتوں کا مالک ہے۔ اس کی رفعتوں کا احاطۂ عقلِ انسانی سے وراء الورا ہے۔ ہر شے کا خالق اور مالک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ قادر کریم ہے، وہ رؤف رحیم ہے، وہ معطیِ عظیم ہے۔ اس نے اپنی عظمتوں کے جلوے مخلوق کو عطا فرمائے ہیں۔ اس کی شانوں کے مظہر محبوبانِ حق تعالیٰ ہیں۔ انبیاء و مرسلین، ملائکہ مقربین اور اولیائے کاملین کو اس نے اپنی ذات وصفات کا مظہر بنایا ہے۔ وہ چاہے تو درخت کو اپنا مظہر بنا دے اور اس کی زبان سے کہلوا دے:

فلمآ اتٰھا نودی من شاطیء الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسیٰ انی انا اللہ رب العلمین ۝ (سورۃ قصص ۳۰)

ترجمہ: (پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا، ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے، برکت والے مقام میں، پیڑ سے کہ اے موسیٰ! بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا)

ربِّ کریم جل وعلا نے اپنے محبوبِ اعظم رسولِ معظم شفیعِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا۔ اس عطیۂ ربانی کی آپ نے یوں تفسیر فرمائی:

اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی.

رواہ الائمہ البخاری فی کتاب الاعتصام و مسلم والنسائی عن ابی

هريرة رضى الله عنه

ترجمہ: (میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ انہیں میرے قبضہ میں دے دیا گیا)

دوسرے مقام پر اس کی تفسیر یوں وارد ہوئی۔

اتيت بمقاليد الدنيا على فرسٍ ابلق جآء نى جبرئيل عليه قطيفة من سندسٍ

رواه احمد وابن حبان والضياء المقدسى عن جابر رضى الله عنه

ترجمہ: (میرے پاس دنیا و مافیہا کی کنجیاں سفید و سیاہ داغ والے گھوڑے پر لائی گئیں جسے جبرئیل علیہ السلام لائے۔ اس پر ریشم کی دھاری دار چادر تھی)

انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو دیکھ کر رب قادر جل جلالہ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام کا کلام سماعت فرمایئے۔

انى اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا ؕ باذن الله ج وابرى الاكمه والابرص واحى الموتى باذن الله وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون فى بيوتكم ؕ ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مؤمنين ○ (آل عمران ۴۹)

ترجمہ: (میں تمہارے لیے مٹی سے پرندکی سی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے۔ اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مردہ جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے،

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔)

خالقِ ارض و سما، عالم الغیب والشہادہ، کافی شافی، وافی عافی، ربِ قدیر عز اسمہ، نے اپنے محبوب بندے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جو دیا اسے دیکھ کر اس کی قدرتوں کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اسی کی ملک و عطا پر یقین کامل ہوتا ہے اور مالکِ کامل کی عطائے ملک کا منظر حق الیقین میں بدل جاتا ہے۔ محی و ممیت ربِ قدیر جل شانہ کی عطائے شفا و حیات کے انوار معجزاتِ انبیاء کرام علیہم السلام میں جلوہ گر ہیں۔

سلسلۂ نبوت و رسالت حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر ختم ہو گیا لیکن سلسلۂ ولایت باقی ہے۔ اس طرح اب ربِ قدیر کی قدرت، رحمت اور ہدایت کا ظہور اس سلسلہ شریفہ سے مربوط ہے۔ اولیائے عظام کا وجود اور ان کی کرامات ہی اسلام کی حقانیت کو واضح فرما رہی ہیں اور ان شاء اللہ فرماتی رہیں گی۔

معجزات اور کرامات میں فرق کو سمجھنے کے لیے نبوت اور ولایت کے فرق کو مدِ نظر رکھنا ہوگا۔ مگر ان میں ایک شے قدرِ مشترک ہے۔۔۔۔۔ خرقِ عادت۔ جس شے پر خرقِ عادت کا اطلاق ہوگا اس کا عقل و حواس سے ماپنا ممکن نہیں۔ وہاں صرف تسلیم ہی ہے۔

سلسلۂ ولایت کی ایک اہم شخصیت حضور سیدنا غوثِ اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدس سرہ النوری ہیں جنھیں باتفاق علماء و صوفیہ ''غوثِ اعظم'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے روحانی مراتب ہماری دسترس سے باہر

ہیں۔ اعاظم علماء اور افاضل صوفیہ انہیں قطب الاقطاب، غوث الاغواث، فرد الافراد، سید الاسیاد، غوث الثقلین، غوث الوریٰ اور اس نوع کے بے شمار القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ اپنے جد امجد محبوب رب العالمین کے حقیقی نائب ہیں۔ اسی لیے آپ کو ''محبوب سبحانی'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے آپ کو مرتبۂ ولایت میں خاص مقام سے نوازا ہے۔ آپ کی بے شمار کرامات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ بلکہ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی علماء عارفین نے آپ کی جلالتِ شان کی پیش گوئیاں فرمائی ہیں۔ آپ کے معاصر اجلہ علماء اور رفیع المرتبت اصفیاء نے آپ کی کرامات کو تسلیم کیا۔ آپ کے دعاوی پر سر تسلیم خم کیا۔ متاخرین اولیاءِ عظام اور علماءِ کرام نے ان کی تصدیق فرمائی۔ جمہور علماءِ اسلام نے بیک زبان کہا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جو ارشاد فرمایا وہ حق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء مامور ہوتے ہیں۔ وہ وہی کہتے ہیں جو انہیں کہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ خود نائب مصطفیٰ غوث الوریٰ سیدنا شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں وہی کہتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

سابقہ سطور کی روشنی میں قصیدۂ مبارکہ غوثیہ کا مطالعہ فرمائیں تو آپ کو کوئی امر بعید نظر نہیں آئے گا۔ ذرا یاد کیجئے۔ کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کرتے وقت، مٹی کی صورت میں پھونک مار کر پرندہ بناتے وقت، مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو ہاتھ پھیر کر شفا دیتے وقت فرمایا تھا کہ میرے یہ معجزات ...... باذن اللہ ...... ہیں۔ مالکِ کون و مکان محبوبِ رب دو جہان صلی اللہ

علیہ وسلم نے زمین کے خزانوں کی کنجیوں پر قبضہ کرتے فرمایا کہ سب عطیۂ ربانی ہے۔
اسی طرح قصیدۂ غوثیہ مبارکہ میں اپنی رفعتوں کو حضور غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ نے رب کی عطا قرار دیا ہے۔۔۔۔اور ہاں ربِ قدیر کی عطا پر کوئی پابندی نہیں۔ جب اس پر ایمان مضبوط ہوگا، قصیدۂ غوثیہ کی حقانیت واضح ہو جائے گی۔

قصیدۂ غوثیہ عربی کے اُن قصائد میں سے ایک ہے۔ جنہیں۔۔۔۔۔۔

۱۔ شہرتِ دوام اور قبولیتِ عام حاصل ہے۔

۲۔ اصفیاء نے اسے اپنے اوراد میں شامل رکھا ہے۔

۳۔ علماء نے نظم و نثر میں، عربی، فارسی، اردو، پنجابی وغیرہ زبانوں میں اس کی کثیر شرحیں لکھی ہیں۔ اور حضور غوثِ پاک، نائبِ صاحبِ لولاک رضی اللہ عنہ کے منتسبین میں اپنا نام لکھوایا ہے۔

اس مقام پر ان شروحات کا احاطہ مقصود نہیں اور نہ ہی فقیر حقیر غفرلہ القدیر کے لیے ممکن ہے۔

نائبِ غوث الوریٰ امام احمد رضا قادری محدثِ بریلوی قدس اللہ اسرار نا ہبرہ النوری نے قصیدۂ غوثیہ کا فارسی نظم میں ترجمہ کیا۔ عربی شعر کا ترجمہ فارسی شعر میں۔ ہر عربی شعر کے آخر میں خطابیہ انداز میں بارگاہ غوثیت میں اپنی معروضات پیش کی ہیں۔
یہ معروضات دو فارسی کے اشعار پر مشتمل ہیں۔ فارسی ترجمہ شعر اور معروضات کے دو شعر مل کر پورا قصیدہ "وظیفۂ قادریہ" کے نام سے موسوم ہوا۔ بعض اصفیاء کو میں نے پایا کہ وہ قصیدۂ غوثیہ کے ساتھ وظیفۂ قادریہ کو بطورِ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ اور اس سے روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ ان کا تجربہ ہے کہ وظیفۂ قادریہ کو وظیفہ بنانے والا

اسرارِ الٰہیہ سے انس حاصل کر لیتا ہے۔ اور وہ اسرار اس پر یکے بعد دیگرے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں..... مگر اس میں عام آدمی کے لئے مشکل یہ ہے کہ وہ عربی کی طرح فارسی زبان سے ناواقف ہونے کے باعث اس سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔

فاضل اجل حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (معاصرِ علامہ سیدی احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر) نے قصیدۂ غوثیہ کی شرح ''رموزِ خمریہ'' کے نام سے مرتب فرمائی۔ جس میں قصیدۂ مبارکہ کے مشکل الفاظ وتراکیب، ادق معانی، اصطلاحاتِ صوفیہ اور استعاراتِ غوثیہ کو احسن انداز میں حل فرمایا۔ مگر یہ شرح فارسی نثر میں ہونے کے باعث اردو دان حضرات کے لئے وجہ تسکین نہ بن سکی۔

بھلا ہو جناب پروفیسر منیر الحق کعبی زید مجدہ السامی کا کہ انہوں نے دونوں علمی شہ پاروں کو ہماری دسترس میں کر دیا۔ انہیں اردو الفاظ کا جامہ پہنا کر ہماری دلچسپی کا سامان کر دیا۔

محترم پروفیسر منیر الحق کعبی علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ اپنے اسلاف کے علمی ورثہ کے امین ہیں۔ ذاتی طور پر اُردو، فارسی، انگریزی، اور پنجابی زبان میں نظم ونثر میں نہ صرف مہارتِ تامہ رکھتے ہیں بلکہ ملکۂ تحقیق وتنقید سے بھی بہرہ ور ہیں۔ ان کی تحقیق کو برِ اعظم پاک وہند میں مسلمہ حیثیت حاصل ہے۔ امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کے شہرہ آفاق سلام، بحضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ان کی تالیفِ منیف ''سلام رضا، تضمین وتفہیم اور تجزیہ'' محققین سے خراجِ عقیدت حاصل کر چکی ہے۔ انہیں علمی و تحقیقی ذوق کے علاوہ روحانیت سے گہری

وابستگی اور دل بستگی حاصل ہے۔ عشق و محبت نے ان کے کلام کو موثر بنا دیا ہے۔

زیرِ نظر تالیفِ منیر میں جناب ممدوح نے وظیفۂ قادریہ کے فارسی اشعار کا اردو اشعار میں ترجمہ کیا ہے۔ عاشقِ صادق عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے قصیدۂ غوثیہ کے ترجمہ کے فارسی اشعار کا پنجابی اشعار میں ترجمہ کیا۔ فاضل اجل شیخ محمد فاضل کلانوری علیہ رحمۃ الباری کی فارسی شرح رموزِ خمریہ کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اشعار کا اشعار میں ترجمہ کرنا آسان نہیں۔ اس کے لئے بڑی مہارت اور ریاضت کے علاوہ ذوقِ سلیم کی ضرورت ہے۔ بحمدہ تعالیٰ جناب ممدوح کو یہ امورِ خیر وافر مقدار میں عطا ہوئے ہیں۔ اللھم زد فزد

یہ تحریرِ منیر ایک حسین گلدستہ ہے اور طالبانِ علم و فضل کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ مولا کریم جل جلالہ اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے توسل اور اولیائے کاملین بالخصوص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہم کے طفیل اس تحریرِ منیر کو قبولیتِ عامہ و شہرتِ تامہ کا درجہ عطا فرمائے، مولف اور قارئین کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔

فقیر بے حقیقت سگِ کوئے قادریت

محمد جلال الدین قادری عفی عنہ

کھاریاں

۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

۱۸۔ اپریل۔ ۲۰۰۱ء

سر مستور علی

❁ لمعۂ نورِ نبی شمعِ مکانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرِ مستورِ علی ، روحِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

❁ وارثِ ختمِ رُسل، آئینۂ رحمت بھی
شانِ الطافِ الٰہی بھی ہے، شانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے کردار میں گفتار میں، برہانِ خدا
شرحِ توحید و رسالت ہے بیانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنی مرضی سے، نہ خواہش سے، نہ غایت سے کہا
اذنِ حق پر ہی سدا کھلتی زبانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی اقلیم میں شامل ہیں سبھی ملکِ خدا
وقت بھی ان کا، زمانہ بھی، زمانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سلاسل میں سرایت ہے انھی کا فیضان
نورِ ہر قلب میں ہے نورِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اولیا سارے نہ کیوں زیرِ قدم ہوں ان کے
مصطفیٰ ﷺ حسنؔ علی تاب و توانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک لمحہ میں وہ اقطابِ جہاں میں شامل
جس پہ ہو جلوہ نما سرِّ نہانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہاں اور کہاں طوقِ غلامی کا شرف
میں تو ہوں خاکِ کفِ پائے سگانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میرے قاتل ہے ترا مرگِ مفاجات نصیب
سخت آفت‌دہ زہراب، سنانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں تو خورشیدِ بلا سوز سے جل ہی جاتا
سر پہ ہوتا نہ اگر دستِ امانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کاش محشر میں ہو جب ان کے غلاموں کا شمار
میرے ماتھے پہ بھی ہو ثبت نشانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرِّ باطن بھی ہے، ظاہر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مفتیِ شرع بھی ہے، قاضیِ ملت بھی ہے

علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منبعِ فیض بھی ہے، مجمعِ افضال بھی ہے

مہرِ عرفاں کا منور بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطبِ ابدال بھی ہے، محورِ ارشاد بھی ہے

مرکزِ دائرہء سر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلکِ عرفاں کی ضیا ہے یہی دُرِّ مختار

فخرِ اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کے فرمان ہیں سب، شارحِ حکمِ شارع

مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذی تصرّف بھی ہے، ماذون بھی، مختار بھی ہے

کارِ عالم کا مدبّر بھی ہے عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدی غوث الثقلین السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلوں کے شہر خوشاں میں معارف وحقائق کے بیان سے زلزلہ برپا کردینے والے خطیب ہی نہ تھے، انفاس کی بنجر کھیتیوں کو اشواقِ وصالِ الٰہی کے سدا بہار چمنستان عطا کرنے والے واعظِ شیریں مقال بھی تھے۔ ان کے جلال کا یہ عالمؒ کہ جابر وقاہر فرماں روا، ان کے آستانِ قدس پر استادہ ولرزہ براندام نظر آتے۔ ان کی رحمت وشفقت کا یہ انداز کہ افلاس خوردہ اور ستم رسیدہ عوام کا ملجاو ماویٰ فقط ان کا دامانِ جانفزا تھا۔ ان کی نگاہ، قلوب وارواح کو جذب فرماتی تو مخلوقات کے انبوہ دست بوسی کے لیے بیتاب ہو جاتے۔ چشم جلال عتاب کرے تو گردن فرازانِ جہاں کی گردنیں ہوا میں اچھال دی جائیں۔ ان کے کمالاتِ تصرّف کا ظہور، قدرتِ الٰہی کی وسعتوں کا یقین۔ وہ ان اللہ علی کل شي قدیر کا مظہرِ کامل تھے۔

سیّدی غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں میں بھی کلامِ الٰہی کے انوار کا عکس جلوہ فرما ہے۔ غفّاری وقہاری اور قدّوسی وجبروت کا امتزاج الغنیۃلطالبی طریق الحق، عہدِ طالب علمی کا عالمانہ اور فتوح الغیب عہد شباب کے روحانی تصرفات کا شاہکار، شاعری ان کے لیے نہ وجہِ افتخار نہ ذریعۂ اظہار۔ ہاں کبھی کبھی خطاب کے دوران میں الفاظ اشعار کے پیکر میں ڈھل جاتے اور حاضرین کے قلب وقرطاس پر مرقوم ومنقوش ہو جاتے۔ کلام نظم ونثر میں خیالات کا سمندر اسی طرح، یکساں انداز میں موجزن رہتا۔ انوار وصال کی بجلیاں دلوں پر اس طرح کوند جاتیں کہ روحوں کے تاریک غار دفعتاً جگمگا اٹھتے،

جذباتِ محبت کی شدت سے بے بس افراد گریباں چاک کر ڈالتے، اس جنسی دنیا سے ان کا رشتہ منقطع ہو جاتا۔ وہ فنا پذیر ہو کر بقا کا مقام حاصل کر لیتے۔

سیدی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازِ خطابت قدرتِ الٰہی کی ہیبت کا اظہار ہوتا۔ اور۔ آفتاب کی گرمی تو ہمیشہ ہی جاں سوز ہوتی ہے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں مختصر وقفے، ٹھہر ٹھہر کر ادائیگی، سکوت و کلام کا یہ اسلوبِ خاص، گویا زبان فصاحت آثار کا نطق و صموت، سب حکمِ الٰہی ہے۔ فرمانِ خداوندی ہوتا ہے تو ارشاد فرماتے ہیں، نہیں تو سکوت جلوہ نما رہتا ہے۔ صدیوں بعد مرسلِ اعظم پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نائب و وارث، تختِ ولایت پر اس شان سے متمکن ہے کہ اقطابِ جہاں کی اعناق پر اس کا قدم عالی ہے۔ اقطاب ہر لحہ اس کے احکام کے منتظر رہتے ہیں۔ ابلقِ ایام کی عنان، سیدی عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک میں ہے۔ عصور و دھور ان کی پیشگاہ میں حاضر ہیں۔ ان کے اندازِ گفتار میں تدریج ہوتی ہے۔ عوام سے خواص اور خواص سے اخص الخواص تک بھی اس دائرہ میں ہیں۔ مسندِ شریعت و طریقت پر جلوس فرما ہیں۔ آیاتِ الٰہی کے ان بطون و حقائق و معارف سے آگاہ فرما رہے ہیں، جن کے افشا سے کبار اولیا بھی ترساں تھے۔ مگر وہ گفتگو فرماتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارِ قلب کی حفاظت و صیانت میں بولتے ہیں۔ ان کے لفظ لفظ میں دانش و حکمت کی میٹھی مہکار ہوتی ہے۔ حرف حرف دلنشیں اور جاگزیں ہوتا جاتا ہے۔ دلوں سے حجابات کے ظلمانی نقاب اٹھتے جاتے ہیں۔ جس شخص پر نگاہ پڑتی ہے اس پر اسرارِ عوالم منکشف ہو جاتے ہیں۔ جمالِ الٰہی اس کے آئینۂ قلب پر ضوفشاں ہوتا ہے۔۔۔

اور۔۔۔ اسی۔۔۔ مظہر جمالِ کبریا، عکسِ انوارِ مصطفی و وارثِ علومِ انبیاء، غوث الوریٰ سیدنا الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصدقہ تحاریر میں انتیس اشعار پر مشتمل قصیدہ لامیہ مشہور بہ قصیدۂ غوثیہ بھی ہے۔

عام طور پر قصائد مشکل الفاظ وتراکیب، ادق مضامین، دوراز کار تشبیہات و استعارات، محض قوتِ متخیلہ پر منحصر خیال بافی اور بے معنی قسم کے صنائع بدائع سے عبارت ہوتے ہیں، لیکن قصیدہ، غوثیہ کی زبان عارفانہ اور مضامین عاشقانہ ہیں۔ استعارات، صوفیہ کے ہاں متعارف ہیں اور اصطلاحات، تصوف میں متداول وبیّن ہیں۔ اس کے باوصف اس کے مقاماتِ علیہ تک فکر کی رسائی ناممکنات سے ہے۔ یہاں طائرِ محسوسات کے پر جل جاتے ہیں۔ بازِ اشہب کی مملکت میں مرغانِ قدس کی طیران بھی محدود ہے مگر جسے دائرہ، قرب میں آنے کی اجازت ورخصت مل جائے۔

قصیدہ، مبارکہ کی شانِ نزول کا پس منظر اس طرح سے ہے۔

شیخ العالم والغوث الاعظم فرد الاحباب، قطب الاقطاب، محی الدین السید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکرام واعزاز میں انعقاد پذیر تقریب، جس میں اولیائے اولین وآخرین اپنی ارواحِ مبارکہ میں، اور بہت سے اقطاب اپنے اجساد کے ساتھ حاضر۔ جو بعید تھے، وہ عالمِ کشف میں اس مجلس میں موجود۔ اس باوقار و پر انوار محفل کی صدارت عزیزِ مصرِ صمدیت، ملکِ مملکتِ احدیت، مظہرِ حقیقتِ فردانیت، سرِّ الٰہ، حبیبِ اعلیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ اصحابِ رسولِ مختار، ائمۂ اہلِ بیتِ اطہار وآلِ سید الابرار نے بھی اس بزمِ طرب کو قدومِ میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ حضور

سرکارِ دو عالم، ختمِ اخلاق و مکارم، مظہرِ اتم، رحمتِ اعظم نے سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی قدس سرہٗ العزیز کے فرقِ اقدس پر تاجِ کمالِ قربِ الٰہی رکھا اور غوثیتِ کبریٰ کی خلعتِ فاخرۂ خصوصی سے نوازا۔ مسرت و شادمانی کے اس محلِ خاص میں شرابِ محبتِ الٰہی سے تواضع کی گئی۔ ساقیِ کوثر حضرت سیدنا ابو القاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گردشِ ساغر کا فریضہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ سیدی عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علیٰ رؤس الاشہاد اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار کرتے ہوئے ان اقطاب کو دعوت دی جو ابھی تک اس شکوہ و جلال سے ترساں تھے یا باریابِ حضور نہ ہو پائے۔ اپنے اپنے مقامات پر منتظرِ عنایات تھے۔ نائبِ ساقیِ کوثر سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی دعوتِ میکشی دی۔ اور سرور و انبساط کے اس موقع پر کلامِ منظوم میں اس دعوتِ اقطاب، اپنے مقام و مرتبہ، تصرفاتِ عالیہ، اپنی ذاتِ مجمع الصفات کے عروج و کمال، فردیتِ عظمیٰ، غوثیتِ کبریٰ، نیابتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وراثتِ سر الاسرار سید الابرار ﷺ کا ذکر کیا۔ اپنے تصرفات کو "بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ"، قرار دیا۔ اور "علیٰ قدم النبی بدر الکمال" کہہ کر تمام انعاماتِ الٰہیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نوازش اور احسان بتایا۔ اور اپنی ذات کی فنا اور مکمل طور پر سنتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و انوارِ محبوبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کے ساتھ حیات و بقا کی جانب اشارہ فرمایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ قصیدۂ غوثیہ اس مظہرِ ماینطق عن الھویٰ ۔ ۔ و ۔ ۔ ما کذب الفواد ما رأی ۔ ۔ ۔ ۔ کا کلامِ بلاغت نظام ہے۔ معترضین نے ان اشعار پر مختلف انداز سے اعتراض وارد کیے ہیں۔ نکتہ چینی کی ہے۔ جرح و

تنقید کی ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

عقلِ سلیم کے نزدیک تسلیم وتردید کلام میں ایک اصولِ واضح ہے کہ "جب تم خدا کی نسبت کوئی ایسا توصیفی کلمہ سنو، جس سے خدا کی الوہیت میں کسی قسم کا نقص لازم نہیں آتا تو تمہیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے اگر چہ جس نے وہ کلمہ کہا ہے اسے تم نہ جانتے ہو۔ ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کا حال ہے بشرطیکہ ان کے حق میں جو کلمہ کہا گیا ہے، منصبِ نبوت کے منافی نہ ہو۔ ایسے ہی اگر اولیاء اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کی جائے جس میں الوہیت اور نبوت کا شائبہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ تم اسے مان لو اور انکار نہ کرو کیوں کہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کا انکار انبیاءِ کرام علیہم السلام کے معجزوں کا انکار ہے۔ اس لیے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ تو جو انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کو مانتا ہے ضروری ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کو بھی مانے۔ اور۔ ان کا انکار، خدا کے غضب اور رسوائی کا باعث ہے کیوں کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے۔ جس نے میرے دوست کو ایذا دی اسے میں نے (اپنے ساتھ) جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح اگر تم بزرگوں سے ایسے کلمات سنو جو بظاہر شرع کے خلاف ہوں، ان میں توقف کرو۔ اور خدا سے سوال کرو کہ وہ تمہیں ان کا مفہوم سمجھائے اور سنتے ہی ان کا انکار نہ کردو کیوں کہ اولیاء اللہ کے بعض کلمات میں خاص رموز مذکور ہوتی ہیں جو جلدی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ اور وہ حقیقت میں قرآن اور حدیث کے بطون میں سے کسی بطن سے مطابق ہوتے ہیں۔ پس یہی اچھا اور سیدھا راستہ ہے۔"

کسی بھی تحریر یا کلام پر سوال واعتراض کی کئی ایک اغراض و وجوہ ہو سکتی ہیں۔

ا۔ فہم ودانست میں کمی۔ ۲۔ معلوماتِ علمی میں ازدیاد واضافہ۔ ۳۔ ایراد واحقاق۔
۴۔ ہوسِ شہرت طلبی۔ ۵۔ انا پرستی۔ ۶۔ محض شوقِ سوال۔ ۷۔ خلافِ اعتقاد۔

قصیدۂ غوثیہ، مضامین وافکارِ عالی میں خاص مقام وامتیاز کا حامل ہے اور حقائق پر مبنی ہے۔ اسکے اشعار میں جن خیالات کا اظہار ہوا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا اپنے عہد کے عظیم صوفیہ، کبار اولیاء اور نامور علماء کی موجودگی میں اپنی مجالس میں ارشاد فرمائے لیکن کسی بھی ولی، صوفی یا عالم کو سوال واعتراض کی جسارت نہ ہوئی۔ سبھی نے سرِ تسلیم خم کیا اس لیے نہیں کہ ان صوفیہ اور علما میں جراءتِ گفتار نہ تھی، بلکہ اس لیے کہ حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی۔ وہ اپنی چشمِ بصیرت وفراست سے ان احوال ومقامات پر مطلع ہو جاتے اور یہ حضور سید الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انوار جلال کی برقِ جمال کا اثر ہوتا۔

آج معترضین کی اکثریت میں خرد گرفتہ، مذہب بیزار اور مخالفینِ صوفیہ ہیں جن کے دشتِ خیال میں سبزۂ افکارِ تازہ کی بیداری افسانۂ خواب ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ محض مستشرقین کے اُگلے نوالوں پر اپنی تحقیقات کی بنیاد استوار کر کے اپنی نام نہاد علمیاتی کاوشوں سے جدید حلقۂ تعلیم میں اسیر طلبہ واساتذہ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ حضرات اپنی تحریروں میں جابجا قرآن وحدیث سے نقل کرتے نظر آتے ہیں مگر اصل صورتِ حال یہ ہے کہ وہ آیات واحادیث کے پس منظر کو بدل کر تاویل کرتے ہیں۔ نصف آیت یا جزوِ آیت کو ترک دیتے ہیں اور باقی آیت سے اپنے معنی ومطلب کو اخذ کر کے قارئین کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح احادیث کو بڑی بیباکی سے ضعیف وموضوع قرار دے

دیتے ہیں اور یہ فیصلہ صادر کرتے وقت کسی بھی علمی تحقیق و دیانت کا ثبوت نہیں دیتے۔ہاں، قلب و جاں کی طمانیت، معلوماتِ علمی میں اِیزادو اضافہ اور ان اشعار میں موجود مصطلحات و پنہاں اشکالات کی تفسیر و تفصیل کی غرض سے بھی سوالات اٹھائے گئے۔اور محقق صوفیہ اور راسخ فی العلم علماء نے ان کے نہایت نفیس اور عمدہ نکات سے مملو برمحل جوابات پیش فرمائے ہیں، جن سے ان مقامات سے متعلق نادر علمی اشارات سے آگاہی ہوتی ہے۔یہ شروحات، اپنے اپنے اوصاف و الوان کے اعتبار سے کافی و وافی ہیں۔اس کے باوصف ایسے نارسا بھی ہیں جو ان اشعار کی جناب غوث الثقلین سے نسبت ہی کے منکر ہو گئے۔ان کے زعمِ باطل میں دو سبب ہیں

اول: عربیتِ قصیدہ میں خامیاں اور نقائص

دوم: قصیدۂ لامیہ غوثیہ اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیگر تصانیف کے اسلوب میں بیّن فرق.

"ثبوتِ نسبتی دو طرح پر ہے،

۱۔کوئی اپنا کلام ہونے کا دعویٰ کرے

۲۔کئی سو سال سے راسخین اور صادقین بلا خلاف اس کلام کو کسی بزرگ کی طرف منسوب کرتے چلے آئے ہوں۔

فقہ اکبر ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وجہ سے تو آپ کی ثابت نہیں۔ البتہ ایک زمانہ ان کی طرف منسوب کرتا ہے اگرچہ محققین مخالف ہیں۔جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری (علیہ الرحمۃ والرضوان) صرف شہرت کے لحاظ سے بلا خلاف ان کی تسلیم کی جاتی ہے لیکن دوسرا ثبوت نہیں کیوں کہ انہوں نے مثل دیگر مصنفین

الفت۔ یا صنفت یا اور کچھ ایسا نہیں کہا۔ جامع کے بعض نسخوں کے شروع میں قال الامام۔۔۔الخ لکھا ہے، سو یہ ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے۔ غنیۃ الطالبین دونوں وجہ سے جنابِ عالی حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ثابت نہیں۔ کیوں کہ نہ ان کا اپنا دعویٰ ہے نہ اس کی آپ سے نسبت اتفاقی ہے مگر قصیدہ شریفہ کا آپ کا کلام ہونا بہر دو وجہ ثابت ہے۔

اپنا دعویٰ:۔ فرماتے ہیں۔

انا الجیلی محی الدین اسمی
و اعلامی علیٰ راس الجبال

پھر زیادہ توضیح کے لیے

انا الحسنی و المخدع مقامی
و اقدامی علیٰ عنق الرجال

پھر اس سے بھی زیادہ تشریح کے لیے

وعبدالقادر المشہور اسمی
وجدی صاحب العین الکمال

نسبتِ شہرت:۔ شہرت کی یہ حالت کہ کسی کو بھی مجالِ مخالفت نہیں۔ خدا پرست صاحبانِ کشف والہام، واصل باللہ مقربانِ بارگاہِ احدیت اور علمائے محققین۔ آپ کے مرید، حلقہ نشین، جوسب عالم، فاضل، عارف، محدث، فقیہ اور اولیاء اللہ اور ان سے فیض لینے والے اور ظاہری باطنی نسبت پانے والے مثلاً ایک سرے تو علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی نورالدین ابوالحسن قدس سرہ مصنف بهجة الاسرار اور وسط میں

عارف نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ مصنف شرح کافیہ مشہور بشرح ملا اور دوسرے سرے پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ جیسے پڑھتے پڑھاتے اور مانتے منواتے چلے آئے ہیں۔ قصیدہ، آپ کا قصیدہ ہونا حدِ تواتر وشہرت سے آگے ہے۔ پھر ایسے دعوے اور شہرتِ نسبت بلا خلاف پر شک ہو تو بہت سی دینی کتابیں جو مصنفوں کی جلالتِ قدر اور وفور مایہ علمی وعملی پر تسلیم کی جاتی ہیں ان کی طرف نسبت سے گر جائیں گی۔

''قصیدہ مبارکہ لامیہ خمریہ غوثیہ کی نسبت بے شک استفاضہ شہرت رکھتی ہے۔ مدت سے مشائخ اس کا وظیفہ کرتے اور اجازتیں دیتے اور ہزاروں خاص وعام اسی نسبتِ جلیلہ سے اس کا نام لیتے ہیں۔ مولانا محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معاصر سید علامہ سیدی احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر نے اس کی شرح مسمّٰی بہ'' رموز خمریہ'' لکھی اور اس میں ہر لفظ ومعنی سے اس قصیدہ کے کلامِ پاکِ حضور ، فرزندِ صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ فعلیہ وبارک وسلم ہونے کی شہادت دی''

''سیدی ابو المعالی محمد مسلمی قدس سرہ جنہیں شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے آخر رسالہ صلوٰۃ الاسرار میں علمائے سلسلہ طیبہ علیہ عالیہ قادریہ سے شمار کیا، اپنی کتاب مستطاب تحفہ قادریہ میں فرماتے ہیں۔ باب یازدہم۔ (آنچہ از احوالِ خود فرمودہ اند)

نقل است از شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہا می فرمود در مدرسہ، خود ہر ولی بر قدمِ نبی است ومن بر قدم جد خودم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم، وبرنداشت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدمے مگر آنکہ نہادم قدمِ خود برآں موضع مگر در اقدامِ نبوت کہ راہ نیست درآں غیرِ نبی را۔ در اشعارِ شریفِ خود نیز ایں مضمونِ لطیف را بیان فرمودہ اند۔

وکل ولی لہ قدم وانی

علیٰ قدم النبی بدر الکمال

اسی طرح کتبِ مشائخ میں بہت جگہ اس کا نشان ملے گا۔''۴۳

مولانا عبدالمالک کھوڑوی قصیدہ مبارکہ کی نسبت شکوک واوہام رفع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

بعض لوگ شک کرتے ہیں کہ یہ قصیدہ حضرت کا کلام نہیں۔ ان کے شک کی تین وجوہ ہیں۔

اول۔ یہ کہ اس میں بموجب عروض وصرف ونحو بعض اشعار میں اعتراض ہیں

دوم۔ حضرت نے اس قصیدہ میں اظہارِ فخر کیا ہے۔

سوم۔ بعض امور کو جو ذاتِ باری تعالیٰ سے مختص ہیں، اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

کسی امر کے ثابت کرنے کے لیے من جملہ دلائل کے ایک دلیل تواتر کی ہے۔ قصیدۂ غوثیہ علی التواتر حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز سے منسوب ہے تمام ممالک میں مسلمانان عقیدتمند اس کا وظیفہ کرتے ہیں۔ پس اس تواتر کی موجودگی میں اس سے انکار، بداہت کا انکار ہے۔''۴۴

''اعتراضاتِ عروض وصرف ونحو، جس قدر ہمارے پیش کیے گئے ہیں

ہم نے ہر ایک کا جواب اپنے اپنے محل پر فصحائے عرب کے کلام سے دیا ہے۔ دراصل یہ اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں۔ جن کا دائرہ ء وسعتِ علم تنگ ہے اور کلامِ عرب پر پورا پورا عبور نہیں رکھتے۔۔۔۔ جن لوگوں نے طبقاتِ عرب کے دیوان دیکھے ہیں، وہ ایسے اعتراضات کی جرأت نہیں کر سکتے، اور شعر میں تو شاعر کو تصرفات کا حق حاصل ہے" ۵

"دوسرا سوال عدمِ تدبر کی وجہ سے ہے۔ حضرت کا اپنے مدارج کو ظاہر کرنا اس غرض سے ہے کہ لوگ مطلع ہوں اور انکے علوم سے فائدہ اٹھائیں اور یہ سنت اللہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے کمالات کی اطلاع دیں پیغمبر اسی سنت اللہ کے تابع ہو کر مشتہر کرتے ہیں کہ ان پر وحی نازل ہوئی ہے۔" ۶

"تیسرا سوال کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ان تمام امور کے بعد حضرت نے بقدرۃ المولیٰ تعالی کی قید لگائی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے اذن سے ہوتا ہے۔ پس خوارق کی نسبت خدا کی طرف ہے نہ حضرت کی طرف، اور نیز خوارق کا ذکر حضرت نے "ولو القیت سرّی" کے لفظ سے فرمایا ہے۔ سِر کے معنی بعض صوفیائے کرام نے قرآن بھی لکھے ہیں اور قرآن کو اپنی طرف منسوب کرنا تعظیم و ابتہاج کا اظہار ہے۔ اور آیات میں خدا تعالیٰ نے بے شمار تاثیرات رکھی ہیں۔" ۷

عالمِ ربانی عارفِ حقانی حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"ایک دن ایک غیر مقلد مولوی صاحب نے آ کر پوچھا کہ قصیدہ غوثیہ

شریف کس کی تصنیف ہے؟ میں نے جواب دیا۔ ''حضرت سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی''۔ اس نے کہا ''وہ تو عالم تھے۔ اس قسم کا کلام ان کا نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس میں کہا گیا ہے۔ وافعل ماتشاء فالاسم عالی (جو چاہے کر میرا نام بلند ہے)''

میں نے جواب دیا'' یہاں دو امر ہیں۔ ایک ثبوتِ تصنیف۔ دوسرا وجہ استبعاد۔ دونوں کا جواب سنو۔ امر اول کی دلیل تواتر ہے کیوں کہ ہر زمانہ میں جمِ غفیر اس کے قائل ہوئے ہیں اور تواتر اولہ قطعیہ میں سے ہے۔

اب دوسرے امر کا جواب بھی سن لو۔

بخاری شریف میں تم نے دیکھا ہوگا کہ اہلِ بدر کے بارے میں وارد ہوا ہے ان اللہ قد اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم۔ پس فقرہ ''اعملوا ماشئتم'' آیۃ ''لا تقربوا الزنا'' وغیرہ سے کیسے راست آتا ہے یہاں وجہِ استبعاد تم بیان کرو وہاں میں بیان کردوں گا۔ وہ حیران رہ گیا۔

میں نے کہا'' تم نے حدیث کا مطلب نہیں سمجھا غایۃ مافی الباب علماءِ ظاہر یہی کہیں گے کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو خوشنودی کے وقت کہا جاتا ہے اور اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر رضامندی کی نظر فرماتا ہے اس کو ان عبادی لیس لک علیھم سلطان کے زمرہ میں داخل کر کے اس کا خود حافظ و ناصر ہوتا ہے پھر بھلا وہ شخص معاصی کے ارتکاب پر کیسے قادر ہو سکتا ہے۔ پس ضرور جملہ'' اعملوا ماشئتم'' میں تخصیص مراد ہوگی نہ تعمیم۔''[8]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے قصیدہ مبارکہ غوثیہ کی

عربیت پر اعتراض اور اس سبب سے اسکی نسبت بجناب غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکار پر ایک طویل مقالہ تحریر فرمایا تھا جس کا نام '' الزمزمة القمریه فی الذب عن الخمریه '' سرِ عنوان ہوا۔ اس کا فوری باعث مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری برکاتی کا مکتوب تھا جس میں وکیل احمد سکندر پوری کے متعلق اطلاع دی کہ وہ قصیدہ غوثیہ سقانی الحب کاسات الوصالی، کی شرح اردو میں تحریر فرما رہے ہیں اور فقیر کو فرمایا ہے کہ حضرت کو اس بارے میں اطلاع کی جائے۔ اس قصیدہ کی نسبت حضرت کا کیا منشا ہے ۔۔۔۔'' ۹

فاضلِ بریلوی اس رسالہ میں ایک ماہرِ لسانیات اور نقاد محقق ادبیات کے طور پر جلوہ فرما ہیں۔ انھیں نہ صرف قواعد وضوابطِ عربیت پر زبردست گرفت ہے بلکہ عربی زبان کے وسیع ذخائر پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں۔ قصیدہ غوثیہ سے متعلق کلام کرتے ہوئے نہایت عمدہ نکات بیان فرمائے ہیں اور عمیق تحقیقی و تنقیدی شعور کا ثبوت دیا ہے۔

ان کے مباحث کا ملخص کچھ اس طرح سے ہے۔

اول۔ حق عز وجل نے انسان کو زبان اور زبان کو طاقت بیان دی کہ اظہار مافی الضمیر کر سکے۔ اصل مقصود اسی قدر ہے باقی سب زوائد۔

باقی فنون کی طرح عربیت کے بھی دو شعبے ہیں علم و عمل۔

علم۔ جو فہم کتاب وسنت کو کفایت کرے۔ واجب کفایہ۔

اور علماء کے لیے مہارتِ تامہ ضروری ہے۔

عمل۔ کلام کو قواعد وضوابط کے مطابق صادر کرنا۔

بعض اوقات ادیب اور شاعر ان قواعد کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔

اس طرح یہ ترک دو قسم ہے۔

الف۔ اصلِ کلام میں خلل واقع ہو تو یہ مذموم ہے۔

ب۔ مقصودِ بیان میں تغیر و فساد واقع نہ ہو، اگرچہ قوانینِ عربیت کی پابندی مفقود ہو۔

''اس قسم کا العیاذ، جبکہ باوجود علم و قدرت ہو، اصلاً نہ کسی کمال کا نافی، نہ کسی فضل کا منافی، نہ ترکِ عمل، عدمِ علم پر مطلقاً دلیل کافی'': ''بڑے بڑے فصحا و اعاظم علما بمحاورات روزمرہ میں وہ عبارتیں بولتے ہیں جن کا ایک فقرہ قوانینِ عرب پر درست نہیں ہوتا۔ اس کے سبب نہ ان کے علم و معرفت یا ملکہ فصاحت میں داغ آ سکے، نہ انھیں جہل و عجز کا عیب لگا سکے۔''

دوم۔ اکابر ائمہ و علماء سے مراعاتِ قواعدِ عربیت میں کیا کیا بے پروائیاں سرزد ہوئیں۔ فاضلِ بریلوی نے درجِ ذیل کتب سے وافر امثلہ فراہم کی ہیں۔

۱۔ مسلم شریف، مقدمہ صحیح۔ ۲۔ صحیح بخاری۔ ۳۔ سنن ابی داؤد۔ ۴۔ جامع ترمذی۔ ۵۔ مجتبیٰ نسائی۔ ۶۔ سنن ابن ماجہ۔ ۷۔ دارمی۔ ۸۔ شفا۔ ۹۔ بیہقی۔ ۱۰۔ بحر الرائق۔ ۱۱۔ نہر الفائق۔ ۱۲۔ رد المحتار۔ ۱۳۔ فتاوی خانیہ۔ ۱۴۔ فتاوی خلاصہ۔ ۱۵۔ خزانۃ المفتیین۔ ۱۶۔ ہدایہ۔ ۱۷۔ جامع صغیر۔ ۱۸۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ۔ ۱۹۔ کتاب المناقب کردری۔ ۲۰۔ اشباہ۔ ۲۱۔ شرح ہدایہ فرغانی۔ ۲۲۔ کنوز الحقائق من احادیث خیر الخلائق۔ ۲۳۔ شرح متن غزی دمشقی۔ ۲۴۔ منیہ۔ ۲۵۔ قنیہ۔ ۲۶۔ درر

''اب کیا ان امور اور ان کے امثالِ کثیرہ پر نظر کر کے، کوئی جاہل حضراتِ علیہ امام مسلم، امام بیہقی، امام قاضی عیاض و عامہ رواۃ صحیح مسلم و اجلہ

رجالِ صحاح ستہ و امام قاضی خان و امام صدر الشریعۃ و امام کردری و امام سیوطی و علامہ مناوی و علامہ زرقانی و علامہ علی قاری و ائمہ بزدی مصنفین ہدایہ و خلاصہ و خزانہ و منیہ و بحر و نہر و درر و اجلہ ادبا زمخشری و زاہدی و ابن نباتہ و عامہ محدثین و جمِ غفیر فقہا و اصولیین وغیرھم علمائے کاملین و کملائے فاضلین کے کمالِ فضل و فضلِ کمال میں کلام و مقال کر سکتا ہے'' ۱۱

سوم۔ خصوصاً جبکہ عالم کی اصلی زبان عربی نہ ہو جیسے امام مسلم، امام بیہقی، امام فرغانی وغیرہ۔ امام بخاری کہ فارسی الاصل تھے۔ ''صحیح بخاری میں ایک جگہ عربی میں بجائے ایضاً خاص فارسی لفظ ''ہم'' استعمال کیا ہے۔ اور۔ عربی عبارت میں عربی لفظ بے مراعاتِ قواعد بولنا، عربی کلام میں فارسی لفظ داخل کرنے سے عجیب تر نہیں۔ پھر اس سے امام بخاری اور ان کے کمالِ فضل پر کیا طعن ہو سکتا ہے؟'' ۱۲

چہارم۔ یہ تو نثر کی بات تھی۔ نظم کا میدان تو نہایت تنگ ہے جو شاعر ہے یا شعری نقد و ادراک رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ نظم، نثر کی نسبت کس درجہ مشکل ہے۔

''شعرا ہزار ہا ایسی باتیں برت جاتے ہیں کہ نثر میں برتیں تو قوانینِ عربیت کے مطابق تو محض غلط و باطل یا فصاحت سے گرا ہوا ہو۔۔۔ وہ لوگ جن کی عمر اس صناعت میں گزری وہ نظم میں بعذرتِ ضرورت صدہا باتوں کا ارتکاب کرتے ہیں کہ نثر میں ہوں تو خود ہی تغلیط کریں۔۔۔ لطف یہ کہ تصرفاتِ نادرہ، قواعد و استعمال سے ماورا کو قادر اللسان شعرا کے ساتھ خاص مانا جاتا ہے اور اگر قاصرین تقلید کریں تو ان کے عجز پر محمول، قادر الکلام شعرا کی بے پروائی ٹھہرے۔'' ۱۳

اور چپ بیٹھیں تو وحشی کہلائیں
آپ چپ بیٹھیں تغافل ٹھہرے

اور آئمۂ دین جو اس صناعت کی زیادت اشتغال و کثرتِ استعمال کو اپنے حق میں عیب مانتے اور من حسن الا سلام المرء ترکہ مالا یعنیہ کے خلاف جانتے ہیں۔ اس وجہ سے اگر ان حضرات کے کلام میں قوانینِ عربیت کی مراعات ملحوظ نہ رہی ہوں تو کیا بعید کہ وہ" خود مہارت کرنا نہیں چاہتے اور مقام وہ تنگ کہ ماہرین وسعتیں ڈھونڈتے ہیں" ۵۰

پنجم۔ایک عام آدمی انتہائے فرحت میں بے اختیار ہوکر کچھ کا کچھ کہہ بیٹھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق شدتِ فرحت سے بہک کر کہہ اٹھتا ہے"الٰہی تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا"

حضرات اولیائے کرام کی تو کیفیت ہی اور ہوتی ہے۔فرحت ہی نہیں، تجلیات کے وقت مشاہدۂ جلال و جمال میں وہ استغراق ہوتا ہے جو انھیں اپنی ذات سے غافل کردے تو کیا بعید۔اس وقت اگر 'انت الحق' یا 'سبحانک ما اعظم شانک' کے بجائے 'انا الحق' اور 'سبحان ما اعظم شانی' نکلے تو کیا عجب۔یہ حال اہلِ سکر کا ہے۔

ششم۔ خواص کی بات جدا ہے۔اور۔اخص الخواص جنھیں حضور پرنور سلطانِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ نے اپنی خاص تربیت کے ظلِ حمایت میں لیا اور وارثِ اتم وخلیفۂ اعظم بنا کر منصب جلیلِ امامت امت و زعامتِ ملت دیا۔۔۔۔۔ان کے قلوب کو وہ وسعتیں بخشی ہیں کہ ہزاروں دریائے"سقانی الحب کاسات الوصال" نوش فرماتے ہیں مگر قطرہ بے جا نہیں چھلکتا اور

لاکھ ساغر ’’فسقانی القوم بالوافی ملالی‘‘ سے مالا مال مدہ ماتے ہیں مگر کوئی حرف راہِ نبوت سے اصلاً نہیں بہکتا۔‘‘

’’بالجملہ ہمارے حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الفریقین و نظام الطریقین و سردارِ اصحاب صحو و تمکین و وارثِ اکمل حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین و بارک وسلم ــــــ لہذا ربِّ عز و جل نے حضور کو شطحیاتِ سکر سے محفوظ رکھا۔ اور حضور کے اقوال و افعال و احوال و اعمال سب کو احیائے ملت و اقتفائے سنت کا مرتبہ بخشا ــــــ نہیں کہتے جب تک کہلوائے نہ جائیں اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ وحشر نافی زمرہ من تبعہ و والدہ امین۔ یہ سب کلام اس تقدیر پر تھا کہ اعتراض سے غرضِ معترض انکار نسبت ہو۔ یعنی کہتا ہو کہ اس قصیدے کی عربیت محلِ کلام ہے لہذا حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں ــــــ اور ــــــ اگر معاذ اللہ ــــــ نسبت مان کر اعتراض کرتا ہے ــــــ تو ــــــ خاک بر روئے تعصب باد ــــــ‘‘[۱۵]

کسی بھی ادب پارے کی حقیقت تک رسائی کے لیے اس کے متن کو داخلی اور خارجی شواہد کی روشنی میں دیکھنا اور پرکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مغرب سے درآمد شدہ تنقیدی اصطلاحات کا بلا تامل استعمال کرتے ہیں اور اسکے زیرِ اثر جہاں بھی کوئی ایسا امرِ واقعہ درآیا جو فہم و شعور سے ماورا ہوا اس پر غیر تاریخی اور غیر سائنسی طرزِ فکر اپنانے کا طعن وارد کر دیتے ہیں۔ یہ اعتزالی نقطۂ نظر جو غیر مرئی یا غیب کا انکار کرتا ہے یا پھر تاویل کر کے اپنی عقل و دانش کے مطابق معنی پہنا لیتا ہے ــــــ مغرب کے فضلا تو درکنار مشرق کے وہ علما جنھیں صوفیہ سے

نسبت و تعلق نہ ہو وہ ان باتوں کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں جہاں ان کے خیال میں
علت و معلول کا ظاہری رشتہ منقطع ہوتا دکھائی دیا اسے غیر سائنسی اور غیر فطری کہہ کر
اس کی نفی کی کوشش کرتے ہیں۔ جنت، دوزخ، حوضِ کوثر، پل صراط، ملائکہ، معجزات
، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی، کرامتِ اولیا، جنت میں رویتِ
باری تعالیٰ وغیرہ، اہلِ سنت کے مسلمہ عقائد کا انکار کرتے ہیں۔ اولیائے عظام کے
باطنی و ظاہری تصرفات کے منکر ہیں۔ ان کی مشکل یہ ہے کہ وہ انسانِ کامل اور عام
انسان میں فرق روا نہیں رکھتے اور عبد اور عبدہٗ کے درمیان مدارج و مراتب سے
بے بہرہ رہتے ہیں۔

آخر میں ہم معاندین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ بغض و عناد کی تیرہ
فضاؤں سے باہر نکل کر آفتاب کی پرنور کرنوں سے فیضیاب ہونے کی صلاحیت پیدا
کریں اور مفاہیم قصیدہ سے بہرہ یاب ہونے کے لیے دلوں کے بند دروازے کھولیں
۔ صاحبزادہ سید نصیر الدین گولڑوی نے اس سلسلہ میں بڑی خوبصورت بات کی ہے۔
لکھتے ہیں کہ "کسی بات کا خلافِ شریعت ہونا اور بات ہے اور خلافِ شریعت نظر آنا
اور بات ہے۔ اگر مقبولانِ خدا کا کلام سمجھ میں نہ آئے تو اس کا انکار مناسب نہیں۔ آخر
قرآن و حدیث کے بھی تو بہت سے متشابہات ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ
الوسع یہ ہونا چاہیے کہ بزرگانِ دین کے ارشادات کا محمل تلاش کیا جائے گویا فسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون (اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو)
پر عمل کیا جائے۔ یہ ضروری تو نہیں کہ جو چیز ہماری سمجھ میں نہ آئے دوسرے بھی اس
کے فہم سے قاصر ہوں۔ و فوق كل ذی علم عليم۔ (ہر صاحبِ علم سے بڑھ کر
علم والا ہوتا ہے)" ۱۶

۱۔ تفریح الخاطر فی مناقب سیدنا الشیخ عبد القادر، (اردو ترجمہ) ص۳۰۲ ملک فضل الدین کلے زئی تاجران کتب قومی لاہور سلسلہ تصوف نمبر 100

۲۔ القصیدۃ الوسیلہ القادری و القصیدۃ الغوثیہ، نوشاہی محمد اعظم ص۱۷، ۱۸ ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ مریدکے بار دوم ۱۹۷۵

۳۔ الوظیفۃ الکریمہ فی الادب من الکریمہ، احمد رضا خاں بریلوی، اعلیٰ حضرت امام ص۱۳، نوری کتب خانہ لاہور

۴۔ الجواہر السنیہ فی شرح القصیدۃ الغوثیہ، کھوڑوی، عبد المالک، علامہ ص ۶۲ نوری بک ڈپو لاہور بار دوم ۱۳۹۵ھ

۵۔ ایضاً ص ۶۳

۶۔ ایضاً ص ۶۳

۷۔ ایضاً ص ۶۵

۸۔ ملفوظات مہریہ، مرتب فیض احمد، ص۱۳۹، ۱۴۷ گولڑہ شریف، بار چہارم 1997

۹۔ الوظیفۃ الکریمہ

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ نام ونسب نصیر الدین، صاحبزادہ سید ص ۶۷۹ گولڑہ شریف اسلام آباد

حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم علمی و روحانی شخصیت نے دنیائے علم و ادب اور جہانِ سلوک و تصوف کو جس حد تک متاثر کیا، عہدِ ماجد کے اکابر صوفیہ اور علما کے کلام و اقوال سے بخوبی عیاں ہے ـــــــ مگر ـــــــ آج کا دور، انا پرستی کا دور ہے۔ ہر فرد اپنی ذات کے تشخص کو تسلیم کرانے کے درپے ہے۔ ایک مختصر سا حلقہ بنا کر "انا و لاغیری" کا کوس بجا رہا ہے۔ اس کے لیے وہ بہت سے حربے استعمال کرتا ہے۔ وہ "Print Media" سے "Internet" تک، فوری تشہیری ذرائع کام میں لاتا ہے۔ اپنی ذات کے "خفاش خانے" سے باہر نکل کر "مستقل صداقتوں کے تابندہ چراغوں" کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے۔ اپنی فکر کے دائرے میں محصور ہو کر، اپنی بے نور دانش پر اعتماد کر کے، خدائے لم یزل کے انوارِ لایزال سے "مقتبس افکار" پر خاک اڑانے کی سوچتا ہے ـــــــ مگر ـــــــ

عدو نے خاک اڑائی، اسی کے منہ میں پڑی
کسی کو چاند سے وہ بد گمان کیا کرتا

آج کا نافہم فقیہہ، عام عبارات کی تفہیم سے قاصر، ژولیدہ فکر "منتہی الفقہا" کہلاتا ہے۔ آج کا بے رابطہ و بے سلسلہ "تیرہ قلب پیر" شور و غوغا کو "قلب کا جاری ہونا" تصور کرتا ہے۔ مریدوں کے ہونٹوں سے "غوثِ زماں، قطبِ دوراں، قطب الارشاد، تاج العارفین" کے القاب سن سن کر پھولے نہیں سماتا۔ اپنے مقامات

ومراتب کو سیدنا غوثِ اعظم شیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت بالا وفزوں تر گردانتا ہے۔ اگر خدانخواستہ ’’خوش گفتار مقرر‘‘ بھی ہوا، تو ’’سحبانِ وقت، خطیبِ اعظم ‘‘ ہے اور اگر غلطی سے ایم۔اے ہے یا پی ایچ ڈی ہے، پروفیسر ہے تو پھر مجددِ وقت بننے دیر نہیں لگتی۔ ’وساوس فی الصدور‘، اس کا معمولی کارنامہ ہے۔ اس کی انا کی حدود تو ’’فی سبیل اللہ فساد ‘‘سے اِدھر ٹھہرتی ہی نہیں۔ ’’عقائد میں گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا‘‘ ان کا شیوہ۔ اہلِ سنت سے مانگیں، انھیں سے کھائیں اور انھیں پر غرائیں......

حقیقت یہ ہے کہ آج قدیم عقائد سے وابستہ وپیوستہ اہلِ سنت وجماعت حیران وسرگرداں ہیں، وہ جہاں دیگر دینی وسیاسی جماعتوں کی تیر افگنی سے پریشان ہیں، اپنوں کی دراندازی اور سنگ باری نے ان کے ادراک وافہام کو مبہوت کر دیا ہے۔ آج ’عوام اہلِ سنت‘ حالت وکیفیت میں واقعتاً حضور سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ’’بھولی بھالی بھیڑیں‘‘ ہیں جنھیں ’’ذیاب فی ثیاب‘‘ سے سخت خطرہ درپیش ہے۔ اور اگر پیشوایانِ اہلِ سنت وجماعت بھی یونہی غیروں کے ہمنوا بنتے رہے اور من حیث الجماعت یوں ہی انتشار گرفتہ رہے تو ایک وقت آئے گا کہ سوادِ اعظم اور ہوں گے اور ہم اہلِ سنت وجماعت ایک افسانہ......

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہدِ ہمایوں عباسیہ کی عظیم مملکت کے سیاسی زوال اور فکری انحطاط کا دور تھا۔ باہمی آویزشوں اور کشاکشوں نے عالم اسلام کو پست ہمت بنا دیا تھا۔ مگر جب سیدی الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خطابت وموعظت کا آغاز فرمایا تو ملتِ اسلامیہ کی عروقِ مردہ میں زندگی دوڑنے لگی اور سلطنتِ عباسیہ ڈیڑھ سو سال مزید بساطِ ہستی پر سیاست آرائی میں کامیاب ہو گئی۔ یہ اسی نائب ووارثِ رسولِ مجتبیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)

کے تصرف کا نتیجہ تھا کہ وہی استیصالی قوتیں اب کعبہ کی پاسبانی اور حرمتِ نبوی کی نگہبان بن کر عالمِ اسلامی کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے میں کوشاں نظر آنے لگیں۔

ہندوستان میں مغلیہ حکمران "اکبر" اپنی کم علمی کے سبب مذہبی معاملات میں "خاندانِ مبارک" کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گیا۔ ابوالفضل اور فیضی نے بادشاہ کے لیے امتزاجی خطوط پر ایک نیا مذہب تراشا جسے "دینِ الٰہی" کا نام دیا گیا اور اکبر نے دعوائے نبوت کر دیا۔ "دربار میں کھلبلی مچ گئی اور بعض اہلِ دربار نے ہر جائز و ناجائز طریقے استعمال کر کے اپنے تعلقات منقطع کر لیے۔ علماء نے فتوے دیئے۔ شعراء نے اس کے خلاف قصائد لکھے۔ ملا شیری نے تو اکبر کے رو در رو ایک قصیدہ پڑھا۔"

تا برآمد ہر زماں کشور بہ انداز آفتے
فتنہ در کوئے حوادث کتخدا خواہد شدن
با عقابِ قرض خواہ و خنجرِ اربابِ شرک
بارِ سر از ذمۂ گردن جدا خواہد شدن
فیلسوفِ کذب را خواہد گریباں پارہ شد
خرقہ پوشِ زہد را تقویٰ روا خواہد شدن
شورشِ مغز است اگر در خاطر آرد جاہلے
کز خلائق مہرِ پیغمبر جدا خواہد شدن
پادشہ امسال دعوائے نبوت کردہ است
گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

اور یہ کہہ کر شریعتِ حقہ میں اکبر اور اس کے حواریوں کی مداخلت اور اس کی سیکولر "مذہبی وحدت و اتحاد" کی پالیسیوں کی واشگاف الفاظ میں مذمت کی۔ اس فتنہ

کے انسداد واستیصال کے لیے خداوند عزوجل نے ایک جانب تو سیدی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز کو جامعِ شریعت وطریقت اور قامعِ بدعت بنا کر مجددیت سے سرفراز فرمایا تو دوسری جانب شیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی قدس سرہ العزیز کو عشق ومحبت نبوت کا پیکر عطا کر کے حدیث وسیرتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارسال و ابلاغ کے عطیہ سے نواز کر دلوں کو عشق ومتابعتِ رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرکز ومحور پر یک جا کرنے کا فریضہ سونپا اور تجدیدِ عشقِ رسالت کا سبق یاد دلانے پر مامور فرمایا۔ دونوں اصحابِ فکر ونظر نے مسلمانوں کو ہندی تہذیب وتمدن میں مدغم ومنضم ہونے سے بچا لیا اور آج برِ صغیر کے مسلمانوں پر ان کا عظیم احسان ہے۔

برطانوی سامراج کے کاشتہ و پروردہ علما نے جب حضورِ خیر الانام، فخرِ موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو عام انسانی سطح پر لانے کی افرنگی سازش میں شریک ہو کر رشتۂ عشق ومحبت کو کمزور کرنے اور اسلامیانِ برِ صغیر کو واپس بھگتی ازم میں منضمن کرنے کی غلط کاوش کی تو امام احمد رضا خاں بریلوی جیسا جری مجاہد و بے باک رہنما اور عاشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا اس منصبِ جلیلہ پر فائز ہوا۔

امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی تجدیدِ دین وملت کی مساعی کی اساس محبوبِ خدا سیّد الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومتابعت پر تھی۔ فاضلِ بریلوی نے کوئی نیا فرقہ، جماعت، یا گروہ نہیں بنایا۔ وہ تو ملّتِ اسلامیہ کے اسی سلسلۂ عشق ومحبت کا ایک تسلسل تھے۔ جس میں امت کے اولیا واصفیا، علمائے خیر واتقیا، اصحابِ رسول خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین منسلک ہیں وہ سابق مجددین شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الثنا والتحیہ سے متصل اور

ان کی تعلیمات کے لیے مزید فروغ و ترویج کا باعث ہیں۔ ممالک عرب و عجم کے اساطین شریعت و طریقت نے انھیں امام و مجدد عصر کے حقیقت پسندانہ القاب و خطاب سے خراجِ تحسین پیش کیا۔

آج، چودھویں صدی کا اختتامیہ اور پندرھویں صدی کا ابتدائیہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اہل سنت و جماعت کی مختلف، منتشر اور منقسم جماعتیں اور ان کے رہنما بھی افق ملت پر ظاہر و باہر ہیں۔ علماء کرام آپس میں برسرپیکار ہیں اور فروعی و نزاعی مسائل کو اس قدر ہوا دیتے اور دے رہے ہیں کہ اصل مقصود حیات ہی گم ہو کر رہ گیا ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دینے والے خود سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سے نفور و نا آشنا ہیں۔ کسی سے خوش کلامی سے پیش آنا تو در کنار، ملنے والوں پر خندہ استہزا نظر آتے ہیں۔ "لما تقولون ما لا تفعلون" پر بھولے سے بھی غور فرمایا ہوتا تو آج یہ حالت نہ ہوتی اور اس پر طرہ یہ کہ ہر عالم و فاضل اور ہر سربراہ جماعت اس صدی کے مجدد بننے کے خواب دیکھتا ہے۔ انا پرستی کا یہ عالم ہے کہ مسجد کا وہ امام، جو اعلیٰ حضرت کے اشعار درست پڑھ نہیں سکتا، اسے بھی دعویٰ ہے کہ وہ خود اعلیٰ حضرت ہے۔۔۔۔۔۔ بلکہ بزعم خود اعلیٰ حضرت سے بھی بدتر ہے۔

غرۂ افکار و دانش، نخوت علم و فنون
استعیذ اللہ من شیطان مردود و رجیم

خداوند جل و علا علمی جہالت و نخوت سے محفوظ رکھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی سی جامع العلوم، دائرۃ المعارف شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ علم و حکمت کے وفور کے ساتھ عشق و محبت رسول کا التزام تو کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ آج کے علامہ پروفیسر، شمس الفقہا، محدث اعظم، غوث دوراں، نام نہاد القابات کے بار گراں سے مفلوک الخیال اور ادراک سے معذور حضرات تو اصطلاحات

علمیہ اور عباراتِ صوفیہ کے پس منظر اور پیش منظر کو سمجھنے سے ہی قاصر ہیں۔ اپنی انا فروشی کا اہتمام ہی جن کا مقصد و غایت ہو وہ بھلا ان اسرار و رموز کی تفہیم سے کیسے آشنا ہو سکتے ہیں۔ اس راہ میں پہلے 'انا' کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ تسلیم و رضا کے پل صراط سے ہو کر وادیِ عشق و محبت میں آؤ تو دریچہ وصالِ محبوب وا ہوتا ہے۔

ہر زمانے میں ایک "نیا غوثِ اعظم" تسلیم کرنا بھی بنیادی طور پر اسی نظریہ کی تشکیل ہے جس کی ابتدا اسماعیل دہلوی سے ہوئی اور مولانا فضلِ حق خیر آبادی اور اسماعیل دہلوی کے درمیان امتناع النظیر جیسے شہرہ آفاق مسئلہ پر نزاع پیدا ہوئی۔ مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کو مثنوی "بیانِ شانِ نبوت و ولایت کہ درحقیقت پرتو نور الانوارِ حضرتِ الوہیت است" رقم کرنا پڑی۔ مرزا غالب نے پہلے اس نظریہ کو واضح کیا اور لکھا

آنکہ مہر و ماہ و اختر آفرید
می تواند مہر دیگر آفرید
حق دو مہر از سوئے خاور آورد
کور باد آں، کو نہ باور آورد

اور اس کی تفصیل یوں بیان کی

لیک در یک عالم از روئے یقیںؔ
خود نمی گنجد دو ختم المرسلیںؔ
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمے
ہم بود ہر عالمے را خاتمے

وہ جس نے سورج، چاند اور ستاروں کو پیدا فرمایا وہ ایک اور سورج کو بھی پیدا کر سکتا ہے۔ حق تعالیٰ مشرق سے دو سورج بھی طلوع فرما سکتا ہے۔ اور جو یقین نہ کرے

وہ اندھا ہی ہو گا۔

لیکن ایک عالم میں یقیناً دو ختم المرسلین نہیں سما سکتے۔

(اس لیے) وہ چاہے تو ہر ذرہ سے ایک نیا عالم تخلیق کر دے اور اس عالم میں ایک خاتم بھی لے آئے۔

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود
رحمۃً للعالمینے ہم بود

جہاں کہیں بھی کوئی عالم آباد ہو گا اس میں ایک رحمۃً للعالمین بھی ہو گا۔

کثرتِ ابداعِ عالم خوبتر
یا بہ یک عالم دو خاتم خوبتر

تخلیق عالم میں کثرت بہتر ہے یا ایک ہی عالم میں دو خاتم کا ہونا بہتر ہے۔

در یکے عالم دوتا خاتم مجو
صد ہزاراں عالم و خاتم بجو

ایک عالم میں دو "خاتم" کی جستجو نہ کر، ہاں لاکھوں عالم ہیں اور لاکھوں ہی خاتم ہوں گے۔

لیکن حضرتِ غالب کا فکری نظام اس منطق کو خود قبول نہ کر سکا اور لکھنا پڑا۔

غالب ایں اندیشہ نپذیرم ہمی
خوردہ ہم بر خویش می گیرم ہمی

غالب، میں اس فکر کو قبول نہیں کر پاتا۔ اپنے نقص کو تسلیم کرتا ہوں اور اپنے اس کلام سے رجوع کرتا ہوں۔

اے کہ ختم المرسلینش خواندہ ای
دانم از روئے یقینش خواندہ ای

اے (خداوندِ عزوجل) تو نے جب اسے رسولوں کا خاتم کہا ہے تو مجھے بھی یقین ہے کہ درست کہا ہے۔

این الف لاے کہ استغراق راست
حکم ناطق معنیِ اطلاق راست

ختم المرسلین میں جو الف لام در آیا ہے، وہ استغراق کا ہے۔ ناطق کے حکم میں اطلاق کے معنی واضح ہیں۔

منشاءِ ایجادِ ہر عالم یکے ست
گر دو صد عالم بود خاتم یکے ست

ہر عالم کی تخلیق کا منشاء مقصد ایک ہے اس لیے اگر دو سو عالم بھی ہوں گے تو خاتم ایک ہی ہوگا۔

حضور پر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر و مثال کو ہر عہد میں قائم و تسلیم کرنے والوں کے اثرات، اہلِ سنت و جماعت کے علما میں شعوری یا غیر شعوری طور پر نفوذ کرتے جا رہے ہیں۔ خود کو لبرل اور پسندیدہ شخصیت بنانے کے لیے ہر طرح کے علمی افراد سے واسطہ و رابطہ اور ان کے افکار سے خوشہ چینی کا یہ اثر ہے کہ آئے دن، علماءِ اہلِ سنت میں بھی کوئی نہ کوئی عالم ان خیالات کا اظہار کرتا نظر آتا ہے جس کی تردید میں ہمارے باشعور اور صاحبِ فہم و فراست علما اپنی پوری ہمت اور استعداد صرف کرتے آئے ہیں۔ آج کے ان بے دلیل علما کی زبان اور طرزِ بیان اس قدر جارحانہ ہوتا ہے کہ طائرِ اخلاق، نیم بسمل ہو کر رہ جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ احساسِ کمتری کا شدید ردِ عمل ہوتا ہے۔ نامکمل شخصیت کا اظہار کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی نفسی عذاب سے نجات پانے کے لیے بھی میثاقِ پاکستان میں خامیاں تلاش کرنا شروع کر دیتا ہے تاکہ دوسرے فنِ تعمیرات میں اس کی مہارتِ تامہ کی داد دیں۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی عالم اسلام کی وہ واحد شخصیت ہے جو اصحابِ رسول علیہ السلام وائمہء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح معنوں میں روحانی وارث ہے اور ان کی سیادت پر جملہ سلاسلِ طریقت کے سادات متفق ہیں اور اس حقیقت سے بھی سبھی باخبر ہیں کہ عالم اسلام کے جملہ اولیاءِ کبار میں سے سیدنا الشیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی بھی اور ولی اللہ کو "غوثِ اعظم" کے نام سے پکارا نہیں گیا۔ "غوثِ اعظم" کا لفظ آتے ہی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام زبانوں پر ہوتا ہے۔ دوسرے اولیائے کبار کے القاب کتنے ہی عالی شان کیوں نہ ہوں، "غوثِ اعظم" کا لقب سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہی خاص ہو کر رہ گیا ہے۔ اس طرح "اعلیٰ حضرت" کا لقب مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی سے مختص ہے حالانکہ ہر خاندان طریقت میں اعلیٰ حضرت کا لفظ استعمال کرنے کی کاوشیں ہوئیں مگر یہ بارور ثابت نہ ہو سکیں۔

چودھویں صدی کو ختم، اور پندرھویں صدی کو شروع ہوئے بیس برس ہوتے ہیں مگر کسی معروف شخصیت پر اہلِ سنت وجماعت کے علماء فقہا اور صوفیہ وارباب معدلت متفق نہ ہوئے اور نہ ہی کسی کو 'مجدد' کے نام سے اعتراف کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ 'اعلیٰ حضرت' کے تجدیدی کارنامے اور علمی سرمائے سے نہ صرف ملتِ اسلامیہ بلکہ دیگر اقوامِ عالم بھی روشناس ہوتی جارہی ہیں۔ اس سے یہ تاثر یقیناً ابھرتا ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کا 'دائرہ وعرصہء تجدید وتعیین، اگلی صدیوں کو محیط ہوتا جارہا ہے۔ اور وہ "مجددِ ماۃ حاضرہ" (یعنی چودھویں صدی) کی قید سے ماورا ہو کر "مجددِ عصر حاضر ومستقبل" کی حیثیت اختیار کر رہے ہیں۔

آج ہمارے بعض علماء کو سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے علمی مقالات ورسائل، منظومات ونثورات میں تسامحات تلاش کرنے کا شوق گدگداتا ہے اور ان سے مخالفت کا قصد باندھتے ہیں۔ ایک آدھ نکتہ پر (وہ بھی نافہمی کی بنا پر) اختلاف کیا بھی تو بالآخر یہی بات پایۂ تحقیق کو پہنچی کہ اعلیٰ حضرت کا موقف ہی درست تھا۔ دراصل فاضلِ بریلوی کے اندر علمی تفوق و برتری کا ظہور منفی رویوں میں نہیں تھا۔ کسی بھی شخص سے روابط اور تحاریر کی پرکھ کے لیے اُن کی میزان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت اور وابستگی ودلبستگی تھی۔ اسی نسبت کی بدولت ان کی تحریریں صراطِ مستقیم پر زاویہ قائمہ بناتے ہوئے قائم ہیں۔ ان کی عظمت کا عمود بھی عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرہونِ منت ہے اور اسی نقطہ و بنا پر مستحکم ہے۔ جو شخص اس عمود سے ادھر ادھر ہے وہ یا زاویہ حادہ میں ہے یا منفرجہ میں۔

سیدی امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے قصیدۂ غوثیہ کا فارسی زبان میں نہایت خوبصورت ترجمہ کیا ہے اور ہر شعر کے ترجمہ کی تزئیل میں دو شعر خطابیہ انداز میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایزاد فرمائے ہیں۔ "حدائقِ بخشش" میں یہ ترجمہ وتزئیل "وظیفۂ قادریہ" کے نام سے مرقوم ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری شرح قصیدۂ غوثیہ پر کام کر رہے تھے۔ بعض حضرات کے اعتراضات کا جواب پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدثِ محقق بریلوی قدس سرہ العزیز کی بیش قیمت آراء سے مستفید ہونا ضروری سمجھا۔ اس سلسلہ میں مولانا شاہ محمد ابراہیم نے ایک مکتوب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ارسال کیا تو اعلیٰ حضرت نے جواب میں "الزمزمة القمريه فى الذب عن الخمريه" تحریر فرمایا اور مولانا محمد فاضل کالانوری کی شرح کی خاص طور پر تعریف فرمائی۔

تقریباً پینتیس چھتیس برس پیشتر والدِ گرامی سیدی و مرشدی مولانا المولوی حکیم محمد عظیم الفاروقی نے میری استدعا پر قصیدۂ غوثیہ کے معانی و مطالب پیرد قلم فرمانے شروع کیے۔ وہ ارتجالاً لکھواتے جاتے تھے اور راقم الحروف لکھتا جاتا اس طرح یہ شرح "مرغوب القلوب" تکمیل پذیر ہوئی بعد میں بھی والد گرامی نظر فرماتے رہے۔ یہ ایک عمدہ شرح تھی، مگر میرے گھر سے دور رہنے اور شہر منتقلی میں اس کے کچھ اجزا کہیں گم ہو گئے۔ اب وہ نامکمل مسودہ کی صورت میں موجود ہے لیکن اس کی تکمیل کی جسارت راقم میں نہیں اس لیے کہ وہ علم و فکر و نظر جو والدِ محترم کو بہم تھی مجھ میں نہیں۔ بہر کیف یہ فیضان بھی انہی کا ہے۔ حضور غوثنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار سے وابستگی تو اس فقیر کو اپنی ابتدائی عمر سے ہے اور اس سرکار سے بھی فقیر کو "متاعِ قلیل" اور "خیرِ کثیر" سے نواز آگیا ہے اور اب بھی جو کچھ اس فقیر کے قلب و ذہن سے قلم و قرطاس کے سپرد ہو رہا ہے، یہ انہی کا کرم ہے۔ والدہ مکرمہ کی بدولت ہی تو گیارھویں شریف'، 'پیرانِ پیر'، 'دستگیر' اور "یا حضرت میراں" جیسے خوبصورت نورانی الفاظ میرے لاشعور میں شامل ہوئے اور انہی یادوں نے مجھے جادۂ راست سے ایمانی و روحانی طور پر ادھر ادھر بھٹکنے نہیں دیا۔ دادا جی حضرت مولانا المولوی احمد دین فاروقی قدس سرہ العزیز کو دیکھا نہیں لیکن ان کی اور حضرت سیدی کرم الٰہی علیہ الرحمۃ والرضوان کی باتیں والدین کی زبانِ گوہر افشاں سے ہمہ وقت سنائی دیتی رہتیں اور آج بھی رنج و الم میں حضور سیدی کرم الٰہی قدس سرہ العزیز ہی کا لطف و کرم کام آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز سے میرے علمی تعلقات اگرچہ اتنے پرانے نہیں مگر ان کی کتب گھر میں پہلے سے موجود تھیں۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد جس کے پسِ ورق (Back Title) پر اعلیٰ حضرت نے

اخراجات اور عطیات کی تفصیل اور قیمت کا تعین دیا ہے۔ والد صاحب کی خرید کردہ ایک نعتِ غیر مترقبہ ہے "حدائقِ بخشش" کا نسخہ جو والدِ گرامی کے زیرِ مطالعہ رہا، "سلامِ رضا، تضمین و تفہیم اور تجزیہ" کی تحقیق و تصنیف کے دوران میں ایک عظیم سرمایہ ثابت ہوا۔ 1997ء میں فقیر کی ترقی (Promotion) ہوئی تو اعلیٰ حضرت کا فیضان بھی شاملِ حال تھا۔ اس ترقی کے احکامات کے صدور سے تقریباً چھ ماہ پیشتر میں نے خواب میں دیکھا کہ پرنسپل آفس میں بیٹھا ہوں اور میرے ہاتھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی کتاب "الامن والعلی" ہے۔ اسوقت فقیر کا دھیان اسطرف نہ جاسکا۔ مگر جب Promotion ہوئی اور ساتھ ہی بغیر کسی فکر و تردد اور تگ و دو کے اپنے ہی کالج میں تقرر بھی ہو گیا۔ تو "الامن والعلی" کا بھید کھلا ورنہ میرے ساتھ ہی ایک دوست تھے، جنھیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اور شہر بدری کا مسئلہ الگ پیدا ہوا۔ "قصیدہء غوثیہ" کے ترجمہ و تشریح کا خیال آیا تو اعلیٰ حضرت کے "وظیفہء قادریہ" پر نظر ٹھہری، اور بجائے اس کے کہ اِدھر اُدھر سے مضامین کو جمع کیا جائے، مناسب جانا کہ ان کی پسندیدہ شرح، حضرت سیدی شیخ محمد فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز کی "شرحِ رموزِ خمریہ" کے ترجمہ پر اکتفا کی جائے کہ "ولی را ولی می شناسد"

حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز کی شرح مولانا مفتی جلال الدین قادری مدظلہ العالی کے کتب خانہ سے مل گئی۔ یہ مطبع صبح صادق سیتاپور سے طباعت یافتہ ہے۔ مولانا جلال الدین قادری کے ہم صمیم قلب سے ممنون ہیں۔ فقیر نے اپنی سی سعی کی ہے کہ ترجمۂ شارح کے الفاظ و مفاہیم کے قریب تر ہو، لفظی بھی اور بامحاورہ بھی ـــــــ تاکہ فہم و استفادہ میں دِقّت پیش نہ آئے۔

قصیدہ غوثیہ کے اشعار کا منظوم اردو اور پنجابی ترجمہ اس فقیر کا ہے۔ اب تفصیل و ترتیب یوں ہے۔

۱۔ قصیدہ غوثیہ ۔۔ عربی شعر ۔۔۔ حضرت شیخ سید عبد القادر الجیلانی قدس سرہ العزیز

۲۔ ترجمہ ۔۔۔ فارسی شعر ۔۔۔ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ

۳۔ ترجمہ ۔۔۔ اردو شعر ۔۔۔ فقیر منیر الحق کعبی بہلپوری

۴۔ تزمنل ۔۔۔ فارسی شعر ۔۔۔ فاضل بریلوی قدس سرہ

۵۔ ترجمہ ۔۔۔ اردو نثر ۔۔۔ فقیر مترجم

۶۔ ترجمہ ۔۔۔ فارسی اشعار ۔۔۔ مولانا جامی قدس سرہ

۷۔ ترجمہ ۔۔۔ پنجابی شعر ۔۔۔ فقیر مترجم

۸۔ ترجمہ شرح فاضل کاکوری ۔۔۔ اردو نثر ۔۔۔ فقیر مترجم

شاعری رمز و ایما اور ایجاز سے سنورتی ہے اور گاہ گاہ ابہام، شعر کی زینت ہوتا ہے۔ مگر یہاں ابہام و اطناب کی گنجائش ہی کہاں؟

پھر بھی اگر شعری ترجمہ میں کہیں ابلاغ نہ ہو سکا ہو تو اس پر مزید غور و فکر سے کام لیں شاید آپ اس کی ابعادِ مختلف کو دریافت کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

قصیدہ مبارکہ پر دو طرح کے اعتراض کیے جاتے رہے ہیں۔

۱۔ قصیدہ کی عربیت، اسکی زبان و بیان اور صرفی و نحوی تراکیب میں مزعومہ اغلاط

۲۔ مضامین

جہاں تک قصیدۂ غوثیہ کے مضامین پر اعتراضات کا تعلق ہے اس پر فقیر کا الگ مقالہ کتابی صورت میں سامنے آئے گا اس میں اپنوں اور غیروں کے جملہ اعتراضات کا نہایت تحقیق و تدقیق سے جواب دینے کی سعی کی گئی ہے۔ پہلی نوعیت کے اعتراضات کا بھی حقیقت سے بہت کم واسطہ ہے۔

ان تمام مزعومہ و محکمہ اغلاط کا کافی و وافی جواب حضرت علامہ عبد المالک کلوڑوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شرح قصیدہ غوثیہ "الجواھر المصنبہ" میں دا ہین

قاطع سے تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح مولانا محمد اعظم نوشاہی نے "العصیدة الیوسفیه" میں دلائل سے معترضین کو مسکت جواب دیا ہے۔ وزیر آباد کی نہایت علمی وروحانی شخصیت حافظ محمد عابد وزیر آبادیؒ نے بھی قصیدۂ غوثیہ کا ترجمہ اور شرح لکھی ہے۔ جو اشاعت سے ہم کنار نہیں ہو سکی۔ اس شرح میں صرفی اور نحوی تصریحات سے کلام کی صحت کو سامنے لایا گیا ہے کہ یہ کلام قطبِ ربانی محبوبِ یزدانی ہی کا ہے اور اغلاط سے مبرا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری جن کے اس خاندان سے قدیم روابط ہیں، رقم طراز ہیں کہ "مولوی محمد عابد وزیر آبادی سلسلۂ تصوف میں سلسلۂ قادریہ سے منسلک تھے۔ اور قادریہ سلسلہ کے بزرگوں کی طرح حضرت پیرانِ پیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اس عقیدت کے احترام میں انھوں نے حضرت پیرانِ پیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قصیدۂ غوثیہ کا تحت اللفظ ترجمہ تصنیف کیا۔ مولوی محمد عابد وزیر آبادی کے قلم کا نسخہ ہمارے پاس ہے۔ اس نسخہ پر ملا فضل اللہ سیالکوٹی نے اپنے قلم سے حواشی درج کیے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ نسخہ دو بزرگانِ دین کی عظمت کی واحد یادگار ہے۔ قصیدۂ غوثیہ سے شغف اس حد تک بڑھا کہ بعد میں اس قصیدے کی مبسوط شرح تصنیف کی، اس کا نام "حل المشکلات" یا "ہدیۂ قادریہ" رکھا۔ اس شرح کا ابتدائیہ تو فارسی میں ہے۔ باقی تمام شرح عربی زبان میں ہے"۔ اس نسخہ کی فوٹو کاپی فقیر کے پاس بھی موجود ہے۔ لغوی تصریحات میں اس سے بھی امداد لی گئی ہے۔

اس شرح میں قصیدے کا متن، دیگر قصائد کے متون سے قدرے مختلف اور اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ سببِ تصنیف میں اس کی سند کا بھی مذکور ملتا ہے۔ حافظ محمد عابد وزیر آبادی لکھتے ہیں۔

"می گوید بندہ گنہ گار شرمسار، اُمیدوارِ فضلِ پروردگار، حافظ محمد عابد بن

حضرت غلام رسول بن حضرت اللہ بخش وزیر آبادی، آنچہ خاطر ایں بندہ ءِ کمینہ در شرح کلامِ حضرت محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، کریم النسب، جمیل الحسب، کریم الطرفین نجیب الوالدین، شیخ الجن والانس بالاتفاق شیخ الشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب بالاستحقاق میرِ اربابِ ذوق، دستگیرِ اصحابِ شوق، قطب الاقطاب، محبوبِ رب الارباب، زبدۃ الواصلین، قدوۃ العارفین، حضرت غوث الثقلین، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز، بفضلِ ایزد سبحان، کریم المنان، آمدہ، در تحریر افتادہ، اگرچہ ایں کلیلِ ذلیل حقیرِ کثیر العصیان، سراسر معیوب راچہ طاقت است کہ در کلامِ علو مقام حرفے کند وقفے زند، لیکن مدتے مزید در آرزو بودم کہ بعد تصحیح اوقات کہ در شرح "ایا غوثی" مدتے صرف کردم واحد تصنیفِ اوراد در اوراد و وظائف خواستم کہ بہ دام کلامِ صاحب عالی مقام علیہ رحمۃ العلام چنگل زنم۔ دریں اثناء ملاقات در عین انتظار مرشدِ کامل و محققِ عامل حاصل گردید۔ از راہ شفقت و کمالِ مہربانی اجازتِ قرأتِ قصیدہ ءِ متبرک برائے مہماتِ دنیوی واخروی و مشکلاتِ صوری و معنوی فرمودند۔ وقتِ قرأت معانی بعضے اشعار خاطر نمی گزشت واز کسے تسلی ہم نمی شد وقصیدہ ہای ہم چندیں نمط بنظر در آمدہ کہ خاطر در تحریر نمی آمد۔ اتفاقاً نسخہ ءِ منظورہ و تصحیح نمودۂ سلالۃ الساداتِ الکرام و علالۃ الاولیاءِ العظام، صاحبِ سجادۂ حجرہ ءِ منورہ نبیرہ ءِ شاہ نور محمد بن شاہ امیر بن مقتدای ءِ اولیا حضرت شاہ محمد مقیم الملقب بہ محکم دین از اولادِ امجادِ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دست داد۔۔۔۔ شکر ایں نعمتِ غیر مترقبہ جا آوردہ ہمیں نسخۂ شریفہ را مقدم داشتہ بدل مجہود در تحریر حل لفظ واعراب و ترجمہ نمود، الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ و آلہٖ واصحابہٖ کہ بحسن عنایت توجہ روح مقدس و مظہرِ حضرتِ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسنِ اختتام یافت ونام وی حل المشکلاتِ صورۃً و معنیً نہادہ۔ حق سبحانہ، جل شانہٗ بحرمتِ ایں کلام حلِ مشکلات

دنیوی واخروی فرمائد۔

پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعداری لکھتے ہیں۔

ابتداء میں میاں محمد عابد نے اس شرح کوبطور حواشی اس نسخہ پر درج کیابعد میں اس کو کتاب کی شکل دے کر نقل کیااور اس کانام "حل المشکلات" رکھا۔

قصیدہ مبارک اور مولانا محمد فاضل کی شرح "رموز خمریہ" میں بہت سے الفاظ وتراکیب اس طرح مستعمل ہیں کہ ان کے لغوی مفاہیم اور ہیں، اور جو معنی یہاں پیشِ نظر رکھے گئے ہیں ان کے مطالب کچھ اور ہیں۔ اگر فرقِ مراتب نہ رکھا جائے تو خلطِ مبحث سے معنی غتربود ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت میں مخصوص فنی اور طبقاتی زبان ہوتی ہے اس میں وہ اشارات وکنایات میں گفتگو کرتے ہیں وہی لفظ جب کسی دوسرے طبقہ کے ہاں بولا جائے گا تو اس کے معنی کچھ اور ہوں گے اس لیے ہر طبقہ اور معاشرہ کی تہذیبی روایات اُن کے روزمرہ اور محاورہ کی تفہیم کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ اسی فن سے وابستہ طبقہ کے محقق ونقاد حضرات کی جانب رجوع کیا جائے تا کہ ان کے اسرار ورموز سے آگاہی ممکن ہو۔

سیدنا وسندنا حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک محقق اور نقاد صوفی ہیں "کشف المحجوب" ان کی تحقیق معاملات اور سیر مقامات کا ایک بین ثبوت ہے۔ وہ ذاتی طور پر ان تجربات سے گزرے ہیں۔ صاحب الرائے اور صائب الرائے ہیں۔ صوفیہ کی مخالف وموافق آرا پر تنقید کرتے ہیں تو پیش رو محققین صوفیہ کے علو درجات کو سامنے رکھتے ہوئے محتاط انداز میں مگر اپنے نقطہ ء نظر کے ساتھ دلائل دیتے ہوئے جو درست سمجھتے ہیں اسے سامنے لاتے ہیں۔ اور یوں اس معاملہ میں ایک

مجتہد صوفی نظر آتے ہیں "کشف المحجوب" سے قبل جو کتب منظر عام پر آئی ہیں ان کا انداز سیدھا سادا ہے۔ لیکن "کشف المحجوب" حقیقت میں حجابات سے پردے سرکاتی چلی جاتی ہے۔ اصطلاحات کے باب میں صاحبِ اجتہاد اور نامور صوفی سیدی داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اہل صنعت اور اربابِ معاملت کے پاس باہمی رموز (اسرار) بیان کرنے کے لیے ایسے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات ہوتی ہیں۔ جن کا مطلب ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ عبارات اور اصطلاحات اس لیے وضع کی جاتی ہیں کہ بات اچھی طرح سمجھائی جا سکے اور مشکل چیز آسان ہو کر مرید پر واضح ہو سکے۔ ایک اور مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ راز کی چیزیں نااہل لوگوں سے چھپائی جا سکیں۔ اس کے لیے واضح دلائل موجود ہیں چنانچہ اہل لغت کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً فعل ماضی، مستقبل، صحیح، معتل، اجوف، لفیف، ناقص وغیرہ۔ اہل نحو کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً رفع، نصب، جر، ضمہ، کسرہ، جزم، منصرف، غیر منصرف وغیرہ۔ اہلِ عروض کی بھی اصطلاحات ہیں مثلاً بحور، دائرہ، سبب، وتد، فاصلہ وغیرہ۔ اہلِ حساب کی وضع کی ہوئی اصطلاحات ہیں مثلاً فرد، زوج، ضرب، تقسیم، کعب، جز، اضافت، تضعیف، تنصیف، جمع، تفریق وغیرہ۔ اہل فقہ کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً علت، معلول، قیاس، اجتہاد، دفع، الزام وغیرہ۔ اہل حدیث کی اپنی وضع کردہ اصطلاحات ہیں مثلاً مسند، مرسل، احاد، متواتر، جرح، تعدیل وغیرہ۔ اہل کلام کی اپنی اصطلاحات ہیں مثلاً عرض، جوہر، کل، جز، جسم، حدوث، تحیز، توالی، وغیرہ۔ اسی طرح صوفیائے کرام نے بھی مطالب کو بیان کرنے یا چھپانے کے لیے کچھ الفاظ مقرر کر رکھے ہیں تاکہ جسے چاہیں اپنا مطلب بتا دیں اور جس سے چاہیں، چھپا لیں"

اصطلاحات کی وضاحت، شارح قصیدہ غوثیہ نے اپنے مقامات پر اس طرح

کی ہے کہ صراحت نے تشنگی نہیں رہنے دی۔

سب سے بڑا مسئلہ کتاب میں شامل اربابِ تصنیف و تالیف اور اصحابِ کشف شہود کا تعارف تھا۔ ان حضراتِ عالی مرتبت میں بھی حضرت مولانا محمد فاضل کالانوری قدس سرہ کی شخصیت حجاب در حجاب تھی، قادریہ بٹالویہ سلسلہ ء صوفیہ کے سر خیل و مرشد اور حالات نہایت مختصر، نام و مقامات میں پریشان کن حد تک اختلافات۔ بہر کیف فقیر نے ممکن حد تک ان تمام اولیائے کرام کا تعارف بھی شاملِ کتاب کر دیا ہے تاکہ ان کے مراتبِ علیہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے کلام سے استفادہ کیا جا سکے۔

یہ تالیفِ منیر صبر و تحمل اور تدبر و تامل کی متقاضی ہے۔

سرسری تم جہان سے گزرے
ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا

حواشی

۱۔ سالک، علم الدین، مقدمہ ہمایوں نامہ گلبدن بیگم ص ۳۶ شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور سال ندارد

۲۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں ص ۱۳۰، ۲۰۳، ۳۰۴، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور بار سوم ۱۹۸۴

۳۔ غالب، مرزا اسد اللہ خاں۔ کلیات نظم فارسی

۴۔ الموسوعۃ الحرۃ فی الادب من الحریہ ص ۵۰۴

۵۔ وزیر آباد کا ایک علمی درخاندان، قریشی احمد حسین قلعداری ڈاکٹر ص ۳۶،۳۸ مجید کالونی لاہور ۱۹۹۴ء

۶۔ حل المشکلات ابجدیہ وزیر آبادی، محمد عابد، فوٹوسٹیٹ کاپی ص ۲۱

۷۔ وزیر آباد کا ایک علمی درخاندان ص ۳۱

۸۔ کشف المحجوب مترجم، گوہر، فضل الدین، ص ۷۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۸۹

اصطلاحاتِ قصیدۂ غوثیہ

ہر اہلِ فن اور قوم کے لئے چند خاص اصطلاحات ہوتی ہیں جن سے وہ اپنے ہم فن اور ہم قوم سے مخاطب ہوتے ہیں اور اپنی عبارات وتحریرات میں اپنے مافی الضمیر کو بیان کرتے ہیں۔ نحوی، نحو میں۔ فلسفی فلسفہ میں، منطقی منطق میں اور اصولی اصول میں۔ اگر فرق ملحوظ نہ رکھا جائے تو معنی "غتر بود" ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صوفیہ نے بھی اپنے مشاہدات کے لئے اصطلاحات منتخب کر لی ہیں۔ الفاظ اگرچہ عام ہیں، مگر ان علامات کے باطن میں معانی کا خاص دریا بہتا ہے۔ اس لئے قاریِ قصیدہ کے لئے لازم ہے کہ وہ قصیدہ شریف میں مستعمل خاص الفاظ کے مختص معانی کو پیشِ نظر رکھے۔

حب: ذات کا تعینِ اول میں ظہور فرمانا اور لباسِ حقیقتِ محمدیہ پہن کر لفظ 'انا' سے اپنی ذات کو تعبیر فرمانا۔ حدیثِ قدسی کنت کنزاً مخفیا فاحببت اُن اعرف میں اس طرف اشارہ ہے۔

کاسہ: قلبِ عارف۔ باطنِ عارف۔ اور حقیقتِ جامعہ کو بھی کہتے ہے۔

وصال: وصل......۱۔ حقیقتِ محمدیہ۔ کیوں کہ سالک جب سلوک تمام کر کے یہاں پہنچتا ہے۔ تو واصل بحق ہوتا ہے۔۲۔ سالک کا اپنی صفاتِ بشریت کو صفاتِ حق سبحانہٗ میں فنا کر دینا۔

خمر: شراب، بادہ : عشق و محبتِ الٰہی جو سالک کے دل پر اس طرح وارد ہو کہ اسے مست بنادے۔

قطب: سردارِ قوم، جس پر قوم کا دارومدار ہو۔ اقطاب سے مراد ایسے مریدانِ درگاہ بھی ہو سکتے ہیں۔ جو ایک حد تک تعلیم روحانی پا کر رک گئے ہوں۔

قلب غوث ہی کا نام۔ سارا انتظامِ عالم ظاہر و باطن اس کے تصرف میں ہوتا ہے۔

ساقی القوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ساقی سے مراد یا ذاتِ باری تعالیٰ ہے یا ساقیِ کوثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جنود: اولیاء اللہ۔ کیوں کہ وہ فتح و تسخیر اور ہدایتِ قلوب خلق میں بمعولہ لشکر ہیں

سُکر: وقتِ مشاہدۂ جمالِ محبوب مست و بےخود ہو جانا اور عقل کا عشق سے مغلوب ہو جانا اور اس نوبت پر پہنچنا کہ اس کو عاشق و معشوق کی تمیز نہ رہے اسی حالت میں حضرت منصور سے انا الحق اور حضرت بایزید بسطامی سے سبحانی ما اعظم الشانی صادر ہوا لیکن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سکر وہ صحو ہے۔ جو دوسروں کے ذکر و فکر سے برتر ہے۔

اتصال: عارفِ کامل کا اپنی ذات کو وجودِ مطلق سے متصل ملاحظہ کرتا ہے اس طرح کہ اپنی ذات اور وجودِ مطلق کی اِضافتِ غیریت بالکل اٹھ جائے اس حالت میں عارفِ کامل وجودِ مطلق اور ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بقا سے باقی رہتا ہے۔

علو: عارف کا ترقی کرتے کرتے درجۂ لاہوت تک پہنچنا

مقام: مرتبۂ سلوک و قربِ الی اللہ۔ معرفت میں ایک منزل کا نام بھی ہے۔

تقریب و حدث: یہ خاص قرب ہے جس میں غیر اللہ کے تصور کا خلا بالکل ہو ہو جاتا ہے اور محض تقریب ہی تقریب رہ جاتی ہے۔

باز اشہب: سیاہ و سفید پروں والا باز۔ سب پرندوں پر غالب ہوتا ہے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ، اولیاء اللہ میں، بازِ اشہب کی طرح ہیں۔

شیخ: اصطلاحِ صوفیہ میں اس سالک کو کہتے ہیں جو شریعت کی متابعت سے حقیقت کے مرتبۂ عالی تک پہنچ جائے اور درجۂ فنا سے بقا پر فائز ہو۔

رجال: سے مراد رفقا، خدام، بھائی بند ہیں یا مریدانِ باصفا، جن کو حضرت قدس اللہ سرہ العزیز اپنی بارگاہِ عرفان میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔

خلعت: خلعتِ عرفان

تاج: تاجِ کمال، ہر ایک طریقت کا تاجِ کمال

سرِّ قدیم: سے مراد اسرارِ قرآن۔ اسرارِ موت و حیات یا علمِ غیب یا اسمِ اعظم

سرّ: بھیدِ الٰہی کو کہتے ہیں۔ لطیفۂ ذات جو قلب میں رکھا گیا یہ محلِ مشاہدۂ ذات ہے۔ سرِّ قدیم ہر ایک امر کا جامع ہے۔

حال: جب عارف کسی منزل کو طے کر کے ذوق حاصل کرتا ہے تو وہ منزل اس کا حال ہے

راز: اور اس حال سے جو قوت پیدا ہوتی ہے وہ اس کا راز ہے۔

ہم و طب و اشطح و غن: ہیمان، طیب، شطح، غنا، منازلِ عرفان

شاؤس: سعادتِ ازلی کے نقیب

وقت: ایک منزل جس میں عارف کے لئے بہت مشکلات واقع ہوتی ہیں۔ یہ

منزلِ عرفان   صعب ترین منزل ہے ہے۔

قدم: حق سبحانہٗ تعالیٰ کے علم میں جو ہر شی کے لئے ایک خاص قابلیت اور استعداد مقرر ہے "قدم" کہلاتی ہے۔

مخدع: معرفت میں ایک مقام، قطب الاقطاب یعنی غوث کا ایک خاص مقام اور اعلیٰ مرتبہ

○

غوثِ اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
قطبِ ابدال و ارشاد و رشد الرشاد
محی دین و ملت پہ لاکھوں سلام
مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام

یا شیخ سیدی عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

○

داد عشقم جامِ وصلِ کبریا
پس بگفتم بادہ ام را سویم آ

عشق نے مجھ کو دیے جامِ وصالِ کبریا
پس کہا میں نے شرابِ ناب میری سمت آ

تزئیل:

الصلا اے فضلہ خوارانِ حضور
شاہ بر جود است و صہبا در وفور
بخش کردن گر نہ عزمِ خسروی ست
آخر ایں نوشیدہ خواندن بہر چیست

سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس خوردہ سے فیضیاب ہونے والو! بادشاہ والا جاہ، جود و کرم پر ہیں۔ اور شرابِ صفا وافر۔ اگر اس شہنشاہ (حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عزم، فیوض و برکات تقسیم کرنے کا نہ ہوتا تو وہ بادہ نوشی کی دعوت ہی کیوں دیتے۔ اس لیے بے یقینی اور تردد کا یہاں کوئی مقام نہیں۔

تشریح وتجزیہ:

داد ساقی از مے حُبِّ خدا
کاسہائی وصل پے درپے مرا
پس بگفتم کای شراب باصفا
بے حجابانہ بسوئی من در آ

عشق الٰہی بھر بھر دیتے ساغر خاص وصل دے
جد اس خمر حقیقی تائیں آ کھیا میں دل آ ئے

سقانی الحب میں کئی اشارات ہیں۔

صیغہ ماضی کے استعمال میں یہ رمز ہے کہ آنجناب کی بادہ نوشی روز اول (جس کا اول آشکار نہیں) سے تھی اور اس محسوس وجود سے بالاتر ہے چنانچہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

انا کنت قبل القبل قطباً مبجلاً
میں قبل القبل بھی قطبِ معظم تھا۔

صیغہ افراد میں یائے متکلم آنجناب کی فردیت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ ملفوظ شریف میں ہے

انا الفرد الفرد لا شریک لی
میں فرد الفرد ہوں (اس مقام میں) میرا کوئی شریک نہیں۔

سقانی کی نسبت 'حبِّ' کی جانب ہے۔ 'حب' سے مراد عشق حقیقی ہے اور اس میں رمز یہ ہے کہ عشق خود آنجناب کا طالب ہے جب کہ دوسرے خود عشق کے طلبگار ہیں۔ اگر 'حب' سے مراد مصدر بمعنی برائے مفعول لیا جائے تو اس سے مقصود نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے کہ محبوبِ حقیقی وہی ہیں اور دوسرے ان کے طفیلی۔ مفہوم یہ ہوگا کہ خود محبوبِ حقانی وساقیِ ربانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصال کے پیالوں سے بہرہ یاب فرمایا۔ 'کاسات' میں یہ رمز ہے کہ میرے پاس وصول الی اللہ کے بہت سے سلوک ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مرید کے لیے ایک سلوک کشود کیا تو دوسرے کے لیے دوسرا سلوک۔ 'الوصال' سے مراد یہ ہے کہ مجھے وصال کے تمام جام پلائے گئے۔ ''قلت'' سے اس جانب اشارہ ہے کہ آنجناب کو ''صحو'' کا ہر درجہ حاصل تھا۔ ''خمرتی'' کی یائے اضافت میں یہ رمز ہے کہ شراب محکوم ہے اسے حکم دیا جارہا ہے۔ نیز یہ شراب عشق ہے اور اس کی آمد و رفت بھی آنجناب کی نگاہ میں ہے اور جہاں چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں۔ یہ بھی دیگر مریدوں اور طالبوں کی طرح ہے۔ ایک اور رمز یہ ہے کہ شراب مجسم و متشکل صورت پذیر ہو کر آنجناب کے پاس آتی ہے جس طرح تمام اشیا آفتاب و ماہ و سال و دین و شریعت و طریقت وغیرہ، آنجناب کے پاس صورت میں آتے تھے۔ اسے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال و خوارق سے جاننا چاہیے۔

اس فرمان ذی شان میں سلوک کی ابتداء کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طریق و سلوک کی ابتدا جذبہ عشق ہے۔ جب یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو روز بروز اس کو کشود ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے ذکر ''وصال'' میں یہ رمز ہے کہ آنجناب کے بھی جذبات وصال کا سبب ہیں۔ ''تعالی'' میں یہ اشارہ ہے کہ، جان، کو دوست رکھنا آئین جوانمردی ہے گویا اس لفظ میں عشق کی تسلی و تشفی فرما رہے ہیں۔

۲

سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْس
فَھِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

○

شد دواں در جامہا سوئم رواں
والہ سکرم شدم در سروراں

دوڑتی آئی شرابِ وصل خود میری طرف
حلقۂ مرداں میں پی کر محو و خود آرا ہوا

تذئیل:

سکرِ تو از ذکر و فکر اکبر بود
سکر کو چوں حکم خود بر می رود

سوئے مے بر بوئے مے مرداں رواں
بادہ خود سویت بپائے سر دواں

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کا سکر تو ایسا سکر ہے جو ذکر و فکر سے بڑھ کر ہے۔ سکر کیسا؟ جب فرمان ساتھ ساتھ ہے۔ مردانِ حق، شراب کی بو پر، شراب کی جانب بڑھ رہے ہیں، لیکن یہاں صورت برعکس ہے کہ خود شراب، آپ کی سمت، سر پر پاؤں رکھے بھاگے چلی آرہی ہے۔

تشریح و تجزیہ:۔

از درونِ خُم شرابِ باصفا
جلوہ گر شد درمیان کاسہا

من شدم زاں بادہ مست و بے خبر
مستی من کرد در یاراں اثر

کجھ شراب نوں لگی میری کاسیاں اندر آئی
میں پیتی تے میری مستی یاراں اندر آئی

''سعی'' کہ ناتوانی سے واضح ہے۔ آنجناب سے اسکی دوری وساعی میں یہ رمز ہے کہ محبوب ومحب میں شراب عشق کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ شراب نوشانی تو حقیقت میں بزم نشینوں اور طالبوں کو فیض یاب کرنے کے لیے ہے تا کہ وہ استغراق سے نقاب الٹ کر خدا داد جلوہ ، جمال سے اہل محفل کو مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ ، خاص ارشاد خلائق کے لیے تھی۔ اور اس نزول میں ہزاروں عروج'' کہ کسی کو ہدایت کرنا جن وانس کی عبادت سے فزوں تر ہے۔''

اگر شراب خوری جرعہ فشاں بر خاک

تو مے گسار ہے تو

زمیں کی خاک پہ بھی قطرہ شراب کوئی

''مشی'' بمعنی رواں ہونا (چلنا) میں یہ رمز ہے کہ طالبان بارگاہ کو کوئی حجاب یا روک نہیں۔ سعی کی اور رواں ہو گئے۔ اگر چہ مردہ تھے زندہ جاوید ہو گئے۔

''سعی ومشی'' شراب کی دو جہتیں ہیں۔

اگر سعی ومشی شراب آنجناب کی جانب طریق سقائی پر ہے تو شراب کا پلایا جانا اس طرح تھا کہ خود محبت نے آنجناب کو پلائی اور انہوں نے اس کے ہاتھ سے یوں شراب لی کہ خود شراب آنجناب کی طرف سعی کرتی آئی اور آنجناب نے دل دے

دیا شراب سے سرشار ہوئے اور باقی اپنی بچی کچھی شراب یاروں میں تقسیم کر دی۔

اگر یہ "سعی و مشی" جلوہ ارشاد سے عبارت ہے یعنی محبت نے جو کاسات وصال دیئے کہ موجبِ کمال تھے۔ مرتبہءِ اکمال میں آنجناب کے پاس آئی، جلوہء ارشاد دیا اور ساقیِ حقیقی کے ساغرِ التفات میں جوش آ گیا، آنجناب نے قصد فرمایا، سرشار ہوئے، مستی وجذبہ کا اظہار فرمایا اور اس شراب کو طالبوں اور میگساروں میں تقسیم فرما دیا۔ پس ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق میرے جلوہء جمال اور شرابِ ناب سے حصہ پایا۔ "فی کئوس" میں شراب کے تیار ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(الف) اس لیے کہ ہمارے سلوک وطریق میں سرشاری خود طالبوں کی طلب گار ہے جونہی کوئی آیا، اس نے مدعا پالیا۔ محنت کم اور فتوحات زیادہ۔ شرابِ ناب پیالوں میں آراستہ ہے اور طالبوں سے کہہ رہی ہے کہ وادیِ ناکامی میں حیران و پریشان تشنہ کامو! کہاں ہو؟ آؤ!

(ب) احاطہ وظروف کی جانب بھی ارشاد ہے کہ ہمارے عشق کی شراب اگرچہ سہ آتشہ ہے مگر شریعت وتقوی کی حدود وضبط سے باہر نہیں۔

"کئوس" سے پیرانِ عظام کے قلوب بھی مراد لیے جا سکتے ہیں یعنی میری تربیت ساقیِ عرفان، سرورِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ تمام حاملِ نسبت باطن، پیرانِ عظام نے انوار واسرار الہیہ کو قلوبِ صافی کے پیالوں میں رکھ فیض محمدی علیہ التحیۃ والثنا کو مجھ تک پہنچایا اور ودیعت داروں کی طرح یہ امانت میرے سپرد کی۔ کلمہ "فا" میں یہ رمز ہے کہ قصد وسرشاری یاروانیِ شراب بغیر کسی کاہلی وتقصیر کے تھا، جونہی شراب ہماری سمت آئی ہم نے اس کے مدعا کے مطابق

یاروں میں تقسیم کر دیا۔"سکرتی" میں یہ اشارہ ہے کہ میں شراب کے وقت۔۔۔۔
جذبۂ حقیقی کے ساتھ متمکن رہا۔اگر چہ جذب کامل رکھتا تھا مگر صحو میں، رشد و ہدایت
میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ رکھا۔"بین الموالی" میں یہ رمز ہے کہ میں نے علیٰ
رؤوس الاشہاد (سب کے سامنے) داد بزم آرائی دی۔

۳

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ
○

گفتم اے قطباں بعونِ شانِ من
جملہ درآئید تاں . مردانِ من
آؤ تم بھی جملہ اقطابِ جہاں میرے طفیل
شاملِ احوال ہو میرے، اے مردانِ خدا

تزئیل:

جمع خواندی تا قوی دلہا شوند
ہم زِ عونِ حالِ خود دادی کمند
ورنہ تا بامِ حضور تو صعود
حاش للہ تاب و یارای کہ بود

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ نے خود اقطاب کو دعوت دی تا کہ وہ قوی دل ہوں۔آپ نے خود

اپنے حال کی امانت بخش کر انہیں کند عطا کی ۔ ورنہ سیدی! آپ کے بامِ حضور تک ان کی رسائی؟ حاش للہ کس میں یہ تاب ومجال؟

تشریح وتجزیہ:۔

پس بگفتم سائرِ اقطاب را
مژدہ دادم جملہء احباب را
ہاں بیائید و درآئید اے رفیق
کہ شما ہستید مردانِ طریق
سب قطبیاں نوں میری دعوت، سارے سنگی آؤ
میری عظمت شوکت پاروں میٹھوں رفعت پاؤ

یہ بیت شریف، اقطاب کو ترغیب اور جمع ہونے کی دعوت ہے۔ اس میں ایک نصیحت بھی ہے کہ وہ کمال اور وصول الٰہی کے مراتب جن پر وہ فائز ہیں انتہائے کمال نہ سمجھ لیں بلکہ ہماری شراب پی کے سعی کرو تا کہ ترقی مزید ہو اور اے اقطاب! جان لو کہ تمھارے مقام کے اوپر بھی مقامات ہیں اسی لیے فرمایا کہ "فرق ما بینی و بین الاولیا فرق الارض والسماء" ہمارے اور دیگر اولیا کے درمیان فرق، زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اس بیت میں بعض اقطاب کے تردد کو دور فرمایا یعنی تردد کو دور کرو اور ہماری شراب پیو۔ اس میں یہ رمز بھی کہ بعض اوقات سالک اپنے حال کو انتہائے کمال سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ انکے مقام کے اوپر بھی مراتب عالی ہوتے ہیں۔

"لموا بحالی" میں یہ رمز ہے کہ نیچے آؤ اور میرے حال میں ملتبس ہو جاؤ۔ تمھیں یہ قوت اور مجال نہیں کہ تم خود ہمارے حضور میں آسکو۔ صورت یہی ہے

کہ پہلے ہمارے حال کے انوار کی خلعت پہنو، اسکے بعد ہماری بزم میں آؤ اور ہماری شرابِ حقائق پیو۔

''جمع'' میں یہ اشارہ ہے کہ اکٹھے ہو کر ہمت کرو۔ جماعت میں برکت ہوتی ہے۔ تم تنہا تنہا تابِ جمال نہیں رکھتے۔ جماعت جماعت آؤ شراب کو تیار پاؤ گے کہ بحر جوش میں ہے اس بحرِ بے پایاں کی ایک موج' استفادہ سے دور ساحل نشینوں کو مدہوش کر کے باہوش بنادے گی۔

''وادخلوا'' میں یہ رمز ہے کہ اقطاب کو تاب نہیں کہ آنجناب کی اجازت کے بغیر بزم شریف میں نظر بھی آسکیں۔ ہاں ہاں، حاجبانِ آداب کب روا رکھتے ہیں کہ اس سلطان السلاطین اور سید الاساطین کے دربار میں کوئی بغیر حکم کے آجائے۔

''رجالی'' رجال جمع رجل بمعنی مرد یعنی تم ہمارے بہادر مردوں میں سے ہو۔ خوف نہ کرو اور ہماری بزم میں آؤ۔ اگر بمعنی 'پیادہ' لیا جائے تو معنی اس طرح ہوں گے کہ تم ہمارے لشکر کے پیادوں میں سے ہو اور شہنشاہ پیادوں سے خطاب فرمائے تو یہ اس کے فضل و کرم سے بعید نہیں۔ اکثر پیادوں کو سوار بنادیتے ہیں۔ اور اس صورت میں یہ اشارہ ہوگا کہ تمھیں شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی جلالتِ شان کے باوصف تم سے خطاب فرمایا اور اپنی محفل میں لائے ہیں اور یہ رمز عیاں بھی ہے کہ آنجناب بادشاہ ہیں اور دیگر اقطاب پیادہ۔ پیادہ اور بادشاہ میں فرق ---- زمین آسمان کا فرق ---- بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

۴

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

○

ہمت آرید و خورید اے لشکرم
ساقیم دادہ لبالب از کرم
ہمتِ عالی سے لو ساغر اے میرے دوستو
خاص میرے واسطے ساقی نے پیمانہ بھرا

تذییل:

شکرِ حق، جامِ تو لبریز ے است
ہر لبالب را چکیدن در پے است
تابما ، ہم آید الشاء العظیم
آں نصیب الارض مِنْ کاس الکریم

یا سیّدی غوثِ اعظم!

یہ ہم پر خدا کا احسان ہے کہ آپ کا جام، شراب ناب سے لبریز ہے اور چھلکنا تو ہر لبالب کے درپئے ہے۔ سیدی! آپ کے کاسۂ کرم سے بھی کچھ قطرے، جو زمیں کا مقدر ہیں، زمین پر گریں گے اس طرح سے یہ قطرے خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے سلسلہ در سلسلہ ہوتے ہوئے ہم تک بھی آئیں گے۔

تشریح وتجزیہ:۔

پس بہ بزمِ من مئی رنگیں خورید
زانکہ من شاہم، شما چوں لشکرید
ساقیٔ خمخانہ، فیضِ خدا
جامِ مالامال بخشیدہ مرا

''ھموا'' میں یہ رمز ہے کہ ہماری شراب پینے کے لیے قوت وہمت درکار ہے خبردار رہو اور خود کو عزم وارادہ میں ثابت رکھو، ایسا نہ ہو کہ خود رفتہ ہو جاؤ۔

''اشربوا'' (واؤ عاطفہ کے ساتھ۔ واشربوا) میں یہ اشارہ بلیغ ہے کہ ہم و قصد میں تفاوت نہ کرو۔ قصد کرو اور پیو یعنی حوصلہ جمع کرو اور پیو کہ ان میں صرف ایک تنہا کارگر نہیں۔ شرابِ بے ارادہ درختِ بے آب کی مانند ہے اور ارادہ بے شرب زمینِ بے تخم ہے۔ چونکہ اس میں زمانہ کی قید نہیں، اس لیے دلالتِ اطلاق ظاہر ہے اس نخن کی لطافت بھی متصور۔

''انتم'' صیغہ خطاب میں یہ رمز ہے کہ تمام بلاد وامصار، شہر وقریٰ، وادی و کہسار، شمال وجنوب، شرق وغرب غرض ہر جگہ حضرت کے کامل تربیت یافتہ افراد موجود ہیں اسی لیے آنجناب نے کخر دلعہ علیٰ حکم اِتّصال فرمایا ہے۔

''انتم جنودی'' میں یہ اشارہ ہے کہ ہر سلسلہ کے اولیاء طریقت کے لشکر حاضر تھے۔ اور آنجناب تاج محبوبی زیب سر کئے سلطانی کامل کے ساتھ تخت نشین تھے۔ انھیں مکمل اختیارات حاصل تھے۔ ان کے فرمان جاری تھے۔ ہر چہار سمت گلزار مریدی کی خوشبودار ہوائیں چل رہی تھیں۔ ہر دل کا غنچہ اس ذاتِ مقدّس کے دم سے کشادہ اور ہر جاں کا گلاب اسی کی بادِ صبا سے نمو پذیر۔ ''ساقی القوم'' سے مراد

ذاتِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ چنانچہ "شربتم فضلتی" میں یہ بات ظاہر ہے یعنی قصد کرو اور پیو اور یہ خیال بھی نہ کرو کہ شراب ہمارے پینے سے کم ہو گئی ہے بلکہ شراب جوش میں ہے۔ ہم نے پی اور پس خوردہ (بچی کھچی جوٹھی شراب) تمہیں دی۔ ساقی، شراب پلانے میں خوب سرگرم و مستعد ہے اور شراب میں ابال اٹھ رہے ہیں۔ سابق انبیاء علیہم السلام کے دور میں عشقِ الٰہی کی شراب ایک قطرہ تھی اور حضور سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے عہدِ مبارک میں سمندر کی صورت جوش زن ہوئی اور اس سمندر سے ہر ولی کے باطن میں ایک نہر رواں ہوئی، ساقی القوم سے عشق بھی مراد لیا جا سکتا ہے جیسا کہ فرمانِ عالی سقانی الحب۔۔۔۔۔۔ سے مراد ہے۔

۵

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

O

من شدم سر شار و سورم می چشید
رخت تا قرب و علوم کے کشید
میری پس خوردہ تو پی لی میری سرشاری کے بعد
پر نہ حاصل کر سکے تم مجھ سا قرب و اعتلا

تذییل:

فضلہ خورانش شہان و من گدائے
روئ آنم کو کہ خواہم قطرہ لائے

یلّلے جود شہم گفتہ ملائے
ے طلب، 'لا' نشوی ایں جا، نہ 'لا' ئے

یا سیدی غوثِ اعظم!

آپ وہ شہنشاہ ہیں کہ خود بادشاہ جس کا پس خوردہ کھانے والے ہیں اور میں تو ایک فقیر ہوں میں اس لائق کہاں کہ ذرۂ تہِ جام کے ایک قطرہ کی بھی آرزو کر سکوں۔

سلسلۂ قادریہ سے وابستہ فقرا! دیکھو میرے شہنشاہ کا جود و کرم کہہ رہا ہے کہ تم افسردہ و مایوس نہ ہو۔ شراب مانگو اور مانگتے جاؤ۔ اس جگہ نہ 'لا' (نہیں) ہے نہ (لای) اگر مگر ہے نہ کوئی شرط ہے (پے در پے جام ملیں گے)

تشریح و تجزیہ:

من بنوشیدم شرابِ کبریا
پس شما خوردید باقی ماندہ را
لیک مَی محصول گردد اے رجال
مر شما را آں علو و اتصال

پہلاں میں سرشار ہویا تے مغروں قطباں پیتی
کس نوں قرب ایہہ حاصل دسّو اُچی شان اے کس دی

"شربتم" صیغۂ ماضی میں یہ رمز ہے کہ پس خوردہ آنجناب کا، سب اولیا کے لیے ثابت اور تسلیم شدہ ہے اس کے شارب و طالب، ظاہر و باہر ہیں۔ معین و متعین ہیں اور صیغۂ خطاب میں یہ اشارہ ہے کہ تمام حاضرینِ اجساد و ارواح سے خطاب ہے، فضلتی، میں یائی افرادی ہے اور اس میں یہ رمز ہے کہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی رفعتِ شان تمام اہلِ قرب پر یقینی ہے اس لیے کہ اہل قرب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس خوردہ کی برکت کے باعث ترقی یافتہ ہیں۔ اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے کہ اس محفلِ خاص میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مہمانِ اصلی ہیں اور دیگر اہلِ قرب طفیلی۔

"بعد سکری" میں یہ راز ہے کہ دوسروں کو جو شراب عطا فرمائی وہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیر ہونے کے بعد عطا کی گئی۔

۶

مَقَامُكُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰكِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَازَالَ عَالِیْ

○

جائے تاں بالا ولے جایم بود
فوقِ تاں از روزِ اوّل تا ابد

ہے تمھارا بھی مقام اونچا مگر تم سے فزوں
روزِ اوّل سے ابد تک مرتبہ اعلیٰ مرا

تذییل:

جات بالاتر ز وہم جایہا
جایہا خود ہست بہر پایہا
پایہا چوں کہ سرہا زیر پات
پات ہم کے چوں فرود آئی زجات

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کا مقام ان مقاماتِ منصورہ سے نہایت بلند ہے مقام تو قدم رکھنے کے لیے ہیں۔ قدم کہاں؟ یہاں تو سر آپ کے قدموں تلے ہیں اور قدم بھی اس وقت جب آپ اپنے مقام سے نزول فرمائیں۔

تشریح وتجزیہ:۔

اے مقیمانِ مقامِ ارتقا
گرچہ بس عالی بود جائی شما
جائی من از جائی تاں بالا ترست
حالِ من از حالِ تاں اعلیٰ ترست

رب تساں نوں رتبہ دتا سب دے مان ودھائے
میرا پایہ سب تھیں اُتے شان اُچیرے پائے

مقام و حال۔ اصطلاحاتِ صوفیہ سے ہیں۔

ترقی وتغیر کے اعتبار سے جس وقت سالک صعودِ منازل میں ہوتا ہے اور روز بروز حصولِ مقصود سے پیوست ہوتا جاتا ہے۔ اس کیفیت کو ''حال'' کہتے ہیں اور جب مقامِ خاص تک رسائی پالیتا ہے کہ اس میں گردش وتحویل نہ ہو، اس حالت کو ''مقام'' کہتے ہیں۔ بعض اوقات اس عارضی قیام کو بھی 'مقام' کا نام دے دیتے ہیں، جس پر تحویل وتصریف کا انعقاد ممکن ہوتا ہے۔ بیت مذکور میں ''حال و مقام'' کے ایک معنی بیان ہوئے ہیں۔ آئندہ بیت یصرفنی... الخ میں معنیٰ دیگر۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نیابتِ خاص ہے۔ جب خود اللہ جل شانہ نے محبوبِ حقیقی علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل، حضور

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیابتِ مطلق سے نوازا ہے تو کون ہے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمسری کا دعویٰ کرے ہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرورِ انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی صحبتِ بابرکت کے سبب مستثنیٰ ہیں۔

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
پھر آگے قادری منزل ہے یاغوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں، ہاں
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوْالْجَلَالِ

○

یگانہ در قربم، خدا گردانَدم
حال و کافی آں جلیل واحدم
بارگاہِ قرب میں یکتا ہوں میرے حال کو
رافع و کافی ہے ربِّ ذوالجلال و ذوا لعلا

تذئیل:

اے کہ می گردا ندت آں یک، نہ غیر
حالِ ما گرداں ز شر ہا سوئے خیر

تاج قربت شادماں بر سر بنہ
شیئاً للہ قرب خود ما را بدہ

یا سیّدی غوثِ اعظم!

خدائے ذوالجلال وحدہ، لاشریک خود آپ جناب کو ایک مقام سے دوسرے اعلیٰ مقام پر ترقی دیتا ہے۔

سیّدی! ہمارے حال کو حالتِ شر سے حالتِ خیر کی جانب پھیر دیجئے۔

سیّدی آپ خوشی خوشی قربِ ذات کا تاج فرقِ اقدس پر سجائیں مگر خدا کے لئے ہمیں اپنا قرب عطا فرمایئے اور اپنے انوار و تجلیاتِ قرب سے مستفیر فرمایئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

جانِ من در حضرتِ قربِ خدا ست
در مقامِ من بمن شرکت کراست
میکند تصریفم از حالے بحال
ہست کافی کردگارِ ذوالجلال
میں ہاں اس دے قرب حضوری اندر فرد یگانہ
ہر دم تویں بلندی بخشے حال مرے نوں اللہ

"انا" کے دو استعمالات ہیں۔ عام زبان میں 'خودی' اور خاص زبان میں 'وحدتِ حقیقی' کلامِ اولیا میں اول (خودی) غیر جائز اور دوم (وحدتِ حقیقی) عین صواب

ایں انا آمد ظہورِ ذات او
واں انا را خواری آمد چار سو

این انا باشد نشانِ وحدہٗ
واں انا شد لائق سحقاً لہٗ
ایں انا شد رونقِ ہر دو جہاں
واں انا شد صد بلا و صد زیاں

'فی' "احاطہ ظروف' اور 'دخول و درآمد" پر دلالت کرتا ہے اور یہ مظروف کی جانب دلیل ہے رحز اس میں یہ ہے کہ آنجناب بارگاہ فیض میں کارمختار ہیں اور فیضِ ربانی احاطہ کئے ہوئے ہے۔

از حضورِ نورِ نبوی تافتی
رتبہء بالا ہمہ زاں یافتی

سیّدی آپ نورِ نبوت کے قلب سے مستنیر ہیں اسی لئے تمام اولیاء اللہ سے آپ کا مقام و مرتبہ اعلیٰ ہے۔ 'تقریب' بمعنی دوسرے کو نزدیک لانا۔

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمارہے ہیں کہ میرا مرتبہء ارشاد تم سب سے بالاتر ہے اور میں رتبہء ارشاد میں یگانہ و منفرد ہوں۔ اقطاب کو خاص اشارہ ہے کہ تم ابھی تک اپنی ذات کے درجہء ہدایت و وصول میں ہو اور ہم علو رفعت میں تم سے بلند تر۔ یہ بات اقطاب کے مناسب حال بھی ہے کہ وہ حضور غوث ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس خوردہ سے فیضیاب ہوکر ہی ان مراتب تک پہنچ پائے ہیں۔
سبحان اللہ تعالیٰ شانہٗ آنجناب کو کیا مقامِ رفیع عنایت فرمایا
رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

اکابرِ اولیا نے اس حقیقت کا اظہار واضح فرمایا ہے کہ خدائے متعال نے شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا سوائے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

'وحدی' میں یہ رمز ہے کہ آنجناب غوثِ ربانی مرتبۂ یگانگی میں فرد ہیں۔

'یصرفنی وحسبی'۔ سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ قربِ الٰہی میں یگانہ و یکتا ہوں اور مقاماتِ سلوک میں جزأ تمند ہوں، اس لئے کہ میرا ارتقاء و انصراف ذاتِ باری سے خاص ہے کہ وہ حضور نبی اعظم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مجھے روز بروز ترقی در ترقیٔ اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچاتا ہے اور مجھے وہی ذاتِ ذوالجلال کافی ہے جیسے جیسے میری استعداد کا تقاضا ہوتا ہے نورِ خاص سے انوار تازہ عطا کر دیتا ہے۔

سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام کی نسبت سے ارشاد فرماتے ہیں۔

''لا منة لاحد علی بعد اللہ و رسولہ''

اللہ اور اس کے رسول کے بعد مجھ پر کسی اور کا کوئی احسان نہیں۔

خود خدا چوں تربیت کردہ مرا
لیک در آغوشِ پاکِ مصطفےٰ
کے کسے، واقف ز سر و رازِ ماست
زانکہ اندر جانِ من نورِ خداست

خود خدائے ذوالجلال نے آغوشِ پاکِ مصطفےٰ میں، مری تربیت فرمائی، ہمارے اسرار سے کون واقف ہو سکتا ہے کہ میری روح میں تو نورِ خدا نور آفریں ہے۔

اس میں ایک اور رمز بھی ہے کہ جس کی تربیت ''جلالِ الٰہی'' فرمائے اس میں ''جلالِ الٰہی'' کی ''صفتِ قہاریت'' کا اثر پیدا ہو جاتا ہے اس لئے یہ انتباہ ہے اس ذات

مقدس (حضور غوث معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے احترام و آداب بجالانے میں ذرہ فرق نہ آنے پائے ورنہ انکی ایک نگاہِ غیظ تمھارے شجرِ وجود کو بیخ وبن وشاخ سے ہلا کر رکھ دے گی۔

۸

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْہَبُ کُلِّ شَیْخٍ
فَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالُ اُعْطِیَ مِثَالِیْ

○

بازِ اشہب ما و شیخاں چوں حمام
کیست در مرداں کہ چوں من یافت کام
بازِ اشہب ہوں، کبوتر کی طرح دیگر شیوخ
کون ہم پایہ ہے میرا، تم میں اربابِ وفا

تزئیل:

حبذا شہبازِ طیرستانِ قدس
اے شکارِ پنجہ ات مرغانِ قدس
شاداں پر بر قمری و کوتر بزن
گر نگہ بر خستہ چغدے ہم فگن

یا سیدی غوثِ اعظم!

آپ طیرستانِ قدس کے وہ شاہباز ہیں کہ مرغانِ قدس بھی آپ کے پنجہ کا

شکار ہیں۔ مقامِ قدس پر اڑنے والے طائر آپ کی گرفت میں ہیں۔ سیّدی! آپ خوش خوش قمری و کبوتر کا شکار کریں مگر سیّدی! یہ خستہ حال و دلفگار بُوم بھی آپ کی چشمِ التفات کا منتظر ہے۔ اس پر بھی ایک نگہِ کرم ڈال دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

من کہ اندر شرعِ پیرِ مشربم
در مشائخ ہم چو بازِ اشہبم
کیست در میدانِ دینِ مصطفیٰ
آنکہ او را گشت مثلِ من عطا
میں شہباز مشائخ اندر اشہب شہرت میری
ولیاں وچوں میرے جیسی کس دی تیز اڈاری

'بازِ اشہب' کے ذکر میں رمز یہ ہے کہ میں (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) توحید و تنزیہہِ سبحانہٗ تعالیٰ کی فضا میں بلند پرواز ہوں اور سلطانِ لازوال کے دستِ مہرباں پر مجھے ناز ہے اس لئے بھی کہ میں نفسانی خواہشات کے جنگلوں میں بھٹکنے والوں کو شکار بنا کے اس بادشاہِ حقیقی کی تجلیات کے شکار بند تک پہنچا دیتا ہوں اور اس لئے بھی کہ اگر کوئی شیخ طریقت جادہء مستقیم پر سے غلط گمان کرکے پر پرواز باہر نکالتا ہے تو اس کی تادیب کر کے اسے حدود میں رہنے پر مجبور کر دیتا ہوں

کلّ۔ لفظِ 'کل' میں افادہء عموی ہے ''کل'' کی اضافت اس کی کلیت میں اور اضافہ کا موجب ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آنجناب تمام اولیا و مشائخ پر قدمِ بالا رکھتے ہیں اور کوئی شیخ آنجناب کے دائرۂ اطاعت و متابعت سے باہر نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی شیوخ کو اپنے ضوابط کی گرفت میں لے رکھا ہے کسی کی

مجال نہیں کہ وہ اس حصار سے باہر ہونے کی جسارت کرے اور اس ذاتِ پاک سے برابری تو بہت دور کی بات ہے۔

'اعطی مثالی '۔ میں یہ رمز ہے کہ اس فرمانِ عظیم الشان میں بجز اصحابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام متقدمین اولیا و متاخرین یکساں طور پر ہمارے زیرِ قدم ہیں اور ہمارے انوار سے ان کا جہاں روشن ہے پس ہر مقام کا رتبہ، حقیقی اصالتہً مجھے عطا ہوا ہے اور باقی شیوخ و مردانِ خدا کو ہمارے عکس انوار سے فروزاں کیا گیا اس لئے کہ یہ بابِ خاص میرے لئے کھلتا ہے اور دوسروں پر ہماری توجہ سے کشادہ کیا گیا ہے۔

۹

كَسَانِىْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَ تَوَّجَنِىْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

○

خلعتم باخوش نگارِ عزم داد
بر سرم صد تاج دارائی نہاد

جسم پر خلعت نگارِ عزم سے آراستہ
اور سر پر تاج رشکِ دارا و کے و قباد

تزئیل:

یا رب ایں خلعت ہمایوں تا نشور
حلہ پوشا یک نظر بر مشتِ عور

توزیل:

یا رب ایں خلعت ہمایوں تا نشور
حلہ پوشا یک نظر بر مشتِ عور
تاج را از فرقِ خود معراج دِہ
بر سرم از خاکِ راہت تاج نِہ

یا ربّ سیّدی غوث اعظم!

حضور سیّدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلعتِ مبارک، قیامت میں مرحلۂ نشر تک نقش ونگار عزم سے یونہی آراستہ رہے۔ **یا سیّدی غوث اعظم!** اے خلعتِ خداداد زیبِ بدن فرمانے والے! اس حلّہ پوشی کے صدقہ میں اس بے لباس پر بھی ایک نظر۔

سیّدی! تاجِ کمال اپنے سرِ اقدس پر رکھیے اور اسے اس بلند اعزاز سے نوازیے۔ تاج کو آپ کے فرقِ اقدس سے معراج عطا ہوگی۔ نوازشات کی اس عطا میں اس منتظر سرِ راہ پر اتنا کرم ہو کہ اپنے راستہ کی دھول کو میرے سر کا تاج بننے دیجئے میرے لئے تو آپکی خاکِ راہ کا ہر ذرہ تاج ہے۔

تشریح وتجزیہ:-

از جنابش در برِ من خلعت است
خلعتی کاں را طرازِ عزت است
اتفاقی کردہ کارِ ذوالجلال
بر نہادہ بر سرم تاجِ کمال

رب نے میئوں عزم طرازاں والی خلعت بخشی
سر تے میرے تاج کرامت دھریا، عزت بخشی

کسانی ... الخ میں۔ اولوالعزمی کے نقش و نگار سے آراستہ خلعت پہنانے میں یہ اشارہ ہے کہ مجھے لباسِ محبوبیت عطا کیا گیا ہے اور یہ جناب رسالت پناہ ﷺ کی بارگاہِ خاص سے عطا ہوا ہے اور یہ لباس عام نہیں کہ دوسرے اولیاء کرام کو بھی فراہم ہوا ہو بلکہ یہ خلعتِ فاخرہ خصوصی ہے اور جب یہ لباسِ خاص مجھے پہنایا گیا اس وقت جملہ اولیائے سابقین ولاحقین اپنے اجساد وارواح کے ساتھ حاضر تھے جیسا کہ اکابرِ طریقت سے تواتر کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ پس یہ سلطانی دوام کا خلعت اور مدارجِ علوِ مدام کا تاج جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مخصوص ہے سب سے مکرم ومعظم و مفتخر ہے۔ اس راز کا افشا سلسلۂ عالیہ قادریہ کے فیوضات کے اجرا کے لئے ہے تا کہ سبھی جان لیں کہ یہ طریقۂ اعظم سب سلاسل سے بالاتر ہے اور سب طریقوں پر فوقیت رکھتا ہے۔

۱۰

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَ قَلَّدَنِیْ وَ اَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ ۝

آگہم فرمود بر رازِ قدیم
عہدہ داد و جملہ کام آں کریم

علم بخشا اس نے اسرارِ قدیمی سے مجھے
اور منصب دے کے ہر اک مدعا پورا کیا

تذئیل:

عہدہ از تو، عہد از تو، ما ز تو
ما بظلِ نعمت و ہم نازِ تو
یللے وخ وخ زمانِ خرمی ست
شوئ ما شد شحنۂ حالا ترس کیست

یا سیّدی غوثِ اعظم!

اس مقام و مرتبہ کی شان و شوکت آپ ہی کے قدم سے ہے اور اس عہد و زمانہ کا قیام آپ ہی کے دم سے ہے۔ ہماری زندگی اگر ہے تو آپ ہی کی بدولت ہے کہ آپ کے سائیہ عاطفت اور نعمت و ناز تلے بسر ہو رہی ہے۔ لوگو، کچھ نہ پوچھو! یہ گھڑی کس قدر خوشی اور مسرت کی گھڑی ہے۔ اب تو سارے ہی خوف جاتے رہے کہ

سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کا ہے کا

تشریح و تجزیہ:

چوں مرا حق داد احوالِ عظیم
کرد ما را واقفِ سرِّ عظیم
طوقِ عزت داد آخر یافتم
ہر مرادِ دل کہ از وی خواستم
میری خاطر رازِ قدیمی اتوں پردہ چایا
کل مشیت ہیکل پائی جو منگیا سو پایا

'اطلعنی'۔۔ میں یہ رمز ہے کہ ذاتِ غوثِ ربانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اللہ تعالیٰ نے کشفِ کُلّی کا درجہ عنایت فرمایا ہے اور تمام اسرارِ نہانی پر سے پردہ اٹھایا گویا آفتابِ حقائق، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پوری آب و تاب سے روشن ہوا اور ذاتِ غوثیت مآب کے ذرے ذرے کو درخشاں و فروزاں کر دیا۔

'سر'...... 'سر قدیم' کے اوصاف احاطۂ بیان میں نہیں آ سکتے۔ 'سر' توحیدِ حقیقی اور وحدتِ وجود سے عبارت ہے۔ 'سر' سے مراد حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ منیر بھی ہو سکتی ہے۔ 'سر' سے 'وصول' بھی مراد ممکن ہے۔

'قلدنی' میں یہ رمز ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ولایت و نیابتِ محمدیہ علیہ الثنا والتحیۃ کا فریضہ حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ کے لیے عطا فرمایا ہے اور اس عہدۂ جلیلہ کا علم خود اپنے فضل سے حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش پر محکم و مضبوط رکھا ہے۔

'اعطانی سوالی' میں یہ رمز ہے کہ عطاءِ خلعت کے بعد جنابِ الٰہی نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر آرزو اور ہر سوال کو پورا کیا۔ یہ سوال مطلق ہے کہ جو کچھ چاہا، مانگا، ملا، یہ اشارہ بھی ہے کہ حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے بزرگ و برتر سے خواہش کی کہ جو بھی مجھ سے ارادت رکھنے والا ہو، اس شخص پر دوزخ کی آگ حرام ہو۔ اللہ جل جلالہٗ نے اس دعا کو قبولیت کا طغرائے امتیاز بخشا۔

خود چوں ذاتِ محی دیں سائل بود
از جنابِ حق دعا کَم رد شود

شکرہا باید ادا سازیم ما
در حقِ ما چوں نمودہ آں دعا

جب خود جنابِ غوث، حضورِ حق میں دعا فرما رہے ہوں تو وہ دعا کم ہی رد ہوتی ہے ہمیں اس بات پر شکر ادا کرنا چاہیے اس لیے بھی کہ جب آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ہمارے حق میں فرمائی ہو۔

وَ وَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٖ

○

والیم کردہ بر اقطابِ جہاں
پس بہر حال ست حکمِ من رواں

سارے اقطابِ جہاں پر حکمرانی دی مجھے
حال کیسا ہو کسی کا، حکم نافذ ہے مرا

تذئیل:

اے ثریا تا ثریٰ امرت امیر
کج روے بے حکم را در حکم گیر
پیش ازاں کافتد سوئے آتش نیاز
نرم نرم از دستِ لطفت راست ساز

یا سیدی غوث اعظم!

زمین کی پاتال سے اوجِ آسمان تک آپ ہی کے حکم کا سکہ چلتا ہے۔ ایک کج رفتار اور بے حکم فرد کو بے یقینی اور بے ضابطہ کیفیت سے نکال کر اپنے ضبط میں لے آئیے اس سے پیشتر کہ یہ نیاز مند آگ کی سمت جھک جائے، اپنے دستِ لطف سے آہستہ آہستہ راست روی کے شعار کا پابند بنا دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

بر ہمہ اقطاب والی گشتہ ام
زانکہ من مولی الموالی گشتہ ام
حکم من نافذ بود در ہر زماں
می دہم از خوف خائف را اماں

سب قطباں تے حاکم کیتا، رب مختار بنایا
میری سطوت ایسی قائم، ہر تھاں حکم چلایا

اس فرمانِ جناب میں رمز یہ ہے کہ تفویضِ منصب کے بعد مجھے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) حکم نافذ کرنے والا صاحب امر بنا دیا گیا اس لیے کہ اگر عہدہ ہو اور نفاذِ حکم نہ ہو تو یہ وصف مکمل نہیں۔ دوسری رمز یہ ہے کہ جب اقطاب پر ولایت مسلم ہے تو دوسروں کو کیا مجال کہ حلقۂ اطاعت سے باہر ہوں۔ "جمعا" کا لفظ لانے میں یہ رمز ہے کہ حضور غوثِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی لحاظ سے، تمام اقطاب پر فائق ہے۔ حضور غوثِ اعظم واقدس کا درجہ، رفعت و

فوقیت تمام احوال میں یکساں ہے اور آپ کے فرمانِ عالی کا نفاذ ہر زمانے میں یقینی ۔کوئی فرد ایسا نہیں کہ آپ کی متابعت سے خارج ہو۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جامع الولایات ہیں۔

'فی کل حال' اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم حیات وممات، ابتداو انتہا، قرب وبُعد، شرق وغرب اور زمانہ، قریب وبعید غرض ہر حال میں، بمن وعنٗ تمام وکمال نافذ وجاری ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدمِ مبارک قیامت تک اولیا کی گردن پر ہے۔ یہ آپ کے زمانہء حیات سے مخصوص سے نہیں اور جو لوگ زمانۂ حیات سے مخصوص کرتے ہیں تو یہ بات آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام وفرمان سے دور ہے۔

'حال' سے اصطلاحی معنی مراد لینا چاہیے۔ یعنی جملہ احوالِ ولایت میں حکم نافذ ہے خواہ تکوین ہو یا تمکین۔ پس میرا حال اور وقت ہر ولی کے حال اور وقت پر حکمران ہے یعنی ہر ولی ہر مرتبہ میرے مراتب سے فیضیاب ہے۔ یوں ولایت حقیقیہء آنجناب کی جانب اشارہ ہوگا جو روزِ اول سے ہے۔ اور اس فرمان ذی شان میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند القابِ معلی کی سمت بھی اشارہ ہے

الف:۔ ولی۔ " ولای " سے ماخوذ

ب:۔ قطب الاقطاب۔ علی الاقطاب جمعاً سے معلوم

ج:۔ حاکم۔ فحکمی سے ظاہر

د:۔ سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب مطلق، کہ تا قیامت نائب ہیں۔

ر:۔ اور قواعد کے مطابق 'منتہا' بھی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور قصیدہ میں ارشاد فرمایا ہے

اَفَلَتْ شُمُوسُ الاولین وشمسنا
ابدًا علیٰ اُفُقِ العلیٰ لا تغرب

آفتاب دیگراں کردہ غروب
آفتابِ ما بود دائم شعوب

۱۲

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

○

رازِ خود گر اَفگنم اندر بحار
جملہ گم گردد فرو رفتہ بخار

ایک لمحہ کے لیے ڈالوں جو دریاؤں پہ راز
اُن میں سب خشک ہو جائے یہ آب بے بقا

تزئیل:

نفس و شیطاں ، نزعِ جاں، گور و نشور
نامہ خواندن ، برسرِ خنجر عبور
ناخدایا ہفت دریا در رہم
دست گیر اے یم ز رازت کم ز نم

یا سیدی غوث اعظم!

یہ نفس و شیطان کے مکروفریب، جان کنی کی اذیتیں، قبر اور حشر و نشر کے عذاب ناک مرحلے، اور تلوار کی تیز دھار پر عبور اور نامہ، اعمال کا پڑھنا کس قدر جاں گداز ہے۔

میرے آقا! میری کشتی کے ناخدا! میری راہ میں یہ سات دریا حائل ہیں۔ میری دستگیری فرمایئے کہ سمندر آپ کے راز سے ایک قطرہ سے بھی کم ہے۔

تشریح وتجزیہ:۔

بحر خود گر اُفگنم بالائے یم
از الم در یم نماند ہیچ نم
بس کہ گردد سینۂ یم خوفناک
آبِ یم غائب شود در قعرِ خاک

جے کر راز میں اپنا سٹاں ایہناں بحراں اندر
پانی دھرتوں غائب ہووے سینہ چاک سمندر

"بحار"

اگر میں اپنے راز کی ایک جھلک ہی دریاؤں پر ڈال دوں تو وسعتوں کے باوصف میرے انوار کے شعلوں سے ان کا آب معدوم ہو جائے یعنی ہمارے غضب کی آگ دریا کو پانی سے محروم کر دے گی۔ اس میں ان متکبرین اور متردوین کے لیے انتباہ ہے جو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے نفاذ میں منکر و متردد ہیں۔

اے جماعت (متکبرین و متردوین) ایسا نہ ہو کہ تردد کو راہ دو اور اپنی ولایت کے گمان میں اپنے غرور میں مبتلا ہو جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو تمہارے انوار سلب ہو جائیں گے اور تمہاری ولایت، دریا کی مانند معدوم ہو جائے گی۔

یہاں، سمندر ظاہری بھی اور باطنی یعنی قلوب اولیا بھی مراد ہو سکتے ہیں۔

لصار

لام تاکید میں راز یہ ہے کہ یہ مقام چشم ظاہر بیں تردد کا تھا۔

کل

میں اس جانب اشارہ ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادنیٰ سا غضب امورِ عظیمہ کے اِفنا و استیصال کے لیے کافی ہے۔

۱۳

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

○

رازم ار جلوہ دہم گر در جبال
پارہ پارہ گشتہ پنہاں در رمال

راز اپنا کوہساروں پہ اگر ڈالوں کبھی
ریزہ ریزہ ہو کے سارے ریت میں جائیں سما

تزئیل:

اے ز رازت کوہ کاہ و کاہ کوہ
کاہِ بے جاں راست سَدِ راو کوہ
طاعتم کاہ است جرمم کوہ زار
کوہ را کاہ و پرور کاہ زار

یا سیدی غوث اعظم!

آپ کی جلالتِ اسرار کے پرتو سے تنکا پہاڑ اور پہاڑ تنکا بن جائے۔ ایک بے جان تنکے کے سامنے پہاڑ سد راہ ہے۔ میری اطاعت و خدمت محض ایک تنکا ہے اور میرے جرم کوہسار ہیں۔ اس پہاڑ کو ریزہ بنا دیجئے اور اس ناتواں کے ریزہ اطاعت کی نشوونما فرمائیے۔

تشریح وتجزیہ:۔

سِر خود گر افگنم در کوہ ہا
کوہ ہا را رو دہد اندوہ ہا
بس کہ گردد پارہ پارہ آں جبال
مختفی گردند یکسر در رمال

جے کر اپنا رازمیں سٹاں کہساراں دے اتے
مٹی دے وچ مٹی ہوون ریزہ ریزہ ہو کے

یہ اس رمز کی جانب دلیل ہے کے تجلیات کا پرتو جو کوہ طور پر تاباں ہوا تھا۔ برکات محمدیہ علیہ الثناء والتحیۃ کے سبب سے اس تجلی کا نور ہمارے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) وجود میں رکھ دیا گیا ہے اور یہ خصوصی فضل تمام کا تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہے۔

"للہ کت" پارہ پارہ شدن میں یہ اشارہ ہے کہ اس شہباز طیرستانِ قدس کے انوار عشق وراز، طیرانِ قہاری کے ساتھ اجزائے اصلیہ کے ایک ایک جزو میں دخل پاکر اور جزو جزو میں قہر داخل کر کے خود بخود واپس اپنی کیفیت اصلی میں چلے جاتے ہیں۔

۱۴

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالٍ

○

پر تو راز افگنم گر بر اثیر
سرد و خامش گردد از رازم سعیر

آگ پر ڈالوں اگر میں راز دم بھر کے لیے
سرد اور خاموش ہو جائے یہ بے چون و چرا

تذییل:

نیرا من نارِ جرم افروختم
ہم دلِ زارم درونش سوختم
زارِ من از زورِ خود بانوش کن
نارِ من از نورِ خود خاموش کن

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ نیرِ جاں پرور ہیں۔ میں نے گناہوں کی آگ دہکائی اور اپنے دلِ زار کا باطن جلا ڈالا۔ میری آہ وزاری کو پوری ہمت ومرحمت سے سماعت فرمایئے اور میری آگ کو اپنی لطیف نورانیت سے سرد فرمادیجیے۔

تشریح وتجزیہ:۔

افگنم گر ذرہ اسرار پاک
بر سر آتش کہ باشد نور پاک
سرد گردد آتش ناچیز ہم
سرّ حال من کند او را عدم

بے کر اپنا راز میں ستاں بلدی اگ دے اتے
بجھ جاون سب شعلے اس دے ٹھنڈی فوراً ہووے

اس فرمان عالی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ السلام کے انوار معجزہ کے ظہور کی طرف اشارہ ہے یہاں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں) کے انوار کا جلوہ ظہور پذیر ہورہا ہے۔

درگاہ قادریہ کے ولی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ''اخبارالاخیار'' میں فرماتے ہیں۔ ایک روز ملتان میں آگ لگ گئی۔ حضرت سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کو خبر دی گئی کہ شہر ملتان جل رہا ہے اسی حال میں مشت خاک اٹھائی اور زبان گوہر فشاں سے یا شیخ عبدالقادر شیاء للہ پڑھ کر، آگ کی طرف پھینک دی۔ آگ اسی وقت سرد ہوگئی۔ کہتے ہے اس زمانے سے ملتان میں دوبارہ اس انداز سے آگ نہیں بھڑکی۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

۱۵

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّيْ فَوْقَ مَيْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰى تَعَالٰى

○

رازِ خود بر مردہ گر افگنم
زندہ برخیزد باذنِ ذوالکرم

راز اپنا ڈال دوں جو ایک مردہ پر کبھی
امرِ حق سے اٹھ کھڑا ہو سنتے ہی میری صدا

تذییل:

اے نگاہت زندہ سازِ مردہا
چیست پیشت در دلِ افسردہا
ایں لبانت جلوہ بارِ شہد کن
"قم" بفرما مردہ ام را زندہ کن

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کی نگاہ تو مردوں کو زندہ بنا دیتی ہے بجھے دلوں کے اندر کی مردنی تو آپ کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

سیدی! آپ کے یہ مبارک ہونٹ "کن" کے شہد سے جلوہ بار ہیں۔ "قم"

(کھڑا ہو جا) کا حکم صادر فرمایئے اور میرے دلِ مردہ کو بھی زندہ کر دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:۔

سِرِّ خود گر افگنم بر مردہ
افگنم بر مردہ افسردہ
مردہ قائم گردد از امرِ خدا
سوئے من آید رواں سرکردہ

راز اپنا جے سٹاں اک افسردہ مردے اتے
رب دی قدرت نال اوہ مردہ فوراً اٹھ کھلووے

اس میں اس کرامت کی جانب اشارہ ہے جو حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہء عاطفت میں امتِ احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے افراد میں معجزہء عیسوی کی حقانیت کا ثبوت ہے۔

'قام' میں یہ رمز ہے کہ مردہ محض القاءِ حکم سے زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

'بقدرة المولی' اس لفظ کو ہر چہار بیت مذکورہ سے متعلق جاننا چاہیے۔ اس اعتبار سے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، اس ذاتِ ربّانی کے انوار میں فنا کی سمت اشارہ ہے، فعلاً بھی اور ارادۃً بھی یعنی ''عبد'' نے اس قادرِ مطلق کے کمالِ ظہور سے قدرت پائی ہے اور اسی سے ''عبد القادر'' کے معنی منکشف ہوتے ہیں۔

''مولیٰ''　　لفظ مولیٰ میں ذاتِ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حقیقتِ عبودیت کے ظہور کی جانب اشارہ ہے۔ ''بحار''، ''جبال''، ''نار'' اور

میت'' کے ذکر میں کچھ اسرار کا بیان ہے

اول. بحار:۔ ''بحار'' میں یہ راز ہے کہ دریا کا پانی صاف اور دامن وسیع ہوتا ہے ہر چیز کی زندگی پانی سے اور پانی ہر روز روانی میں ہے۔ اور روز و شب محبوب حقیقی کی طلب میں، دیوانہ وار چل رہا ہے۔ ہر ناپاک کی تطہیر میں مصروف۔ ہر چند خاک پر ہے مگر صاف اور مطہر۔ نعرہ زن ہے مگر دعویٰ نہیں۔ اسی طرح سالکان راہ خدا بھی ان صفات سے متصف ہیں۔ دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ جانوں کو پاک کرتے شیفتہ و وارفتہ محو و خرام ہیں۔ ان سب اوصاف کے باوصف، اگر آنجناب اپنے راز کو ان افراد میں سے کسی فرد پر ڈال دیں تو اسے تاب نہ رہے اور مکمل زوال میں گر جائے۔

دوم۔ جبال۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو بطور میخ زمین میں گاڑ رکھا ہے تاکہ وہ اپنی خودی سے حرکت نہ کرے اور ان ہی میخوں کی برکت سے زمین قائم ہے اور دوسرے یہ کہ جس طرح پہاڑ لعل و جواہر اور یاقوت و فیروزہ کا مخزن ہیں اور کئی اور طرح کے عجائبات بھی کوہستان میں ہیں۔ اسی طرح بعض اولیاء استقرار عالم کا موجب ہیں اور ان سے انوار و اسرار کے بعض مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ ان کے سر مبارک کی ادنیٰ سی جھلک سے جبال ظاہر و باطن اپنی جگہ سے پھٹ کر اڑ جائیں اور ریزہ ریزہ ہو کر ریگستان بن جائیں۔

قرآن مجید کی اس آیہ مبارکہ کی جانب بھی اشارہ ہے

لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشية الله

سوم۔ نار۔ آگ ہر چیز کو جلانے اور بھسم کرنے والی ہے اور قہر الٰہی کا ایک

مظہر۔ قیامت کے دن دوزخ میں ہوگی اور اس کا جوشِ انتقام زیادہ۔ دوسرے یہ کہ "نار" میں مختلف انوار کا اجتماع ہے اور اکثر کاموں کا استحکام اس کی حرارت سے ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بہ فرقِ مراتب انوار و نیران کا مظہر ہیں۔ اگر آنجناب قدس آیات اپنے راز کا پرتو اس پر ڈال دیں تو ساری آگ پانی ہو جائے بلکہ برباد ہو کر نابود ہو جائے۔

آتشِ عشق ہر آگ سے برتر ہے۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ اگر دوزخ، کُل امرِ فطری کے خلاف کرے گا تو اسے سینۂ عشاق کی آتشِ عشق سے عذاب دیا جائے گا۔

چہارم "میت" ــــــ مردہ کہ بے جان تھا اس میں سب تصرف ربّ الارباب کی طرف سے تھا۔ پس یہ حال ایک ولی کے مناسب ہے جو اپنی ذات سے فانی اور باقی باللہ ہے۔ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں اگر ان باقیانِ باللہ پر رازِ قہاری ڈال دیں تو وہ ان کی تیغِ غضب کے نیچے فنا ہو کر رہ جائیں اور اگر فانی و مردہ پر رازِ رحیمی ڈال دیں تو وہ زندہ ہو کر جان در جان سے نوازا جائے۔ اور یہ سب مولیٰ تعالیٰ شانہ کی قدرت سے ہے کہ جس کا اظہار آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں ہوا اور اسی نے "عبدالقادر" کے معنی مفہوم کیے جاسکتے ہیں۔

شاہِ عبدالقادر آں نورِ خدا
سرِ ہائی معنوی را شد ضیا
چونکہ ذاتش در شہود آمد زِ جود
گشت 'عبدالقادر' از وی در صعود

۱۶۔۱۷

وَمَا مِنهَا شُهُوْرٌ اَوْدُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَ تَنقَضِىْ اِلاَّ اَتَالِىْ

وَتُخبِرُنِىْ بِمَا يَأتِىْ وَيَجرِىْ
وَتُعلِمُنِىْ فَاَقصِرْ عَنْ جِدَالِىْ

○

نیست شہرے نیست دہرے در دہور
گو رود ناگشتہ حاضر در حضور
جملہ گوید بامن از حال و صفت
از جدالم دست کوتہ بایدت

جس قدر بھی ہیں زمانے جس قدر بھی ماہ و سال
حاضری دیتے ہیں میرے آستاں پہ برملا
اپنے اپنے حال سے آگاہ کرتے ہیں مجھے
منکرِ عظمت! حذر کر جدل سے، ورنہ مرا

تذئیل:

اے در تو مرجع ہر دہر و شہر
بندگانت را چہ ترس از دستِ دہر

ہر مہر محرم گشتن از مہرت بخیر
خیر محضا من نہ بینم، ہیچ ضیر
اَو خش اللہ نہد ایں شہ را جلال
عرض بیگہ در او ماہ و سال
در جدالش کے کجا یابی اماں
خود کنیز او زمیں، بندہ زماں

یا سیّدی غوثِ اعظم!

زمانے اور مہینے آپ کے آستانِ قدس کی طرف رجوع کرتے ہیں آپ کے غلاموں کو دستِ زمانہ سے کیا خطرہ۔ سیّدی! اپنے لطف وکرم سے میری عمر کے ہر ماہ کو خیر و عافیت سے معمور فرمادیجئے۔ اے سراپا خیر وبرکت! آپ کی چشمِ عنایت کے طفیل، میں کبھی بھی تکلیف یا اذیت نہ دیکھنے پاؤں۔

یا سیّدی غوثِ اعظم!

بخدا آپ ایسے شہنشاہ ہی کو یہ جلال زیبا ہے کہ ماہ وسال آپ کے آستانِ جلالت مآب پر استادہ عوام وخواص کی عرضداشتیں پیش کر رہے ہیں اور ان کے حالات وکوائف سے آپ کو اطلاع فراہم کر رہے ہیں۔ سیّدی! آپ سے جدال کرنے والا کہاں امان پائے گا۔ زمین آپ کی کنیز اور زمانہ آپ کا غلام یعنی زمین وزماں آپ کے فرمان وتصرف کے تحت ہیں۔

تشریح وتجزیہ:

نیست شہرے درمیانِ شہرہا
نیست دہرے درمیانِ دہرہا

چونکہ خواہد منقضی گردد گر
پیشِ من آید رواں بے پا و سر
پس مرا گوید ہمہ اخبارِ خویش
ہرچہ دروی بگزرد از کم و بیش
مے کند آگہ مرا بے قیل و قال
باورت گر نیست کوتہ کُن جدال

جتھے سال مہینے گھڑیاں جتھے وقت زمانے
میرے در تے حاضر ہوون اپنے سیس نوانے
جو ہویا، جو ہوون والا، چنگا بھیڑا کھیے
سب کجھ آ کے دسن مینوں، منکر بس کر جھگڑے

ہر ماہ و سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس متشکل آتا تھا۔ جو کچھ اس میں وقوع پذیر ہونے والا ہوتا، انکشاف کرتا، خوشی وخرمی، رزق ونعمت کی فراوانی کا حال ہوتا تو حسین صورت اختیار کر کے آتا اور اگر اس میں آفات و ابتلا اور مصائب و آلام مقدر ہوتے تو قبیح صورت میں۔ اور جیسا ماہ و سال خبر دیتے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام الناس کو اطلاع دے دیتے اور اس کے مطابق ہی ظہور میں آتا۔

زمانہ میں متصرف ہونے میں یہ رمز ہے کہ زمانہ اگرچہ "عرضِ محض" ہے مگر حکم خداوندی سے مجسم صورت میں رو پذیر ہو کر حاضر ہوتا۔ اس میں ان افراد کا بھی رد ہے جو وزنِ اعمال، شہادتِ ایام وغیرہ کے منکر ہیں۔ اس کی اصل شریعت میں ثابت

چونکہ خواہد مقتضی گردد مگر
پیشِ من آید رواں بے پا و سر
پس مرا گوید ہمہ اخبارِ خویش
ہرچہ دروی بگورد از کم و بیش
ے کند آگہ مرا بے قیل و قال
باورت گر نیست کوتہ کن جدال

جھے سال مہینے گھڑیاں جھے وقت زمانے
میرے در تے حاضر ہوون اپنے سیس توانے
جو ہویا جو ہوون والا چنگا بھیڑا سکھے
سب کجھ آ کے دسن میںوں، منکر بس کر جھگڑے

ہر ماہ و سال آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس متشکل آتا تھا۔ جو کچھ اس میں وقوع پذیر ہونے والا ہوتا، انکشاف کرتا، خوشی و خرمی، رزق و نعمت کی فراوانی کا حامل ہوتا تو حسین صورت اختیار کر کے آتا اور اگر اس میں آفات و ابتلا اور مصائب و آلام مقدر ہوتے تو قبیح صورت میں۔ اور جیسا ماہ و سال خبر دیتے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام الناس کو اطلاع دے دیتے اور اس کے مطابق ہی ظہور میں آتا۔

زمانہ میں متصرف ہونے میں یہ رمز ہے کہ زمانہ اگرچہ ''عرض محض'' ہے مگر حکم خداوندی سے مجسم صورت میں رو پذیر ہو کر حاضر ہوتا۔ اس میں ان افراد کا بھی رد ہے جو وزنِ اعمال، شہادت ایام وغیرہ کے منکر ہیں۔ اس کی اصل شریعت میں ثابت

ہے کہ معجزاتِ نبویہ علیہ الثناء والتحیۃ سے متحقق ہے۔ ''کلامِ ستون و دیگر اشیاء'' اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی قدرتِ عامہ، مطلقہ کا محل و مظہر بنایا ہے۔

۱۸

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
وَافْعَلْ مَاتَشَا فَالْاِسْمُ عَالِیْ

○

بندہ امُ خوش می سرا، بیباک و مست
ہرچہ خواہی کن کہ نسبت برتر است

میرے بندے مست وخوش رہ، گیت گا، بیباک ہو
کرگزر جو دل میں آئے، اسم عالی ہے مرا

تذییل:

ایں سخن را بندہ باید، بندہ کو
بندہ کن، اے بادشاہ بندہ جو

شاد و پاکوباں رود جانم زِ تن
بر "مریدی ھم و طب واشطح و غن"

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کی اس عنایتِ خاص کے لیے بندۂ ہونا شرط ہے مگر بندہ کہاں؟ اے بندوں کی جستجو کرنے والے شہنشاہ! مجھے اپنا بندۂ بنا لیجیے۔ آپ نے مجھے اپنا بندۂ بنا لیا تو میری جان آپ کے ارشادِ گرامی ھم وطب واشطح و غن پر اس قفسِ عنصری سے شاد و رقصاں اپنی منزل کو اُڑ بھاگے گی۔

تشریح وتجزیہ:۔

اے مریدِ خاصِ من خوش حال باش
سِرِّ حق بر اہلِ حق، برگوی فاش
ہاں بکُن فعلی کہ آں باشد مباح
اسمِ حق عالی ست می بخشد جناح

موجاں مان مریدا میریا، نغمہ لاپ خوشی دا
دل دی سدھر پوری کرتوں، اعظم اسم ہے میرا

"مویدی" اس فرمان میں نسبتِ اضافی سے نوازا گیا یعنی اے مریدِ من۔ پس جو شخص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارادت رکھنے والا ہے۔ سعادتِ دارین سے واصل ہے، کیونکہ مریدؔ اسے کہتے ہیں جو اپنے ارادہ کو ترک کر کے خود کو ارادہ پیر

دستگیر میں داخل کر چکا ہو۔

'طلب' میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سمت ہمت وقصد کے بعد خوشی وخوش وقتی کا حصول ہوتا ہے اور محض قصد ہی سے غنچہ، رہائی کھل اٹھتا ہے۔

'واشطح' اس کے معنی ہیں ہر طرح کے بدخواہوں سے بے پرواہو جا اور اس میں اشارہ ہے کہ اس بارگاہِ قدس مآب کے دشمن جس قدر بھی قصدِ عداوت کریں گے آخر کار خائب وخاسر ہوں گے۔ طریقۂ قادریہ کے مریدوں کو قطعاً ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

'ماتشاء' اس لفظ میں یہ رمز ہے کہ اے میرے مرید! ذکرِ جہر کریا ذکرِ خفی، درود پڑھ یا نفل گزار جو وضع چاہے اختیار کر، ظاہر و باطن کی ترقیاں اپنے ہمقرین دیکھ لے گا۔ یا امورِ مباحاتِ شرعیہ کی جانب اشارہ ہے اس وقت یہ معنی ہوں گے۔ کہ دوسروں کو اشیاءِ دیگر سے رسائی ہوتی ہے اور ہمارے یاروں کو شریعت سے فیض رسانی ہوتی ہے۔ دوسروں کو عالی مراتب اور بلند مناصب، مجاہداتِ شاقہ سے حاصل ہوتے ہیں اور ہمارے مریدوں کو، بس شریعت کی پابندی کی اور مدعا کو پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تجلیاتِ دینِ محمدی وشریعتِ احمدی میں سعی وسفارش طریقۂ قادریہ میں زیادہ سے زیادہ ہے۔

'اسم' سے مراد اسمِ الٰہی یا اسمِ نبی کریم علیہ التحیہ و التسلیم اور ظاہر اس سے مراد آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی ہے جو رفعت مآب ہے۔ پس غلام کی قدر ومنزلت، بادشاہ کی شان وشکوہ کے موافق ہوگی۔

۱۹

مُرِيْدِىْ لَاتَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّىْ
عَطَانِىْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

ο

رب من حق، بندہ از تر سے منال
رفعتم آمد رسیدم تا منال

اے مرے بندے نہ ڈر اللہ کافی ہے مجھے
رفعتیں ایسی کہ ہر مقصود میں نے پا لیا

تزئیل:

اے ترا اللہ رب، محبوب اب
طرفہ مربوبی و محبوبی عجب
رب و اب پاکت نمود از ریب و عیب
از دلم برکش شہا ہر عیب و ریب

یا سیّدی غوث اعظم!

اللہ تعالیٰ آپ کی تربیت کرنے والا اور محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا آپ کے پدرِ بزرگوار (سلسلہ نسب حسنی، حسینی ہونے کے ناتے سے)۔ اللہ اللہ کمال کی تربیت و محبوبیت ہے کہ رب کریم، اور پدرِ عظیم نبی رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کو ہر طرح کے عیب و ریب سے پاک اور صاف بنا دیا ہے۔

سیدی امیرے دل میں جتنے شبہات وتردوات گوشہ گیر ہیں انھیں باہر نکال فرمایئے اور جن عیوب سے قلب آلودہ ہو چکا ہے، ان آلودگیوں سے اسے پاک وصاف فرمادیجئے۔

تشریح وتجزیہ

اے مرید خاصِ من مگور ز بیم
حق غفور است و رحیم است و کریم
داد ما را درجہ ہائی ارجمند
یافتم من آرزوئی بس بلند

کڈھ دے خوف دلے چوں بندیا اللہ رب اے میرا
اس نے ایسی رفعت بخشی ہر مقصود میں پایا

اس فرمانِ عالی میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو ردوعزل کا خوف نہیں ہونا چاہیے کہ کسی فرد میں یہ جرأت نہیں کہ وہ حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں پر دستِ تسلط دراز کر سکے۔

اللہ ربی. عطانی رفعۃ۔۔۔۔۔اس جملہ میں اشارہ ہے کہ اللہ عزاسمہ نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذاتِ خود اپنے جذبہ عطا سے اپنا محبوب ومجذوب بنالیا ہے اور غنچہ راز، خود اپنے لطف وفضل کی بادنسیم سے کھلایا اور مہکایا ہے پس جس کا پیر "مراد" ہوگا۔ وہ مرید بھی اپنے "پیر" کے سایے تلے "مراد" ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دولتِ عظمیٰ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ مراتب میں فراہم ہوئی ہے۔

رفعة ۔رفعت سے مراد شریعتِ محمدیہ علیہ الثنا والتحیۃ پر تجلیِ ذات کی جلوہ فرمائی ہے یعنی اللہ سبحانہ میرا پروردگار ہے اور ذاتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاواسطہ میری تربیت و پرورش کرنے والی ہے اسی لیے آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

ماربانی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نے میری پرورش نہیں کی۔

۳۰

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

○

بندہ ام ترسے مدار از بد سگال
سخت عزم پر دو قاتلم وقتِ قتال

اے میرے بندے! نہ ڈران بدسگالوں سے کبھی
سخت قاتل عزم، میرے ساتھ چلتی ہے قضا

تزئیل:

شکرِ حق با بندگاں شہ را سزست
خانہ زادیم ز باب و مادر ست
بندہ ات را دشمناں دانند خس
یا "عزومٌ" "قاتلٌ" فریاد رس

یا سیّدی غوث اعظم!

خدا کا شکر غلاموں کے ساتھ ساتھ شہنشاہ پر بھی واجب ہے میں تو والد اور والدہ دونوں کی جانب سے آپ کا خانہ زاد غلام ہوں۔ آپ کے اس غلام کو دشمن محض ایک تنکا سمجھ رہے ہیں اور ستم ڈھا رہے ہیں۔

یا عزومٌ قاتلٌ (اے زبردست عزم کے مالک اور شدید قتال کرنے والے)! میری فریاد کو سنئے اور دستگیری فرمائیے۔

تشریح وتجزیہ:

اے مریدِ خاصِ من از ہیچ کس
خوف را در دل مدہ رہ نیک نفس
قاتلِ اعدائے خویشم در قتال
زانکہ ہستم صاحبِ عزم و کمال

ڈر نہ بریاں لوکاں کولوں موجاں مان مریدا
تیرے ہر دشمن دا قاتل سخت ارادہ میرا

اس فرمانِ عالی میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو کوئی شخص بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور کوئی بھی دستِ تعدی و تسلط دراز نہیں کر سکتا۔ اس حالت میں اس فرمان میں یہ تعلیم بھی ہے کہ مبادا کوئی دوسرے اولیا اپنے تسلط سے ہمارے مریدوں تک ہاتھ دراز کر کے خود کو مطلق العنان ظاہر کرنا شروع کر دیں اگر ایسا ہوا تو ہماری تلوار سے اپنا سر کٹا ہوا پائیں گے۔ . سبحان اللہ عز اسمہ

۲۱

طُبُولِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

○

نوبتم در خضرا و غبرا زدند
شد نقیب موکب بخت بلند

شش جہت ارض و سما میں طبل بجتے ہیں مرے
میرے لشکر کے نقیب، اقبال و جاہ و مرتبہ

تذئیل:

یا رب ایں شہ را مبارک دیر باز
تخت و بخت و تاج و باج و ساز و ناز
بادشاہا شکرِ سلطانیِ خویش
یک نگاہے بر گدائے سینہ ریش

اے خدائے غوث اعظم!

میرے اس شہنشاہِ عالی مرتبت کے لیے عرصہ دراز تک تخت و بخت، تاج و باج اور ساز و ناز کو بابرکت و برکت افزا بنائے رکھ۔

اے سلطانِ مکرّم، **سیّدی غوث اعظم!** اپنی عظیم شہنشاہیت کے شکرانے میں اس دلفگار بھکاری پر بھی نگاہِ لطف و کرم فرمائیں۔

تشریح وتجزیہ:

طبلہائے من بر افلاک و زمیں
کوفتند از حکمِ ربّ العالمیں
بے ادب بر من نخواہد کس رسید
زانکہ شاہِ من سعادت شد پدید

ارض فلک تے میرے ناں دے ڈھول نقارے وجدے
خوش بختی دے پیادے میرے اگے اگے چلدے

"طبولی" اس میں ایک رمز اس اشارہ کی سمت دلالت کرتی ہے جو صوت

مریدی کی صورت میں مرشدِ کامل کی زبان سے معلوم و مسموع ہوتا ہے۔ دوسری رمز یہ ہے کہ ڈھول پیٹنا، ملائکہ کی آواز و اعلان سے کنایہ ہے جو زمین و آسمان کے باسیوں کو حکمِ خداوندی سے آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ سید محی الدین ، محبوبِ سبحانی و قطبِ ربانی و غوثِ صمدانی ہیں ان کا قدمِ کرامت تمام اولیاء اللہ کی گردنِ ہمت پر غالب ہے اور ان کا حکم ہر امر میں اور ہر وقت میں نافذ ہے۔ چاہیں تو بادشاہ کو گدا کر دیں اور چاہیں تو گدا کو بادشاہ بنادیں اور "طبول" سے اصحابِ ذکر مرید اور عالی فکر صاحبانِ کمال بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہمارے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) کامل مرید زمین و آسمان میں ہماری مدحت طرازی میں مشغول رہتے ہیں۔ آسمان میں فرشتے، ستارے اور ارواحِ اولیا اور زمین میں انسان، پریاں اور دیگر موجودات ہماری (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی) ثنا گستری میں مصروف ہیں۔ ملاءِ اعلیٰ میں ہمارا نام بازِ اشہب و طراز مذہبؒ معروف ہے اور اہلِ زمین سید عبدالقادرؒ اور سید محی الدینؒ کے نام سے پکارتے ہیں۔

گویند مردم ہر طرف یا محیِ دیں یا محیِ دیں
نوری دمید از دیں چنیں سبحانَ ربِّ العالمیں

۴۲

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَ وَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

○

ملکِ حق ملکم، تہِ فرمانِ من
وقتِ من شد صاف پیش از جانِ من

ہیں خدا کے ملک، میری مِلک، میرے امر میں
میرے دل سے قبل میرے وقت نے پائی صفا

تزئیل:

بارکَ اللہ وسعتِ سلطانِ تو
شرق تاغرب آنِ تو' قربانِ تو
تیرہ وقتے، خیرہ بختے، سینہ ریش
بردر آمد، دہ زکوٰۃ وقتِ خویش

یا سیّدی غوث اعظم!

اللہ تعالیٰ آپ کو اور برکتوں سے نوازے آپ کی سلطنت کمال وسعت رکھتی ہے مشرق سے مغرب تک آپ کی ملکیت میں ہے اور سب آپ پر فدا و نثار۔

سیّدی! ایک تیرہ روزگار بدقسمت اور دلفگار، آپ کے درِ دولت پر حاضر ہے اس بدنصیب کو بھی اپنے تصرفات میں سے اپنے وقت و حال کی زکوٰۃ عطا

فرمائے۔

تشریح وتجزیہ:۔

ہست ملک من بلادِ کردگار
زیرِ حکم من بود لیل و نہار
پیش زاں ساعت کہ حق قلبِ مرا
آفرید ، داشت وقتِ من صفا

'ملک خدا دے ملک نیں میرے، حکم اے میرا چلدا
رب نے میرے دل تھیں پہلاں وقت مرا چمکایا

"بلاد"۔ بلاد سے یہی بلادِ صوری بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی تمام شہر میرے (آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) حکم میں ہیں چاہوں تو انھیں غرق کردوں اور چاہوں تو سلامت رکھوں۔ اس وقت آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت وقدرتِ قاہرہ اور رحمتِ عامہ کی جانب اشارہ ہوگا۔ اور قلوب اور ارواح کے شہر بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ دلوں کا جذب اور روحوں کی تنویر، سب ہمارے تصرف میں ہے۔

"بلاد اللہ" میں بلاد کی اضافت "اللہ کی جانب" میں چند امور کی جانب اشارہ ہے۔

ہر ملک اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے

لمن الملک الیوم
للہ الواحد القہار

پس میرا ہر حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے اعتبار سے ہے۔
آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبِ ربانی ہیں۔ اور ''محب کا ملک'' محبوب کا ملک ہوتا ہے۔
رمز دیگر خاص طالبان و محبانِ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے۔
ملکِ خدا کہ انوار و اسرار کا عالم ہے میرے تصرف میں ہے اور میرا وقت بھی اسی روزِ اول سے صاف ہے۔۔۔ آؤ، آؤ اور جو بھی دلی مراد ہے طلب کرو اور پاؤ۔
اور یہ رمز بھی ہے کہ ہم تک رسائی شہرستانِ وصولِ الٰہی تک رسائی ہے۔ اس لیے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے وصول کے بھی شہر ہمیشہ ہماری تعمیر میں ہیں۔
''ملکی'' میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام صوری و معنوی جہان، آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت و تصرف میں دیئے ہیں اس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''سلطان عبدالقادر'' ظاہر ہے۔
''تحت'' میں آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالِ تصرف کی رمز کھلتی ہے جیسا کہ ارشادِ عالی ہے
کہ میں ''نافذ الحکم'' ہوں اور میری ذات ''متصرف فی الوجود'' ہے۔ ایک اور رمز لفظ 'تحت' کے معنی 'پائیں' سے ظاہر ہے جو قلوبِ صافی و شافی پر واضح ہے۔

۲۳

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادَ اللّٰہِ جَمْعاً
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

O

در نگاہم جملہ ملکِ ذوالجلال
دانہ خردل ساں بحکمِ اتّصال

اک نظر میں دیکھتا ہوں جملہ بلدانِ خدا
جس طرح خردل کا دانہ ہو ہتھیلی پہ پڑا

تذئیل:

وہ کہ تو می بینی و ما در گناہ
آہ آہ از کوری ما آہ آہ
چشم دہ تا زیں بلاہا وا رہیم
روئے تو بینیم و برپا جاں دہیم

یا سیّدی غوثِ اعظم!

آپ دیکھ رہے ہیں اور افسوس کہ ہم پھر بھی گناہوں میں مبتلا ہیں۔ ہائے ہماری آنکھوں کا اندھاپن، آہ آہ۔

سیدی! چشمِ بصیرت عطا فرمایئے کہ ہم اس مصیبت سے رہائی پا سکیں۔

آپ کا جمالِ جہاں آرا دیکھ سکیں اور آپکی نعلینِ مبارک کی خاکِ پاک پر جان نثار کر سکیں۔

تشریح وتجزیہ:۔

من نظر کردم بسوئی شہر ہا
بڑ ہا و بحر ہا و نہر ہا
یافتم جملہ بحکم اتصال
کمتر از یک خردلہ بے قیل و قال

رب دے سارے شہراں دے ول جد میں جھاتی پائی
اک رائی دے دانے اندر دنیا نظری آئی

اس فرمان میں اور پیشتر کے فرمان میں مریدوں کے لیے تسلی ہے کہ ہم سے ارادت رکھنے والو! ہماری دوری سے غمگین نہ ہونا کہ قرب و بعد ہمارے نزدیک ایک سے ہیں تم جہاں بھی ہوگے ہمارے انوار تم پر فروزاں ہوں گے۔

"بلاد اللہ" مراد ظاہری شہر اور دہات یا اسرار و انوار کے شہر۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ پر جن انوار و سرار کو مکشوف فرما دیا ہے۔ یہ سب میرے نزدیک سرسوں کے دانے کی طرح ہیں۔ ہاں میں وہ سمندر ہوں جس کا کوئی ساحل نہیں۔ اس معنی کی شہادت العلم نقطہ سے ظاہر ہے۔

خردل. میں یہ رمز ہے کہ بھی مقداریں اولیاء اللہ کی نظر میں حقیر ہیں۔ اس لیے کہ

ان کی آنکھیں نورِ اقدس سے روشن ہوتی ہیں اور نورِ حقیقی تمام اشیا سے فزوں تر ہے۔ پس جو کچھ اس عالم میں ہے، وہ نور ان سب اشیا کو محیط ہے۔ اس وقت بڑی مقدار بھی چھوٹی نظر آتی ہے۔ اور امکان ہے کہ یہ صغرِ اشیاء قدرتِ قاہرہ کے شکوہ و سطوت کی بدولت ہو۔ چنانچہ بوقتِ ظہور، جملہ ذرات ایک چھوٹے سے ذرہ کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ تمام اشیاء اولیاءاللہ کی نظر میں کنارہ پر دکھائی دیتی ہیں۔ ہمتِ عالی کے پیش نظر تو بڑی بڑی چیزیں بھی چھوٹی نظر آتی ہیں۔ یہ بندہ خاکی تو پہاڑوں کو سر کر لیتا ہے۔

۲۴

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّىْ
عَلٰى قَدَمِ النَّبِىِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر ولی را یک قدم داوند و ما
بر قدمہائے نبی بدرِ اُعلیٰ

ہر ولی کے واسطے یاں اک قدم مخصوص ہے
اور میں قائم مقامِ مصطفیٰ بدر العلا

تزئیل:

گام جانہا، تو بگام مصطفٰی
حیف بر خطوات دیو آئیم ما
گام برگام سگے، مارا مبیں
دست دہ، برکش سوئے راہ مبیں

یا سیّدی غوث اعظم!

مقصود و مطلوبِ ارواح! آپ، حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم انور پر ہیں۔ حیف اگر ہم کسی شیطان کے قدموں پر چلیں۔ آقا! ہمیں تنہا نہ چھوڑیے کہ ہم کسی سگِ ملعون کے قدم پر قدم رکھنے لگیں۔ دستگیری فرما کر ہمیں صراطِ مستقیم اور راہ مبیں پر ڈال دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:

ہر ولی را بر قدم شد رہ، مرا
شد بر اقدامِ جناب مصطفٰی
وانکہ او شہ ہست بر تختِ جمال
آنکہ او بدر است، بدر لایزال

اللہ نے سب ولیاں لئی مخصوص قدم نیں رکھے
میری خاطر خاص کمال رسول اللہ دے رکھے

ہر ولی کے مقام کا وسیلہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی ذات ہوتی ہے اس

لیے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب کے اسرار سے حقیقی شناسا انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں اور انبیاء میں سے بھی کوئی نبی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی تجلی کے بغیر قرب کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ذاتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس کا وہ نور ہے کہ ہر پیمانہ میں اس کے اسرار سے شراب انڈیلی گئی ہے۔ اس سے ظاہر و معلوم کہ روحِ محمدی، ابوالارواح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ خاص، سب مراتب سے بالا و بالاتر ہے۔ وراء الورا ہے کہ اس سے بالاتر رتبہ الوہیت ہے۔ اس اعتبار سے وہ ذات عالی درجات علیہ التسلیم والتحیات، افضل الانبیا ہے۔ اس وقت متبادر ہوتا ہے کہ رتبہ ولایت، رتبہ نبوت سے کم تر ہے۔

اس لیے کہ نبوت اصل ہے اور ولایت اس کا ظل۔ اور اسی سے الاولیاء تحت لواء الانبیا، متحقق ہوتا ہے۔ پس ہر ولی کا رتبہ، انبیا سے مکسوب ہے اور دیگر انبیا کا رتبہ، مرتبہ نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم تر۔ لامحالہ ان کی نبوت کا ظل بھی، ظلِ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فروتر ہوگا۔

نبوت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کا ظل دو حصوں میں منقسم ہوا۔

ایک، صحبتِ محمدیہ کہ صحابہ کرام میں تھی۔ دوسرا، ولایتِ محمدیہ

اول، ثانی سے بالاتر ہے لہٰذا اصحابِ رسول، اولیائے امت سے افضل ہیں۔

پس آنجناب معلی القاب فرماتے ہیں کہ ہر ولی دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے مراتب اظلال میں سے ایک مرتبۂ ظل تک رسائی پاتا ہے۔ اور میں اظلال نبوت محمدیہ کے ظلِ خاص سے شرف یاب ہوں اور میرا مرتبہ اصحاب کرام کے بعد ہے اور اس پر قرائنِ عقلیہ و نقلیہ شاہد ہیں۔

اہلِ طریقت نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے شیخ عبدالقادر کی مانند نہ پیدا

کیا ہے اور نہ پیدا کریگا۔ بجز اصحاب رسول کے اور حکما وہ بھی صحبتِ رسول سے مشرف ہیں۔

کمال۔ بدر الکمال، میں کمال سے ذات خداوندی مراد لیں تو بھی بجا کہ ہر کمال کا سرچشمہ، ذاتِ بحت، ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ، بدر، آفتاب کے نورو کمال کا مظہر ہے۔ اور اگر کمال سے مراد وصول ہے تو یہ رمز منکشف ہوگی کہ وہ تاریک دلوں کو روشنی بخشتا ہے اور مراد تک پہنچاتا ہے۔ اور جو استعداد سے دور ہیں انھیں اس کی استعداد بخشتا ہے۔

۲۵

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

○

درس کردم علم تا قطبے شدم
کرد مولائے موالی اسعدم

علم حاصل کرتے کرتے قطب کا درجہ ملا
میرے مولا کا کرم اس نے مجھے اسعد کیا

تزئیل:

اے سعید بوسعید سعدِ دیں
سعدِ چرخت بندہ، اے سعدِ زمیں
نے ہمیں سعدی کہ شاہا سعد کُن
سعد کُن ناسعید ما را سعد کُن

یا سیّدی غوث اعظم!

سعدِ دینِ مصطفوی! حضرت ابو سعید مبارک مخزّمی قدس سرہٗ کے سعید وخوش نصیب! روئے زمیں پر سعادتوں کا نزول آپ کے باعث ہے۔ سعدِ چرخ، مشتری آسمان عطارد، آپ کا غلام وخادم ہے۔ آقا! آپ کی ذات ہی صرف سعد نہیں بلکہ سعد کُن ہے یعنی آپ تیرہ بختوں کو خوش نصیب بنانے والے ہیں۔ ہماری بدبختیوں کو بھی خوش بختیوں میں مبدل فرما دیجئے۔

تشریح وتجزیہ:

علم را من درس کردم آنچناں
تا کہ گشتم قطب اقطاب جہاں
اوست مولیٰ، نیست مولیٰ غیرِ او
تربیت را نیست اولیٰ غیرِ او

اتنا علم میں حاصل کیتا قطباں دا سر ہویا
رب کریم سعادت بخشی جو سب دا ہے مولا

یعنی علمِ ظاہر کے سیکھنے میں اس قدر محنت و مشقت سے کام لینا پڑتا ہے کہ اگر صاحب علم درسِ تعلیم میں خالصتاً اللہ کے لیے نیت کرے اور اسے وصولِ الٰہی کا وسیلہ بنائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے درجہء اقطاب پا کر مطالب و مراحب اعلیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ سبحان اللہ

اس فرمانِ عالی میں چند رموز متعالی ہیں۔

الف۔ شغلِ طریقت یا درسِ علم سے ہے۔ جو کوئی اس مجاہدہ میں نفسِ بدلگام کو ہلاک کر لیتا ہے، قطب ہو جاتا ہے۔

ب۔ پیر طریقت پر لازم ہے کہ وہ علوم کے آخری مدارج میں محافظ بنا رہے۔

ج۔ علم سے مراد علمِ باطن ہے اس معنی میں یہ رمز ہو گی کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی درجہ ہی میں ارشادِ باطن کا آغاز کر دیا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ راہ سفر میں رہزنوں نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور وہ آپ کے اولیں مریدوں میں شامل ہوئے۔

مولی الموالی سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے۔

کہ تحصیلِ علم دین کی برکات سے، بغیر کسی واسطہ و وصول کے حضور نبوی حاصل ہو گیا۔

اس فرمانِ ذی شان میں اس رمز کی جانب اشارہ ہے کہ

لَا مِنَّةَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ بعد اللہ و رسولہ

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا مجھ پر کوئی احسان نہیں

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ

وَجَدِّیْ رسول اللہ فی الاصل ربانی

اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہی حقیقت میں، میری تربیت و پرورش فرمائی۔

اور اسی قصیدۂ خمریہ میں فرماتے ہیں۔ وجدی صاحب العین الکمال۔ سبحانہ، و عزّبرھانہ۔ اللہ اللہ کیا کمالِ مجاہدۂ کبریٰ ہے کہ بے واسطہ، دیدارِ دلدار کے انتہائی مقصود تک پہنچاتا ہے۔ پس اے برادرِ طریقت، یہاں طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ (ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم فرض ہے) کے معنی صاف ہوتے ہیں۔

علم آں علمے ست از دیدارِ یار
حاصل آید اے برادر، یادِ دار
علم باید تا غبارِ دل رود
نورِ حق در جانِ شاگرداں رود
اوستادِ مصطفیٰ نورِ بقا ست
اول ایں تعلیم زیں جا، از خدا ست
تاتوانی علمِ ھو را یاد گیر
از طفیلِ شاہ محی الدین پیر

ترجمہ

اے بھائی، یاد رکھ علم صرف وہ علم ہے جو دیدار یار سے حاصل ہوتا ہے۔ علم وہ چاہیے کہ دل کے میل کچیل کو اڑا دے اور طلب کرنے والوں کی روحوں کو نورِ حق سے فروزاں کردے۔ اس سلسلہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاد خدائے

لایزال کا نور ہے۔ ابتدا یہ تعلیم خداوندِ قدوس کی جانب سے دی گئی۔ جہاں تک ممکن ہو علمِ الٰہی کا درس یاد کر اور یہ علم سیدنا شیخ سید عبد القادر محی الدین قدس سرہ العزیز کے واسطے سے بسعی بلیغ حاصل کر۔

۳۶

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

○

در تموز روزِ چشم روزہ دار
در شب تیرہ چو گوہر نور بار

گرمیوں میں روزہ دار ہوتے ہیں میرے عسکری
اور قیام اللیل میں روشن یہ گوہر بے بہا

تزئیل:

کار مردانست صیام است و قیام
کامِ ما در خورد بام و خوابِ شام
مرد کن یا خاکِ راحت کن شتاب
ایں بہائم راچناں گو مکن تواب"

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کے مرید، دن کو روزہ دار اور رات کو قیام کرنے والے ہیں۔ ہمارا کام صبح کھانا اور شام سونا ہے۔ **آقا!** ہمیں بھی انہی مردوں کا سا عزم وحوصلہ اور کردار عطا فرمایئے۔ یا اپنی راہ کی خاک بنا دیجئے، یا ان بہائم کو حکم فرمایئے کہ خاک ہو جائیں۔

تشریح وتجزیہ:۔

تابعانم در عبادت دائم اند
در ہوائے صیف دائم صائم اند
روئی شاں گر در لیالی دیدہ ای
بے سخن گویا لآلی دیدہ ای

میرے بندے تپدیاں گرمیاں دے وچ روزے رکھن
کالیاں راتاں دے وچ موتی وانگ اوہ لاٹاں مارن

یعنی دن کو بھوک اور پیاس اختیار کر کے مجاہدہ نفس میں نظر آتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں قیام کرتے ہیں، اور موتیوں کی طرح درخشاں ہوتے ہیں۔

رجال، مریدوں کو رجال کہنے میں یہ رمز ہے کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی مرید بہادر اور جرات مند ہیں۔

ھو اجر دوپہر کی گرمی کو کہتے ہیں۔ اگر اس سے ظاہری مطلب مراد لیا جائے تو سخت گرمی میں مجاہدہ وریاضت کا اشتغال، یعنی نفس کو ذلیل وخوار کرتے رہتے

ہیں۔ اس طرح کہ دن کو بھوک پیاس برداشت کر کے اپنے ہی خونِ جگر پر بسر کرتے اور رات آنکھوں میں کاٹ دیتے ہیں۔ بیدار رہ کر نفس کو مشقت میں ڈالے رکھتے ہیں اور شہبازِ لامکانی کے خانوادہ، شکاری کا یہی اندازِ تعلیم ہے۔ عبارت سے خاص معنی مراد لیے جائیں تو صوم یعنی روزہ اس جانب اشارہ ہے کہ یہ نفس پر دیگر تمام ریاضتوں سے زیادہ گراں ہے۔ نفسِ امارہ کی محبتوں کا قاطع، بھوک کی سختی سے [illegible] اور کوئی نہیں۔ ذکرِ صوم کے بعد بیداری شب کے ذکر میں یہ رمز ہے کہ آخر قیام لیل جہاد گرسنگی کے سبب سے ہی تکمیل پا سکتا ہے۔

۲۷

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ
وَ اَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ
○

از حسن نسلِ من و مخدع مقام
پائے من بر گردنِ جملہ کرام

میں حسن کی نسل سے ہوں، میرا مخدع ہے مقام
پاؤں اقطابِ جہاں کی گردنوں پہ ہے مرا

تزئیل:

سرورا ! ما ہم براہ افتادہ ایم
پائمالت را سرے بنہادہ ایم
گل براہا ! یک قدم گل کم بداں
حسبۃً للہ مرو دامن کشاں

یا سیّدی غوث اعظم!

ہم بھی آپ کی راہ میں گرے پڑے ہیں۔ اپنا سر آپ کی خاکِ راہ گزر پر رکھے ہوئے ہیں کہ کبھی آپ اسے پائے مبارک تلے روندتے ہوئے گزریں۔

سیّدی! آپ کی راہ میں ہر سمت پھول ہی پھول ہیں۔ اپنے قدموں تلے قدم بھر پھول کم جان لیں اور ان پھولوں کی جگہ اس غریب کو پائمالی کا سزاوار گردان لیں اور خدا کے لیے ہم سے دامن چھڑا کر نہ جائیے۔

تشریح وتجزیہ:-

گشت روشن از زخمِ جانِ حَسَنؑ
مخدعِ اسرار باشد جانِ من
بر سرِ من سایہء رحماں بود
پائے من بر گردنِ مرداں بود

میں ہاں حسنی نور مقام اسرار اے مخدع میرا
سب ولیاں دی گردن اوپر پَیر اے میرا دھریا

آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے۔

والد کی جانب سے۔ حضرت سیدنا سید عبدالقادر ابن سید ابوصالح موسیٰ ابن سید ابوعبداللہ ابن سید یحییٰ زاہد ابن سید محمد ابن سید داؤد ابن سید موسیٰ ثانی ابن سید موسیٰ الجون ابن سید عبداللہ المحض ابن امام حسن مثنٰی ابن امام المسلمین حسن مجتبیٰ ابن امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ زوج مقدس جناب سیدۃ النساء بنت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہم اجمعین۔

سلسلہء کرسی اجدادِ مادری:

حضرت سیدہ فاطمہ ام الخیر بنت سید عبداللہ صومعی ابن سید جمال الدین ابن سید محمد ابن سید محمود ابن سید طاہر ابن سید ابوعطا ابن سید عبداللہ ابن سید ابو لکمال ابن سید عیسیٰ ابن سید ابوالعطا ابن سید محمد ابن سید علی ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن سید الشہداء جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین۔

مخدع۔ خانۂ اسرارِ نہانی۔ اور یہ مقامِ خاص آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ صحابہ کرام کے علاوہ دیگر تمام اولیاء اللہ میں سے کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا یعنی تمام اولیاء اس مقام سے فروتر ہیں اگرچہ بھی نازِ محبوبی رکھتے ہیں۔ مگر آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہاں خانہ کے اسرار سے بیگانہ ہیں اور یہ معنی ہیں۔

''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل اولیاء الاولین و الآخرین'' کے

۲۸

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

○

مولدم جیلان و نام محی الدین
رایتم بر قلہائے کوہ ، بیں

ملکِ پیدائش مرا جیلاں ہے، محی الدین اسم
کوہساروں کے سروں پر ہے مرا پرچم کھلا

تزئیل:

اے ز آیاتِ خدا، رایاتِ تو
معجزاتِ مصطفیٰ، آیاتِ تو
جلوہ دِہ از رایتت ایں آیتت
چوں منی محشور زیرِ رایتت

یا سیّدی غوثِ اعظمؒ!

آپ کے لہراتے ہوئے پرچم، خدائے تعالیٰ کی آیات ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات، آپ کی کرامات ہیں آقا! اپنے پرچم سے اس آیت پر جلوہ فرمایئے کہ حشر کو مجھ جیسے آپ کے پرچم تلے محشور ہوں۔

تشریح وتجزیہ:۔

ہستم از جیلاں کنم احیاء دیں
زانکہ محی الدیں لقب دارم یقیں
نیزہ ہائے من رسیدہ بر جبال
روبروئے ما کسی را نے مجال

میں جیلانی ، نام محی الدین اے صفتاں والا
ہر پہاڑی چوٹی اُتے جھنڈا میرا جُھلدا

وطن اور اسمِ گرامی لکھنے میں یہ رمز ہے کہ ہر طالب اپنے پیر کا نام و مقام جانے اور اس سے مکمل تعارف حاصل کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگانِ دین اپنے پیر کا شجرہ اپنے پاس رکھتے ہیں اور ظاہری و باطنی حوادث کے لیے اسے سپر سمجھتے ہیں۔
برادرِ طریقت! اگر تو لفظ واسم "محی الدین" میں غور کرے گا تو "محی" و "دیں" میں پوشیدہ امکانات کو دریافت کرے گا۔ "محی" اسمائے الٰہیہ میں سے ایک اسم ہے۔

ذرہ ذرہ مہروماہ استار ہا
زندہ گشت از نورِ فیضانِ خدا

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف کے مطابق مرتبۂ احدیت سے درجۂ وحدت ظاہر ہوا اور پرتوِ مہرِ حقیقی برزخِ جمالِ محمدی میں کھلا۔ انا من نور اللہ والخلق من نوری، کے معانی اس مقام پر تیرے دل پر ظاہر ہوں گے۔

زندہ شد ہر ذرہ از نورِ خدا
زانکہ جز وی نیست چیزے را بقا

اس وقت تو سمجھے گا کہ یہ ساری کائنات اور کن فکاں کا یہ سارا عمل، ذاتِ محمدی علیہ التحیہ والثنا کی تخلیق کے لیے ہے۔ دوستاں کامیابی پر اور دشمناں بربادی میں۔ اس **جشنِ** پرمسرت کے کمالات کا اظہار کر رہے ہیں اس لیے کہ اشیاء اپنی اضداد سے متشخص ہوتی ہیں۔

بولہب را زندہ کردہ بہر آں
تا نماید در محمد رازِ جاں

بولہب کو اس لیے زندہ کیا گیا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روح کے اسرار کو پا سکے۔ جب تجھے علم ہو گیا کہ اسم 'محی' میں کیا کیا راز پنہاں ہیں اور اس برزخ میں جمالِ محمدی کی تابانی ظاہر ہے۔ لہذا اسرار کا مشاہدہ کرنے والوں کے لیے لفظ 'محی' کا اول (م ح) سے اسم محمد اور آخر لفظ (ح ی) سے اللہ تعالیٰ کا اسم" حیّ" پیدا ہے۔

سبحان اللہ کیا اعجاز ہے۔

از کمالِ ذاتِ نورِ مصطفیٰ
عارفاں دارند دایم ارتقا
محیِ دیں آں ذات را مرآت شد
غیر منفی گشت و خود اثبات شد

تائب از مرآت ذات آں غیب
خود بہ بیند در بصارت او معیب

جبال۔ اگر "جبال" سے معنی ظاہر لیے جائیں یعنی پہاڑ، تو "اعلام" سے مراد "نیزے" ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ ہمارا حکم بہر صورت نافذ ہے اور کسی کو انکار کی مجال نہیں ورنہ ہم ان اشرار کو زمانے ہی سے اٹھا دیں گے۔ "جبال" سے اگر "سخت دل" اور "اعلام" سے سلسلہ ہدایات، مراد لیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ ہدایات کے اعلام نے سخت دلوں پر نور کا جلوہ فرمایا ہے۔ اس میں شہرت سے بھی کنایہ ہو سکتا ہے یعنی آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت زیادہ سے زیادہ حدود تک پہنچتی ہے۔ "اعلام" سے مراد "مریدانِ کامل" بھی ہو سکتے ہیں کہ آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدان کامل نے سیاہ باطنوں کے دلوں میں غنچہء ہدایت کھلایا ہے۔ "جبال" سے اولیاء کاملین بھی مراد ہو سکتے ہے کہ "جبال" "زمین کے اوتاد" ہیں۔ اور اولیاء کاملین دین و دنیا کے اوتاد ہیں اور اس وقت ہی "قدمی علی رقبة کل اولیا اللہ اولالین والآخرین" کی رمز کھلتی ہے۔

اے برادر نیز ہائے مئی دیں
از سماہا در گزشتہ بالیقیں

لامکاں چوں در مکاں گنجد بہ بیں
لامکانی داں نشانِ محی دیں

۲۹

وَ عَبْدُالْقَادِرُ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْكَمَالِ

٥

نام مشہور است، عبدالقادرم
عینِ ہر فضل، آنِ جدِّ اکبرم

"عَبْدُ الْقَادِرْ" ہے میرا نام، مشہور جہاں
میری ہر قدرت کا سرچشمہ، کمال مصطفیٰ

تزئیل:

آنِ جدت چوں نباشد آنِ تو
وارثی، اے جانِ من قربانِ تو
بر رضائے ناقصت افشاں نوال
یک چشیدن آبے از بحرالکمال

یا سیّدی غوث اعظم!

جو کچھ آپ کے نانا بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاگیر ہے وہ آپ کی ملکیت کیوں نہ ہو۔ آپ اپنے جدِ محترم کے وارث ہیں۔ میری جان آپ پر نثار۔ اپنے **رضا** کو بھی اپنی عنایات جودوکرم سے نوازیے کہ وہ خود میں بہت سی کمیاں محسوس کرتا ہے۔ **سیّدی** ! خدا آپ کے بحرِ کمال کو ہمیشہ جوش زن رکھے۔ **رضا** کو بھی آپ کے بحرِ کمال سے چکھنے کو آب مل جائے۔

تشریح وتجزیہ:

نام من مشہور عبدالقادر است
از ازل گشتم ز جامِ عشق مست
ہست بر من لطفِ ربِ لایزال
ہست جدّم صاحبِ عین الکمال

عبدالقادر اسم اے میرا جانے سب زمانا
میرے سب کمالاں دا سرچشمہ میرے نانا

اس اسم مبارک کے ذکر میں یہ رمز ہے کہ ''عبد' قادر'' کی قدرت کے کمالِ ظہور سے خاص مرتبہ پر فائز ہو چکا ہے اور اب مولیٰ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ ہی اس میں امورِ عظیمہ سرانجام دے رہی ہے۔ اسی سے **عبدالقادر** کے معنی وامکانات روشن ہو رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری قدس سرہ نے پیش ازیں ہر شعر کے ترجمہ میں دو شعروں کی ترکیل تحریر فرمائی ہے۔ اس ترکیل میں ایک خاص خطابیہ انداز کارفرما ہے آخری شعر کی ترکیل میں پانچ اشعار مزید رقم فرمائے ہیں اسطرح وظیفۂ قادریہ ایک خوبصورت دعائیہ پر اختتام پذیر ہوا ہے۔

خفتہ دل تا چند تنگِ دیستن
بر رخش از بحرِ فضل آبے بزن

تشنہ کاے پا بداے کردہ غش
بحر سائل را بگو خود رو برش
رو برش او را برش بیدار ساز
ہوش بخش و نوش بخش و جاں نواز
جاں نوازا، جاں فداے نام تو
کام جاں دہ، اے جہاں در کام تو
ایں دعا از بندہ، آمیں از ملک
پوزش از بغداد، اجابت از فلک

یا سیّدی غوث اعظم!

یہ خستہ دل کب تک زندگی کے لیے باعثِ عار بنا رہے گا۔ بحرِ فضل و کمال سے پانی لے کر اس کے چہرے پر چھینٹے دیجئے۔ حال یہ ہے کہ حلق سوکھا ہوا، پاؤں دام میں الجھے ہوئے اور پیاس کی شدت سے غش طاری ہے۔

آقا دریائے رواں سے فرمائیے کہ وہ خود ہی اس کے پہلو تک پہنچے، قریب ہو کر اس پر پانی چھڑکے اور اس کو بیدار کرے اسے ہوش میں لا کر ایک جاں پرور گھونٹ سے نواز دے۔

یا سیّدی غوث اعظم!

آپ کس قدر جاں پرور ہیں آپ کے نام پر میری جان فدا۔ میرے جان و دل کے مقصود و مطلوب! سارا جہان آپ کی آرزو رکھتا ہے۔ میری دلی آرزو بھی پوری فرمائیے۔ یہ آپ کے غلام کی فریاد ہے، دعا ہے۔ فرشتے "آمین" کہہ رہے ہیں۔ پذیرائی بغداد شریف سے اور قبولیت آسمانِ بالا سے ہے۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی قدس سرہ

مغلیہ خاندان کے حکمرانوں میں شاہجہان کو تعمیرات سے خصوصی شغف تھا۔
اُس کے عہد کی عمارات آج بھی اُس کی نفاست طبع کی آئینہ دار ہیں۔ اس کی پیروی
میں شاہجہانی وزرا نے بھی کئی شہروں اور عمارات کی بنیادیں رکھیں۔ آج عمارات اور
شہر تو موجود ہیں مگر اُن کے بانیوں کے بارے میں تاریخ خاموش ہے۔ وزیر آباد، شیر
شاہ سوری کی تعمیر کردہ شاہراہ (آج کی جی ٹی روڈ) پر دریائے چناب کے کنارے
واقع ہے۔ مسجد وزیر خاں کے بانی حکیم علیم الدین خاں جو اپنے عہد کے نامور معالج
اور حاذق طبیب تھے۔ حرم شاہی کے طبیبِ خصوصی تھے۔ وزیر تھے اور وزیر آباد کا وسیع
وعریض شہر اسی شخصیت کے دستِ فیاض کا بنا کردہ ہے۔ جسے ۱۰۴۵ھ میں بسایا گیا۔
وزیر آباد میں بہت سی علمی شخصیات نے جنم لیا۔ اور اپنے علم و فضل کے انوار
سے اسے بقعۂ نور بنا کر خود نور ازل کی وسعتوں میں کھو گئیں۔ ان علمی افراد میں
حافظ محمد عابد وزیر آبادی کا اسم گرامی بھی افقِ شہرت پر نمایاں ہے۔
حافظ محمد عابد وزیر آبادی نے اپنا سلسلۂ نسب "شرحِ قصیدہ غوثیہ حل
المشکلات" میں یوں لکھا ہے۔

"حافظ محمد عابد بن حضرت غلام رسول بن حضرت الٰہ بخش وزیر آبادی"۔[۱]
حضرت الٰہ بخش اور حضرت غلام رسول عالمِ باعمل تھے۔ خود اوراد و وظائف پر عامل
تھے۔ اور دیگر افراد کو اپنے وظائف کی اجازات دے رکھی تھی۔ غلام رسول شاعر تھے۔
حافظ محمد عابد وزیر آبادی اپنے عہد کے جید عالم، شاعر اور قادری سلسلہ میں حجرہ شاہ مقیم
کے سجادہ نشین سے بیعت تھے معاصر علما میں بڑی شان اور وقار تھا۔ فتاوی پر دیگر

علما کے ساتھ ان کا نام، دستخط اور مہر کی بڑی اہمیت تھی۔ ہم عصر علما میں درجِ ذیل علما کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

''۱۔ مفتی محمد مکرم ۲۔ محمد باقر لاہوری ۳۔ غلام علی ایمن آبادی ۴۔ عزیز اللہ سیالکوٹی ۵۔ حافظ عبدالنبی ۶۔ مولوی غلام رسول وزیر آبادی ۷۔ میاں حبیب اللہ ساکن چوہدووال گجرات ۸۔ محمد فاضل گجراتی ۹۔ صالح محمد بن شیخ الاسلام غلام نبی

۱۰۔ قاضی محمد شفیع ۱۱۔ حافظ خان محمد قلعہ داری

۱۲۔ حافظ برخوردار مشہور پنجابی شاعر''۔[۴]

اور بھی بہت سے علما ہیں مگر ان کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی کی تصانیف، جو مسودات کی صورت میں ہیں۔ بجز قریشی احمد حسین قلعہ داری اور کوئی آشنا نہیں۔ اس لئے کہ وہ مسودات کتب خانۂ قریشیہ کی زینت بن کر رہ گئے ہیں۔ اور موجودہ صدی انجام پذیر ہو رہی ہے۔ اور اُن مسودات کا طباعت سے ہم کنار ہونا دکھائی نہیں دیتا۔ مولانا حافظ محمد عابد وزیر آبادی نے ''حل المشکلات'' کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ انھوں نے منطق کی مشہور متداول کتاب ''ایساغوجی'' کی شرح بڑی محنت سے لکھی۔ پھر اوراد و وظائف کی کتاب تصنیف کی اور بعد میں شرح قصیدہ غوثیہ کی جانب توجہ مبذول ہوئی۔

حافظ محمد عابد وزیر آبادی ایک عالم اجل، پیر طریقت، زاہد مرتاض، واعظ شیریں بیان، ماہر علم کلام، مناظر اور خطاط بھی تھے۔ اُن کی تصانیف میں درج ذیل کتب شامل ہیں۔

۱۔ رسالہ عقیقہ

انواع عبداللہ لاہوری، اور حافظ برخوردار کی تقلید میں پنجابی نظم

میں ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ جس میں وتیرہ کے متعلق محمد عابد وزیر آبادی نے فقہ و حدیث کی معتمد کتابوں کے حوالے سے مسائل بیان کیے ہیں۔ اس رسالہ میں صحیح بخاری ،تحفۃ الحسینی ، خلاصتہ الفقہا، ارشاد المتعلمین ،مصباح الفرائض ، جامع المتفرقات، خزانہ مرأت الصفا، احیاء العلوم، مفاتیح الجنان ، شرح ملا علی قاری، کنز العباد، فوائد فیروز شاھی، نافع المسلمین ، شرح حصنِ حصین اور حجۃ الاسلام کے حوالے درج ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے محمد عابد وزیر آبادی کی علمی عظمت نمایاں ہے۔۔۳

۲۔ فرائض محمد عابد

''کتابوں میں اس کے حوالے ضرور درج ہیں۔ اس کا نام ونشاں تک بھی دستیاب نہیں''۔۔۴

۳۔ مرغوب القلوب

''۔۔۔میں حرمتِ تمباکو کے متعلق بحث کی ہے اور تمباکو نوشی کی اباحت ظاہر کی ہے۔ اس رسالہ کا ابتدائیہ تو فارسی میں ہے۔ لیکن رسالے کا متن عربی میں ہے''۔۔۵

٤۔ نجات المساکین

''۔ یہ رسالہ چودھری ہدایت اللہ ساکن منصور والی کے ایما پر تصنیف کیا۔ اس مختصر رسالہ میں کلمہ شریف کے ورد کے آداب وطریق تحریر کیے ہیں''۔۔٦

۵۔ فتاویٰ محمد عابد

قریشی صاحب لکھتے ہیں

''محمد عابد وزیر آبادی کا اصلی موضوع فقہ حنفیہ تھا اور اس سلسلہ
میں وہ علماء عصر میں کمال درجہ کا تفوق رکھتے تھے۔ انھوں نے عربی اور فارسی کے بے
شمار مسائل حل کر کے ایک فتاویٰ بھی ترتیب دے رکھا تھا۔ جو دستبرد زمانہ سے محفوظ
نہ رہا''۔۔۔ ۷

۶۔ ترجمہ قصیدہ غوثیہ

''قصیدہ غوثیہ کا تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ جس پر ملا فضل ا
سیالکوٹی نے اپنے قلم سے حواشی درج کئے ہیں''۔۔۔ ۸

۷۔ حل المشکلات

''قصیدہ غوثیہ کی مبسوط شرح ہے۔ ابتدائیہ فارسی میں اور متن
عربی میں ابتدا میں شرح کو بطور حواشی درج کیا بعد میں اس کو کتاب کی شکل دے کر
کیا''۔۔۹

۱،۲۔ وزیر آباد کا ایک علم پرور خاندان۔ص قریشی، احمد حسین قلعداری، ڈاکٹر

۳۔ ایضاً ــــــ ۹۔ ایضا

شارحِ قصیدہ غوثیہ مصنف رموزِ خمریہ

حضرت الشیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہٗ

حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز ایک بہت بڑی علمی ادبی لسانی اور روحانی تحریک کے بانی مبانی تھے۔ حضرتِ اعلیٰ سید محمد فاضل الدین بٹالوی قدس سرہ کے مرشد .... مگر .... جس قدر عظیم شخصیت، اُسی قدر حالات اور سوانح کمیاب بلکہ نہ ہونے کے برابر۔

علمی ادبی تواریخ اور انسائیکلو پیڈیا ''شیخ محمد افضل'' لکھتے ہیں۔ یہیں تک محدود نہیں کوئی انھیں 'لاہوری' لکھتا ہے۔ اور کوئی کلانور سے باہر جانا ہی مشکوک کرتا ہے۔ یہی حال اُن کی بیعت اور پیر و مرشد کے اسمِ گرامی سے متعلق ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا احمد خاں بریلوی قدس سرہ نے 'الــزمــزمة القمریة' میں اُن کی شرح کا حوالہ دیتے وقت اُن کا نام شیخ محمد فاضل کلانوری مرقوم فرمایا ہے۔ اور جب فقیر کو اُن کے حالات کی تلاش ہوئی تو کسی کتاب میں صراحتاً نہ ملا، حالانکہ اُن کی شرح ''رموزِ خمریہ'' کے سرورق پر بھی یہی نام مندرج تھا۔

بہر کیف اردو جامع انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔

''قادری سلسلے کے مشہور بزرگ اور شاعر (پ کلانور ۔۔ گورداسپور) ۔۔۔۔ اوائلِ عمری میں لاہور آ کر حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہ العزیز سے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور پیر و مرشد کے حکم سے واپس کلانور جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے'' (وفات ......۱۷۱۰ء) ۔۔۔۔۔۔ ا

میاں محمد دین کلیم لکھتے ہیں۔

''حضرت خواجہ محمد افضل قادری کلانوری تمام عمر کلانور ہی میں تشریف فرما رہے۔ اور گردونواح کے دیہات میں اشاعت اسلام کے لئے کام کرتے رہے''۔۔۔(۲)

حافظ محمود شیرانی رقم طراز ہیں۔

''............شیخ ابوالفرح محمد فاضل بٹالوی نے خاص شہرت حاصل کی۔ آپ شیخ محمد افضل لاہوری کے مرید ہیں''۔۔۔(۳)

''......خزینۃ الاصفیا جلد اول میں لکھا ہے۔ کہ خواجہ محمد افضل پیر روشن ضمیر شیخ محمد فاضل، کلانور میں رہائش پذیر تھے اور تمام عمر کلانور میں گزاری اور وہیں اُن کا مزار ہے''۔۔۔(۴)

''ایک روایت ہے کہ آپ حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں۔ یعنی روحانی اور نسبی دونوں اعتبار سے، اور اپنے والد ماجد حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ انہی سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ اور سلوک کی تمام منازل طے فرمائیں۔ 1050ھ میں اپنے والد کے وصال کے بعد قصبہ کلانور ضلع گورداسپور تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی''۔۔۔(۵)

''شرائفِ غوثیہ از سید نا محمد شاہ رضوان اللہ علیہ چہارم سجادہ نشین دربار قادریہ فاضلیہ بٹالہ شریف صفحہ نمبر ۳۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا اصل وطن لاہور شہر ہے۔ اس کے بعد آپ کلانور تشریف لے گئے۔ اور قصبہ کلانور میں سکونت اختیار

کرلی" ــــــ(۶)

"آپ حافظِ کلام الٰہی و اسوۂ تجلیاتِ نامتناہی و عارفِ کامل اور خلفِ رشید آپ شیخ ابو محمد (قادری) تھے۔ اور آپ کے فیض و برکات کے وارث تھے" ــــــ(۷)

شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ کے والد گرامی "حضرت ابو محمد قادری، رئیسِ میانی حافظ جان محمد کے صاحبزادے تھے۔ اپنے والد کے وصال کے بعد رئیس میانی قرار پائے" ــــــ (۸)

حضرت طاہر بندگی قادری قدس سرہ سے مشرف بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ــــــ شیخ محمد طاہر کے خلفاء میں حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ معروف ہیں...... "حضرت شیخ محمد افضل کلانوری قدس سرہ نے لاہور تشریف لاکر آپ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور پھر پیرو مرشد کے حکم پر واپس کلانور جا کر اشاعت و تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے" ــــــ(۹)

ان تمام حوالوں سے شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ کے حالات و واقعات کے بارے میں مورخین کے ہاں جو اختلاف و تضاد ہے وہ ابھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ محترم اسرار الحسنین قادری فاضلی نے بھی ان تناقضات کو دور کرنے کی جانب اپنی توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ وہ محرم رازِ درونِ خانہ تھے اور تمام ماخذ تک رسائی بھی رکھتے تھے۔ کتاب میں مناسب پیروف ریڈنگ نہ ہونے کے باعث سنین میں سخت الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو تکرارِ روایات بھی کھٹکتی ہے۔

۔۔۔ بہر حال ۔۔۔۔۔۔ حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری اور شیخ محمد افضل لاہوری ایک ہی شخصیت ہیں ۔لیکن مورخین کی بے اعتنائی سے دو شخصیات بنتی نظر آتی ہیں۔

حضرت شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ العزیز علوم شریعت وطریقت پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ ''رموزِ خمریہ'' میں جہاں اسرار و رموزِ معرفت اور حقائقِ شریعت کو بیان کیا ہے۔ علمی، ادبی اور لسانی گفتگو کرتے وقت صرفی اور نحوی، منطقی علوم سے بھی استفادہ کیا ہے۔قرآن وحدیث کے غوامض کو پیش نظر رکھا ہے۔ اور اصطلاحات کی تشریح اس انداز میں کی ہے۔ کہ ان اسرار کی تفہیم آسان تر ہو جاتی ہے۔اور مقاماتِ غوثیہ کے عروج واقبال کا کچھ احساس، قلب وشعور کو ہونے لگتا ہے۔

جو لوگ بعض بزرگانِ دین کے نام سے منسوب کر کے یہ اڑاتے پھرتے ہیں کہ یہ قصیدہ حالتِ سکر میں کہا گیا ہے' انھیں اس شرح کا دیدۂ بینا سے جائزہ لینا چاہیے۔ حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے نہایت عمدہ اور برمحل تجزیہ سے اُن تمام مسائل واعتراضات کا جواب دیا ہے جو قصیدہ مبارکہ کی نسبت اور اس کے بعض الفاظ وتراکیب اور مصارع پر نافہم افراد کرتے رہے ہیں۔شرح کے ایک ایک لفظ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قصیدہ مبارکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم قدس سرہ، سید الانبیا نور ذاتِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب و وارث ہیں اور کوئی فرد ان کے مقام تک رسائی نہ پاسکا..... فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

بدل یا فرد، جو کامل ہے یا غوث
ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث

سخن ہیں اصفیا، تو مغزِ معنی
بدن ہیں اولیا، تو دل ہے یا غوث

اگر وہ جسمِ عرفاں ہیں تو، تو آنکھ
اگر وہ آنکھ ہیں، تو تل ہے یا غوث

الوہیت، نبوت کے سوا، تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث

نبی کے قدموں پر ہے جزِ نبوت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث

الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

ہزاروں تابعی سے تو فزوں، ہاں
وہ طبقہ جملاً فاضل ہے یا غوث

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی
ہر اک تری طرف آئل ہے یا غوث

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکم اولیا باطل ہے یا غوث (۱۰)

حضرت شیخ محمد فاضل کلانوری قدس سرہٗ خود بھی قادرالکلام شاعر تھے۔ اردو کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ اور ان کے مرید باصفا حضرت شیخ محمد فاضل الدین بٹالوی اور ان کے اخلاف قدس اسرارہم نے نظم ونثر کے ذریعے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ حضرت شیخ محمد افضل فاضل کلانوری قدس سرہ کی ایک نظم ملاحظہ ہو جو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور اظہارِ عقیدت ومحبت کے طور پر پیش کی ہے۔ حضرت شیخ سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عوام میں ''گیارھویں والے پیر'' کے نام سے مشہور ہیں۔ گیارھویں شریف کی مناسبت سے نظم کے اشعار بھی گیارہ ہیں۔

اے شاہِ شاہاں پیر من لیجئے خبر نامرد کی
کرنا توجہ از کرم پاؤں خلاصی درد کی
دن رین تجھ بن زار ہوں بیکس پریشاں خوار ہوں
قربان تیرے نام پر سنئی حقیقت فرد کی
پنچھی اکیلا میں پھنسا تھر تھر تڑپتا ہے جیا
اس ہاتھ بیری سخن کے دیکھی جو تیزی کرد کی
پھانسی پھنسا ہوں سخت تر اس وقت پر کرنا کرم
مشکل کشا ہو جلد تر پھانسی کٹو اس درد کی

وچ قہر دریا درد کے بیکل ہویا ہوں رین دن

یا غوثِ اعظم محی دیں زاری سنو اس مرد کی

چوپٹ پڑا ہوں گرد میں جگ سے پھٹا ہوں لاکلا

تجھ بن نہ کوئی پاس ہے تنگ سارے اس فرد کی

حریف وہ بدمست ہے چاہتا ہے بازی چھین لے

چو رنگ پڑا ہوں غم ستی کرنی مدد رنگ زرد کی

جتی گئی اوڑک ہوئی اب میں پڑا ہوں پاؤں پر

کر کر تصدق پاؤں کا بازی ہرو نامرد کی

تجھ بن نہ کوئی ہے مرا اے شاہ شاہاں دستگیر

کر کر نظر اک مہر کی فریاد سن دم سرد کی

محجوب ہو گوشہ پڑا تن پر نہ پردا چاک ہے

پردۂ ایماں بخشو مجھے حرمت نہیں بے پرد کی

تم شہ غریب نواز ہو ہر سرداں سر تاج ہو

جیتی سنو اے بادشاہ افضل مسافر مرد کی (۱)

۱۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

۲۔ لاہور کے اولیائے سہروردیہ، ص ۲۲۱ مکتبہ نبویہ لاہور، اشاعت دوم ۱۹۹۷ء

۳۔ پنجاب میں اردو، ص ۳۲۵ کتاب نما لاہور، مرتب وحید قریشی

طبع سوم ۱۹۶۴ء

۴۔ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ میں ص ۱۶۶ اسرار الحسنین فاضلی، تصوف فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۷ء خزینۃ الاصفیا جلد اول مطبوعہ مکتبہ نبویہ سال ۱۳۱۰ء کا کئی بار بغور مطالعہ کے باوجود حضرت شیخ محمد افضل کلانوری قدس سرہ کا ذکر نہیں ملا۔ بلکہ حضرت شیخ طاہر بندگی اور حضرت ابو محمد قادری قدس سرہ کا بھی ذکر نہیں ملا۔ ممکن ہے ان نسخوں میں اختلاف ہو لیکن اتنا زیادہ اختلاف بعید از قیاس ہے۔

۵ تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ ص ۱۶۶

۶ ایضاً ص ۱۶۶

۷ ایضاً ص ۱۶۹

۸ ایضاً ص ۱۶۲

۹۔ ایضاً ص ۱۶۳

۱۰۔ حدائق بخشش حصہ دوم

۱۱۔ پنجاب میں اردو ص ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا شیخنا الجیلانی

قصیدہ غوثیہ مبارکہ کے دستیاب نسخوں میں متنوع اختلافات نظر آتے ہیں۔ اشعار کی تعداد او الفاظ وتراکیب کے املا واعراب، ترتیبِ اشعار اور بعض بعض مقامات پر پورا پورا متن ہی تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ کسی قصیدہ میں اشعار زائد ہیں تو کسی میں کم۔ کسی قصیدہ کے آخر میں خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں التماس و استغاثہ پر مشتمل شعر مرقوم ملتا ہے۔ اختلافِ نسخ کا جائزہ لیتے وقت درج ذیل مطبوعہ وغیر مطبوعہ قصائد فقیر کے پیش نظر رہے۔

١۔ بهجة الاسرار و معدن الانوار وبهامشه كتاب فتوح الغيب	تالیف الشیخ نور الدین ابی الحسن بن یوسف الشطنوفی قدس سرہ مطبعہ شرکت احمد ن الصناعیہ بمصر ص ۲۳۲،۲۳۱،۲۳۰ حاشیہ
۲۔ حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی حسنی پریس بریلی (وہ نسخہ جو "سلام رضا تضمین و تفہیم اور تجزیہ" کے دوران میں مدار و محور رہا)
۳۔ الجواهر المضيه شرح قصيده غوثيه	مولانا ابوالبرکات عبدالمالک کھوڑوی نوری بک ڈپو لاہور بار دوم ۱۳۹۵ء

۴۔ العصیدة الیوسفیه	مولانا محمد اعظم نوشاہی قادری
لقاری القصیدة الغوثیه	ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ مرید کے
	بار دوم ۱۹۷۵ء
۵۔ شرح صغیر قصیدہ غوثیہ	عنصر صابری چشتی قادری
	شبیر برادرز اردو بازار لاہور
	بار اول ۱۹۸۷ء
۶۔ قومی ڈائجسٹ	مرتب/خصوصی مدیر۔۔ خالد ہمایوں
پیرانِ پیر نمبر	اشاعت دوم دسمبر ۱۹۹۴ء
۷۔ قصیدہ غوثیہ ۔	صاحبزادہ برکات احمد معینی چشتی قادری
مقبول دعائیں	گولڑہ شریف زارا کمپنی اردو بازار لاہور
۸۔ بشائر الخیرات فی الصلات	شیخ سید عبدالقادر الجیلانی
علی صاحب آلایات البینات	ادارہ معارف نعمانیہ شاد باغ لاہور
	پاکستان
۹۔ قصیدة الغوثیه	دربار عالیہ فقیر قادری خضری بستی شریف
	مخدومیہ کالا گجراں جہلم
۱۰۔ مخزن الاسرار	حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی
وسلطان الاوراد	دربار حضرت سلطان باہو قدس سرہ
۱۱۔ قصیدہ غوثیہ مترجم	شمس بریلوی
	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

۱۲۔ قصیدہ غوثیہ

مترجم و محشی محمد عابد وزیر آبادی۔ مخطوطہ

(فوٹوسٹیٹ کاپی) مخزونہ ڈاکٹر قاسم قادری

عہدِ موجود میں جس قدر بھی قصائدِ غوثیہ اشاعت سے آراستہ ہو کر قلب و روح کے لیے سامانِ عقیدت ومحبت اور موجبِ رفعت ہورہے ہیں۔ ان میں اسی قدر اختلافِ عبارات بھی رو پذیر ہوتا رہا ہے۔ فقیر نے ان قصائد کا جائزہ لیتے وقت شماریاتی انداز میں جماعت بندی کرتے ہوئے مندرج بالا قصائدِ غوثیہ کا انتخاب کیا۔ آج قادریہ درباروں اور اربابِ نسبتِ غوثیہ کے ہاں جو قصائدِ غوثیہ مروّج ہیں وہ انھی قصائد کے احاطہ میں داخل محسوس ہوتے ہیں۔

فقیر نے حدائقِ بخشش میں مرقوم "وظیفۂ قادریہ" کے عنوان سے قصیدہ غوثیہ کو بنیادی نسخہ قرار دیا۔ اور اس کا تقابل وتوازن، مولانا عبدالمالک کھوڑوی اور مولانا اعظم نوشاہی کے مطبوعہ قصائد سے کیا۔ "بہجۃ الاسرار" اور "مخزن الاسرار" کے متون کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ اوران قصائد میں دی گئی اشعار کی صورت وکیفیت کچھ اس طرح سے ہے۔

اول اشعار کی تعداد ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱۔ بہجۃ الاسرار......۲۸	نمبر ۲۔ حدائقِ بخشش......۲۹
نمبر ۳۔ الجواہر المضیہ......۲۹	نمبر ۴۔ القصیدۃ الیوسفیہ......۲۹
نمبر ۵۔ شرح صغیر......۳۰	نمبر ۶۔ قومی ڈائجسٹ......۳۰
نمبر ۷۔ گولڑہ شریف......۳۰	نمبر ۸۔ بشائر الخیرات......۲۹

نمبر ۹۔ دربار خضری.......۳۱ نمبر ۱۰۔ مخزن الاسرار......۲۷

نمبر ۱۱۔ مترجم شمس بریلوی ۳۱ نمبر ۱۲۔ مخطوطہ محمد عابد وزیر آبادی......۳۱

بعض مؤلفینِ قصیدہ نے اپنی تلاش و جستجو اور تحقیق و انتخاب کی روایت و صداقت پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ حضرت علامہ محمد عابد وزیر آبادی نے خود بھی اس اختلافِ نسخ اور مشکلاتِ معانی کی جانب اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

''وقتِ قرأت، معانیِ بعضے اشعار بخاطر نمی گذشت واز کسے تسلی ہم نمی شد۔ و قصیدہائی ہم چنیں نمط بنظر درآمدہ کہ بخاطر در تحریر نمی آمد، اتفاقاً نسخۂ منظورہ و تصحیح نمودۂ سلالۃ السادات الکرام ...... نبیرۂ شاہ نور محمد بن شاہ امیر بن مقتدائی اولیا حضرت شاہ محمد مقیم الملقب بہ محکم دین از اولادِ امجاد حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ...... دست داد ...... شکرایں نعمتِ غیر مترقب بجا آوردہ ہمیں نسخۂ شریف رامقدم داشتہ بذل مجہود در تحریر حلِ لفظ و اعراب و ترجمہ نمود۔۔۔۔۔ا

'مخزن الاسرار و سلطان الاوراد' کے مؤلف حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی قدس سرہ العزیز قصیدۂ غوثیہ شریف و قصیدۂ باز اشہب کے تعارفی نوٹ میں رقم طراز ہیں۔

ا۔ ''یہ قصائدِ شریف حضرت پیر دستگیر محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زبانِ حق ترجمان پر اُس وقت جاری ہوئے جب کہ آپ غوثیت اور محبوبیت کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز ہو کر غوثِ دوام اور سید الاولیا و سلطان الفقرا کے منصب اور مرتبے سے سرفراز کیے گئے۔ اس مقام پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے امر سے فرمایا'' قدمی ھذا علیٰ رقبۃ

کل ولی اللہ۔ یعنی میرا یہ قدم تمام اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر ہے''۔ جو شخص صدق دل و اخلاص اور ادب و احترام سے یہ قصیدہ شریف پڑھتا ہے۔ حضرت پیر دستگیر محبوبِ سبحانی کی روحانیت اُسی بلند مقام سے پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور اُسی اعلیٰ ترین مقام کی شان اور اُسی پاک منزل کی کیفیت اس پر نازل اور وارد ہوتی ہے۔ اور وہ جلدی اپنی دلی مراد اور منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔

ہم نے اس قصیدے کی تلاش اور تجسس میں بہت دور دراز سفر کئے ہیں۔ اور اس کی صحت کی تحقیق میں بڑی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ بغداد شریف جا کر حضرت محبوبِ سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کے خاندان کے پرانے قلمی نسخوں کو بھی دیکھا بھالا اور ان قصائد کے عاملین سے بھی تبادلہ خیالات کیا۔ اس فقیر نے بے شمار قلمی اور طبع شدہ قصائد کا مطالعہ کیا ہے۔ سب میں جا بجا غلطیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے پڑھنے سے کما حقہٗ فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے بعض عاملینِ کاملین اور صاحبِ کشف عارفین کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس قصیدۂ غوثیہ میں حضرت پیر محبوبِ سبحانی کی زبانِ حق ترجمان پر اس قسم کے محبوبانہ انداز اور معشوقانہ ناز کے کلمات جاری ہوئے ہیں کہ جن میں طالبوں اور مریدوں کے لئے ایسے مواعید اور مواثیق کا اظہار کیا گیا ہے کہ جس سے بالکل 'لا تخف ولا تحزن' کی بو آتی ہے اور جن کے پڑھنے سے طالب پر رجا اور امید کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ بالکل مستغنی اور بے پرواہ ہو کر خود عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس بیت میں آیا ہے۔

مریدی ہم وطب و اشطح و غنی..... و افعل ماتشاء فا لاسم عالی

یعنی اے میرے مرید تو ہمت کر اور خوش و خرم اور بے پرواہ اور بے نیاز رہ اور

جو کچھ تیرا جی چاہے کر، میرا نام اور میرا واسطہ بڑی چیز ہے۔ سو اس قسم کے کلمات سے لوگوں کے ظاہری و شرعی اعمال میں چونکہ اکابر دین اور علماء شرع متین کو لوگوں کے ظاہری اعمال و اطاعت و بندگی میں کوتاہی اور سستی کا خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا اس لئے ان بزرگوں نے اس کے تدارک کی یہ راہ اور تجویز نکالی کہ جابجا اس قصیدے کے اندر اپنی طرف سے چند ایسے شعر ملا دیے۔ جن کے پڑھنے سے ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے۔ چنانچہ من جملہ ان ابیات کے دو تین بیت یہ ہیں۔

رجالی فی ہو اجرھم صیام   وفی ظلم اللیالی کا لآ لی

یعنی میرے مرید وہ ہیں جو سخت گرمی کے دنوں میں روزے رکھتے ہیں۔ اور رات کی تاریکی میں اپنی عبادت اور ذکر فکر کے انوار سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔

دوسرا بیت یہ ہے۔

درست العلم حتی صرت قطباً...... الخ اور...... تیسرا بیت یہ ہے۔ و من فی اولیاء اللہ مثلی...... الخ...... ان ابیات کی شمولیت اور ملاوٹ سے خدا جانے لوگوں میں ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی رغبت پیدا ہوئی یا نہ، لیکن قصیدہ میں تحریف ہوگئی۔ اور وہ پہلی سی تاثیر اور برکت نہ رہی۔۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ وضعی مخلوط ابیات مولانا جامی صاحب کے بنائے ہوئے اور بتائے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب...... لہذا...... ہم نے یہ وضعی ابیات اپنے قصیدے سے خارج کر دیے ہیں۔ ہمارا پیش کردہ قصیدہ ہر قسم کے ملاوٹ اور آمیزش سے پاک اور مبرا ہے۔ اور بالکل صحیح اور اصلی ہے،،

مجددِ عصر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث و محقق بریلوی کی علمی و وجاہت اور تحقیق و نقدِ حقائق و دقائق بذاتِ خود شہرہ آفاق ہے۔ اس طرح "بہجۃ الاسرار" کے حاشیہ پر "فتوح الغیب" طباعت یافتہ ہے۔ اور اسی حاشیہ پر حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصائد بھی طبع ہوئے ہیں۔ 'بہجۃ الاسرار' کا یہ نسخہ مصطفی البابی الحلبی و برادران کی جانب سے شرکت احمدن الصناعیہ مصر سے اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس نسخہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ عرصہ دراز تک حضرت مولینا مفتی عبدالعزیز مزنگوی کے زیرِ مطالعہ رہا ہے۔ اور ان کے قلم سے اس پر مختلف اشارات و عبارات مرقوم ہیں۔ طویل ترین قصیدہ عینیہ ہے۔ جس کے تقریباً ۱۳۹ اشعار ہیں۔

اس طرح دیگر مختلف مطبوعہ قصائد بھی علمی و روحانی شخصیات کے زیرِ مطالعہ رہ کر منصۂ شہود پر آئے ہیں۔ فقیر اس مقام پر نہیں کہ کسی کی تحقیق کو غلط قرار دے ہاں آئندہ صفحات میں صرف شعروار اختلاف کو واضح کر دیا گیا ہے۔

شعر نمبر ۱ سقانی الحب کا سات..........الخ

یہ شعر بھی قصائد میں یکساں طور پر تحریر یافتہ ہے۔ مخزن الاسرار میں 'تعالیٰ' کے بجائے "تعال" آیا ہے۔

شعر نمبر ۲۔ سعت ومشت..........الخ

اس کا دوسرا مصرع حدائق بخشش میں "فھمت لسکرتی" آیا ہے۔ جب کہ دیگر سبھی نسخوں میں "بسکرتی" ہے

شعر نمبر ۳۔ فقلت لسائر الاقطاب لموا..........الخ

محمد عابد وزیر آبادی کے مرقوم قصیدہ میں شعر اس طرح سے دیا گیا ہے۔

وقلت لسائر الاقطاب جمعًا   هلموا و ادخلوا انتم رجالی

دوسرا مصرع بہجۃ الاسرار مخزن الاسرار اور قومی ڈائجسٹ میں یوں ہے۔

"بحالی وادخلوا .... الخ"

شعر نمبر۴   وهموا واشربوا .... الخ

بہجۃ الاسرار اور قومی ڈائجسٹ نے "وهموا" لکھا ہے۔ محمد عابد وزیر آبادی نے "فهموا" کیا ہے۔

شعر نمبر۵۔   شربتم فضلتی من بعد سکری .... الخ

سبھی قصائد میں ایک ہی طرح سے دیا گیا ہے

شعر نمبر۶۔   مقامکم العلیٰ .... الخ

سبھی نسخوں میں یکساں ہے۔ مولانا محمد اعظم نوشاہی اور مولانا نور محمد کلاچوی نے "عالی" کا املا "عال" کیا ہے

شعر نمبر۷۔   انا فی حضرة .... الخ

مخزن الاسرار اور محمد عابد وزیر آبادی نے "حضرت" املا دی ہے باقی عبارت میں سبھی متفق ہیں۔

شعر نمبر۸۔   انا البازی اشهب .... الخ

سبھی قصائد میں ایک سا ہے۔

شعر نمبر۹۔   اس شعر سے ترتیبِ اشعار میں خاصا فرق نمایاں ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ فقیر نے بنیادی نسخہ حدائقِ بخشش کو قرار دیا ہے اس لئے ترتیب اشعار بھی اس کے مطابق ہے۔ حدائقِ بخشش میں شعر نمبر۹ یوں مندرج ہے۔

کسانی خلعۃ بطراز عزم............الخ

بہجۃ الاسرار اور مولانا محمد عابد وزیر آبادی نے "بطراز عز" دیا ہے۔ رموز غوثیہ میں جو اشعار ہیں اُن سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۱۰۔ واطلعنی علی سر قدیم............الخ

بھی قصائد میں یکساں طور پر تحریر ہے۔ مولانا فاضل وزیر آبادی نے "واو قطبنی" لکھا ہے۔

شعر نمبر ۱۱۔ وولانی علی الاقطاب جمعاً............الخ

تمام مؤلفین کے ہاں یہ شعر ایک ہی متن میں ہے۔ شرح صغیر میں 'حالی' لکھا ہے۔ جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ شرح کبیر میں 'حال' ہی لکھا ہے۔

شعر نمبر ۱۲۔ فلو القیت سری فی بحار

شعر نمبر ۱۳۔ ولو القیت سری فی جبال

شعر نمبر ۱۴۔ ولو القیت سری فوق نار

شعر نمبر ۱۵۔ ولو القیت سری فوق میت

بھی قصائد میں اسی ترتیب اور یکساں متن سے قلم بند ہوئے ہیں۔ صرف قومی ڈائجسٹ نے شعر ۱۴ میں "ولو" کو 'فلو' اور شعر ۱۲ میں "فلو" کو 'لو' اپنے ذہن سے کر دیا ہے۔ عابد وزیر آبادی نے بھی اشعار کو 'ولو' سے شروع کیا ہے۔

بہجۃ الاسرار میں یہ اشعار نمبر ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ہیں

محمد عابد وزیر آبادی کے ہاں یہ ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، نمبر پر تحریر ہیں۔

شعر نمبر ۱۷،۱۶ وما منها شهور .... الخ

و تخبرنی بما یاتی و تجری .... الخ

''قومی ڈائجسٹ'' کے مرتب نے 'اتـالی' کو 'اتـی لی' لکھا ہے۔ باقی سبھی قصائد میں 'اتالی'' ہے۔ فاضل بریلوی کے علاوہ سبھی نے ''یاتی و یجری'' رقم کیا ہے۔ شمس بریلوی کے منظوم قصیدہ میں ''یـجری'' ہے اور ''فرید بک سٹال کے مطبوعہ'' حدائق بخشش'' اور مدینہ پبلشنگ کمپنی کی حدائق بخشش (کامل) میں تجری'' ہے۔

شعر نمبر ۲۰،۱۹،۱۸ .... مریدین سے خطاب ہے۔

۱۸......... مریدی هم و طب و اشطح و غنّ .... الخ

'غنّ' کی املا باقی تمام قصائد میں ''غنی'' ہے۔

۱۹......... مریدی لاتخف الله ربی .... عطانی رفعة نلت المنال

'بہجۃ الاسرار' میں 'نلت المعالی'' دیا گیا ہے۔ مولانا لکھوڑوی اور مولانا کلاچوی نے 'الـمنی لی' لکھا ہے، اور محمد عابد وزیر آبادی نے دوسرا مصرع یوں دیا ہے۔

'ولا دبا سواهٗ ولا الموالی'

۲۰......... مریدی لاتخف و اشٍ فانی .... عزوم قاتل عند القال

مولانا وزیر آبادی نے مصرع اولی میں 'و اش' کے بجائے 'احـــد'' لکھا ہے۔ عموماً سبھی قصائد نے تیسرا شعر پہلے دو اشعار سے الگ کر کے آخری تین اشعار سے قبل تحریر کیا ہے۔ 'بہجۃ الاسرار' نے اس شعر کو سب سے قبل رکھا ہے۔ یہاں

ساری ترتیب مکمل بدل گئی ہے۔

شعر نمبر ۲۱۔ طبولی فی السمآء .... وشاؤس .... الخ

'مخزن الاسرار میں دوسرا مصرع کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

''فی وشاؤس '' کو 'فی' کا اضافہ کتابت کی غلطی دکھائی دیتی ہے۔

بہجۃ الاسرار میں ''شاؤس'' کو ''شاویش'' لکھا ہے۔ اور ''طبولی '' کے بجائے

طبول '' ہے۔

شعر نمبر ۲۲۔ بلاد اللہ .... قد صفالی

مخزن الاسرار میں دوسرا مصرع یوں ہے۔ ''وو قتی قبل قبلی قد صفالی ''

قومی ڈائجسٹ نے بھی اسی کا اتباع کیا ہے۔ باقی قصائد میں 'قبل قلبی '' ہی

ہے۔

شعر نمبر ۲۳۔ نظرت الی بلاد اللہ .... علی حکم اتصال

سبھی مولفین نے ایک ہی متن اختیار کیا ہے۔ صرف ''قومی ڈائجسٹ کے

مدیر نے ''اتصال'' کو ''اتصالی'' کر دیا ہے۔ مولانا کھوڑوی کے ہاں یہ شعر نمبر

۲۵۔ دربار خضری کے قصیدہ میں نمبر ۲۲ ہے۔ مخزن الاسرار میں (۲۳) ہے۔ بہجۃ

الاسرار میں (۲۶) ہے ... چونکہ عام قصائد میں 'مریدی لاتخف واش

فانی ... الخ ... آخر میں ہے۔ اس لئے ترتیب میں اختلاف واقع ہوتا چلا گیا

ہے۔

شعر نمبر ۲۴۔ وکل ولی .... قدم النبی بدر الکمال

دربار خضری کے قصائد میں نمبر ۲۶ ہے۔ مولانا کلاچوی نے نمبر ۲۳ قومی

ڈائجسٹ نے بھی نمبر ۲۴، مولانا کھوڑوی نے نمبر ۲۵، بہجۃ الاسرار نے نمبر ۲۶، [illegible]

وزیر آبادی نے نمبر ۱۷ اور مولانا نوشاہی نے القصیدۃ الیوسفیہ میں ۲۵ پر لکھا ہے۔

شعر نمبر ۲۵۔

درست العلم حتی صرت قطباً ..... ونلت السعد من مولی الموالی

مولانا عابد وزیر آبادی نے اسے آخری شعر کے طور پر لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار میں نمبر ۹ پر ہے۔ بشارۃ الخیرات میں نمبر ۲۳ پر، مولانا کھوڑوی کے قصیدہ میں بھی نمبر ۲۳، قومی ڈائجسٹ نمبر ۲۲ اور درباری خضری کے قصیدہ میں بھی ۲۳ پر ہے۔ مخزن الاسرار میں مولانا نور محمد سروری کلاچوی نے اسے 'الحاقی' قرار دیا ہے۔

شعر نمبر ۲۶۔ رجالی فی ہواجرھم صیام ..... وفی ظلم اللیالی کاللآلی

مولانا وزیر آبادی نے تیسویں نمبر پر لکھا ہے۔ اور 'وفی ظلم' کی جگہ 'وفی جنح' کیا ہے۔ بہجۃ الاسرار میں یہ شعر نہیں اور مخزن الاسرار کے مؤلف مولانا کلاچوی نے اسے الحاقی قرار دیا ہے۔ مولانا کھوڑوی نے نمبر ۲۴ پر لکھا ہے۔ القصیدۃ الیوسفیہ میں نمبر ۲۶ پر ہے۔ قومی ڈائجسٹ میں بھی نمبر ۲۶ پر ہے۔ قصیدہ دربار خضری میں نمبر ۲۵ پر ہے۔ گولڑہ شریف سے صاحبزادہ سید برکات احمد معینی کے مطبوعہ قصیدہ میں نمبر ۲۴ پر ہے۔ شمس بریلوی نے ۲۵ پر رکھا ہے۔

شعر نمبر ۲۷ انا الحسنی و المخدع مقامی ، و اقدامی علی عنق الرجال

ترتیب میں اختلاف ہے۔ مولانا کلاچوی کے ہاں نمبر ۲۶، قومی ڈائجسٹ میں نمبر ۲۹، القصیدۃ الیوسفیہ نمبر ۲۷، مولانا کھوڑوی نے نمبر ۲۸ دیا ہے۔ شمس بریلوی کے مترجم قصیدہ میں نمبر ۳۰ پر مندرج ہے۔ دربار خضری کے قصیدہ میں بھی نمبر ۳۰ پر

ہے۔ بہجۃ الاسرار میں یہ شعر نمبر ۱۳ پر واقع ہے۔

شعر نمبر ۲۸۔ انا الجیلی محی الدین اسمی. و اعلامی علی راس الجبال

بعض دیگر نسخوں میں یہ مذکورہ بالا شعر سے قبل آیا ہے۔ مولانا وزیر آبادی نے "و اقدامی علی عنق الرجال" کو یہاں مصرعِ ثانی بنایا ہے۔ اور اس میں تبدیلی یہ کی ہے۔ کہ 'عنق' کی جگہ 'رؤس' کیا ہے۔ اور اُن کا شعر اس طرح ہو گیا ہے۔

انا الجیلی محی الدین اسمی..... و اقدامی علیٰ رؤس الرجال

'عنق الرجال" ہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے معروف قول کے معروف الفاظ ہیں۔ نہ کہ 'رؤس الرجال'.........................

شعر نمبر ۲۹ و عبدالقادر المشهور اسمی. و جدی صاحب العین الکمال

سبھی قصائد میں یہ آخری شعر ہے۔ مولانا وزیر آبادی نے اسے نمبر ۱۰ پر رکھا ہے۔ متن سب کا ایک ہی ہے۔

بعض نسخوں میں دو شعر ہمارے بنیادی نسخہ سے زائد بھی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

(الف) فمن فی اولیاء اللہ مثلی و من فی العلم و التصریف حال

دربارِ خضری کے قصیدہ میں یہ شعر نمبر ۲۲ ہے۔ قومی ڈائجسٹ میں یہ شعر نمبر ۲۵ ہے۔ اور 'حال' کے بجائے املا "حالی" دیا ہے۔ شمس بریلوی کے منظوم و مترجم قصیدہ میں نمبر ۲۳ ہے۔ اس شعر کو بھی مولانا کلاچوی نے الحاقی قرار دیا ہے۔

(ب) نبی هاشمی مکی حجازی..... هو جدی به نلت الموالی

شمس بریلوی کا منظوم مترجم قصیدہ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر میں اس شعر کا نمبر ۲۷ ہے۔ دربار خضری میں بھی ۲۷ نمبر پر ہے۔ قومی ڈائجسٹ، بہجۃ الاسرار مخزن الاسرار ، الجواہر المضیہ ،القصیدۃ الیوسفیہ میں یہ شعر موجود ہی نہیں۔ مولانا وزیر آبادی نے ''تلت الموالی'' کے بجائے ''تلت المعالی'' لکھا ہے۔

(ج) مولانا محمد عابد وزیر آبادی کے مخطوطہ میں ۲۸ اور ۲۹ پر اس طرح اشعار مندرج ہیں۔

خبوا فی خیمتی کیلا رجالی   ونا لوا فی العلی اقصیٰ منال

رجالی لا یضام لھم جلیس   ولا یخش الجلیس ولا یبالی

بعض مؤلفین کتبِ قصائدِ غوثیہ نے آخر میں یہ شعر بھی درج کیا ہے۔ کچھ نے الگ کر کے لکھا ہے اور کچھ نے ساتھ ہی ملا دیا ہے۔

تقبلنی ولا تردد سؤالی   اغثنی سیدی انظر بحالی

فقیر نے موجودہ مطبوعہ و مخطوطہ قصائد پر اپنی حد تک ایک نظر ڈالی ہے۔ یہ بات میری ہمت سے بہت بالاتر تھی کہ میں یہ لکھتا کہ کون سا قصیدہ صحیح اور اصلی ہے اور زائد اشعار غلط ہیں یا درست۔ یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یا مولائے کریم علام الغیوب ہے۔ وھو اعلم بالصواب

☆

ﷺ انوارِ نبی بر سرِ غوثِ اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسرارِ علی در برِ غوثِ اعظم

ہیں مظہرِ اجلالِ خدا ، جھکتے ہیں

اقطابِ جہاں بر درِ غوثِ اعظم

کعبی جہلپوری

صرفی و نحوی و لغوی تصریحات

شعر نمبر ۱

سقانی...... صیغہ ماضی معلوم۔ نون وقایہ۔ یائے متکلم (ک) السقی بمعنی الاعراض والاظهار ,اعرض المحب واظهرلی اعنی اشربنی۔(ع و)

الحب...... حَبَّ ,یَحِبُّ...... محبت کرنا۔ دوستی رکھنا۔ (ک)

حب ,حُبّ...... دوستی۔ محبت "الحب" میں الف لام تعریفی ہے۔ خاص محبت ...... محبت حقیقی۔ الف لام استغراقی ہو تو کمال محبت کی سمت اشارہ ہوگا۔ الحب بمعنی محبٌ (ع و)

کاسات:...... جمع کأس۔ پانی پینے کا برتن۔ یا وہ پیالہ جس میں شراب ہو۔ چونکہ کأس مؤنث ہے اس لیے جمع اس کی کاسات ہے اور کؤس بھی ہے (ک)

جمع کاسة

والکاس اما ظرف الشراب اوالشراب فعلی تقدیر الثانی ظاهر لا سترة علیه. واما علیٰ تقدیر الاول ففیه مجازبذکر المحل وارادة الحال و تشبیه الوصال بالخمر استعارة بالکنایه و ذکر الکاس والسقی تخییل وترشیح (ع و)

الوصال:...... بوزن فِعَال۔ مصدر۔ ملنا۔ ملاقات۔ (ک)

وَصَلَ یَصِلُ وَصْلاً و وُصِلَةً

وَاصَلَ مُوَاصَلَةً وَوِصَالاً۔ جاری رکھنا۔ لگاتار کرتے رہنا۔

وصال۔ تعلق۔ ملاپ۔ ملانے والا حرف۔ (فیروز)

وصل ۔ پیوند ۔ ہجر کی ضد ۔ وصال ۔ (صراح)

وصال ذی الجلال الکبیر العال المتعال (غ و)

فقلت :...... فا ۔ نتیجہ ...... قلت بصیغہ واحد متکلم ماضی معروف ...... قول ۔ کہنا

قال یقول قولاً ۔ کہنا ۔ بولنا ۔ حکم کرنا ۔

لخمرتی :...... خمرتی ۔ خمرہ ۔ عرق انگور، شراب

اس شعر میں مطلق شراب کی طرف خطاب ہے ...... خمرہ سے مراد اسرار الٰہیہ ہیں

جو بعد وصال عاشق کو حاصل ہوتے ہیں ۔ (کھ) بک

بفتح الخا علی وزن الثمرة هو الشراب هذا هوالذی الهمینی ربی

بفضله الجزیل (غ س)

نحوی :...... جانبی ۔ ای الیٰ صاحب العطش حقیقه ۔ فان کل احد

یطلب ان یشرب خمر وصال اللهاورضا ء الله سبحانه فیه تامل و هو

ظرف قدم علی العامل التی بعده (غ و)

تعالیٰ :...... تعالیٰ تعالیاً ...... بلند ہوا ...... اوپر والا جب نیچے والے کو اپنی طرف

بلاتا ہے تو کہتا ہے تعالِ ...... پھر یہ لفظ رفتہ رفتہ بمعنی هَلُمَّ (ادھر آؤ) ہو گیا جس

میں بلندی اور پستی کا لحاظ نہیں بلکہ مطلق بلانا مقصود ہوتا ہے ۔

اس شعر پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بروئے قاعدہ تعالیٰ بفتح لام چاہیے تھا ۔

خواہ مفرد ہو، خواہ، تثنیہ یا جمع، مذکر ہو یا مونث ۔ تعالیا یا رجلان ۔ تعالوا یا رجال

۔ تعالَی یا امرأةُ ۔ تعالیا یا امراتان ۔ تعالَیْنَ یا نِسَاءُ ۔ پس اس جگہ تعالیٰ

بکسر لام پڑھنا درست نہ ہوا ۔ لیکن "محیط" میں اس امر کو صاف کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی

جمع مذکر میں ضم لام تعالوا اور واحدہ مونث میں کسرہ، تعالِی اور تعالِین بھی پڑھتے

ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تعالِ اسم فعل بھی ہے مگر یہ ثبوت کا محتاج ہے۔ یہاں اشباع کر کے تعالی پڑھا گیا ہے۔ ہر دو توجیہ درست ہے۔ (کھ)

تعالِ:۔صیغة الامر وانما کسر اللام لرعایة القافیه والاصل بالفتح لرضاء المحب اعنی هو الله او للعطش (ع و)

شعر نمبر۲

سعت:۔...... فعل ماضی ضمیر فاعل راجع ہے خمرہ کی طرف السعی. قصد کرنا۔ کام کرنا۔ چلنا، دوڑنا۔ (کھ)......اجابةً لقولی اعنی تعالِ (ع و)

مشت :...... صیغہ ماضی۔......المشی...... چلنا۔ جلدی یا آہستہ۔......سعی و مشی میں عام طور پر یہی فرق ہے جو دوڑنے اور چلنے میں ہوتا ہے۔ (کھ)......سعت و مشت: هما علیٰ وزن دَعَتْ وفاعلهما ضمیر راجع الی الخمر. (ع و)

لنحوی:......لام زائد۔ نحو۔ طرف۔ جانب......ان کان لفظ النحو بمعنی الجانب او الیٰ قصدی ۔ ان کان بمعنی القصد و کلا هما مستقیم۔ وفیه رمز الیٰ ان اللام بمعنی الیٰ وهو ظاهر جائز۔ کما صرح فی شرح مائة عوامل . کما فی سمع الله لمن حمده ای سمع الله لمن حمده کما فی الرضی (ع و)

فی کئوس :......جمع کأس وایراد الجمع للتکثیر والتکریر و هذا الظرفان متعلقان بهما علیٰ سبیلِ التنازع و قیل بالآخیر فالمعنی شتابی کرد آں شراب برائے اجابۂ گفتۂ من و رواں شد بسوئی من یا بقصد من در جامہا (ع و)

شعر نمبر۳

فقلت:۔......فا...... عاطفہ...... ترتیبِ حالات کے لئے

قول...... سے مراد یا تو لفظاً اقطاب کو دعوت دینا ہے۔ یا معناً کشف سے اُن کے دلوں کو جذب کرنا ہے۔...... (ک)

وفیه اشارة الیٰ انه لم یکن للاقطاب قدرة ان یدخلون فی هذا المجلس بدون اجازتی. و. الیٰ کمال آدابهم یعنی اقطاب بمحض امرِ قلبی مَن نتوانستند جرأت کردن بلکہ بکمالِ آداب محتاجِ اذنِ زبانی ما گشتند کمافی شرح محمد فاضل...... (ع و)

سائر:...... بروزنِ فاعل۔ باقی۔ جمیع۔

بعض اعتراض کرتے ہیں کہ سائرٌ بمعنی باقی ہے جمیع کے معنے لینا درست نہیں۔ یہ اعتراض صحیح نہیں۔ صراح میں لکھا ہے۔ سائر الناس ای جمیعهم...... اس جگہ بھی جمیع کے معنی موزوں ہیں...... (ک)

اقطاب:...... وہ اولیاء اللہ جو رتبۂ قطبیت پر فائز ہیں۔

لسائر الاقطاب...... ای لباقی الاقطاب...... ان کان محبوب رب الارباب داخلاً فی الاقطاب علی مافسره مؤید الفضلا وهو الحق کما یدل علیٰ دخوله، قوله درست العلم حتی صرت قطباً ...... او لجمیع الاقطاب ...... ان کان غیر داخل علی مافسره فی کشف المحجوب ...... و فی التوجیه الاول اشارة الی قطبیة ذاتک المطهر المقدس عن جمیع شوائب النقص و المراده بالاقطاب ...... مطلق الاقطاب سواء کا نواحاضرین او غائبین وسواء کا نوا احیاء او امواتاً...... (ع و)

قُوْمُوا:...... صیغہ امر جمع مذکر...... مخاطب اقطاب ہیں۔ محاورہ میں آیا ہے۔

فیہ للعھد الذھنی تامل...... (ع و)

لَمَّ بفلانٍ ۔ اسکے پاس اترا۔ لَمَّ الطریق ۔ مسافر نے راستہ طے کیا لم بالمکان۔ مکان میں اترا۔ لَمٌّ۔ مصدر۔ اترنا۔ اپنا اور اپنے یاروں کا حصہ کھانا پینا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وتاکلون التراث اکلاً لما (تم اپنا اور اپنے یاروں کا حصہ کھاتے ہو)...... (ک)

بحالی: با بمعنی فی۔ با بمعنی ملابست والصاق ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ میرے حال میں داخل یا میرے حال کے ساتھ ملابس وملصق ہو جاؤ۔ یا آپ مکان عرفان میں نہیں جاسکتے جب تک میرے حال کا برقعہ نہ پہنو۔ یا میری ہدایت پر نہ چلو۔

وادخلوا:...... صیغہ امر جمع مذکر۔ دخول۔ کسی مکان میں داخل ہونا۔ استعارۃً کسی کے دل میں گھر کرنا۔ کسی مکان کے اندر جانا یا صحن میں اترنا لم اور دخول میں یہ فرق ہے کہ لم عام ہے کسی مکان کے اندر جانا یا صحن میں اترنا اور دخول کسی مکان کے اندر داخل ہونا یعنی صحن عرفان میں صرف اترنا کافی نہیں بلکہ محل عرفان میں داخل ہونا ضروری ہے...... (ک)

وادخلوا فی ھذا المجلس العظیم العلا و المقام المتعالی

انتم رجالی:...... مبتدا و خبر۔ انتم رجال عظماء و شرفا انتم تابعون لی جملہ تعلیلۃ ...... ولفظ رجالی...... فی اکثر النسخ بالیاء والمترجم حملہ علی الاشباع و لیس محلہ...... (ع و)

رجال جمع رجل۔ مرد پیادہ۔ یا۔ رجالیؔ سے مراد رفقاء۔ خدام۔ بھائی بند ہیں۔ گویا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز سوار ہیں اور دوسرے اولیا اللہ پیادہ یا حضرت سپہ سالار اور اولیا اللہ ان کے سپاہی جو ملک عرفان کو فتح کرنے کے لیے جاتے ہیں یا

رجال سے مراد مریدانِ باصفا ہیں جن کو حضرت قدس سرہ العزیز اپنی بارگاہِ عرفان میں آنے کی ہدایت کرتے ہیں......(ک)

شعر نمبر ۴

وھموا :۔ واؤ عاطف معطوف علیہ شعرِ ما قبل

ھموا ۔ بصیغہ امر حاضر ۔ الھم ۔ مصدر ۔ قصد کرنا ۔ مہم کا مادہ بھی ھم ہیں کسی کار بزرگ کا قصد کرنا......(ک)......ای اقصدوا بالقلب......(ع و)

واشربوا:۔ بصیغہ امر عطف ھموا پر ہے. ای بقیۃ ذلک الشراب الطھور بالقصد الاھتمام ۔ امر علی کافتہ

انتم:۔ جملۃ معترضۃ او تعلیلۃ.

جنودی:۔ جمع جند ۔ لشکر ۔ محبوبون لی وانا الملک......(ع و)

فساقی:۔ پلانے والا ۔ علۃ المقدر ای لاضیق فی شرب الشراب لان ساقی القوم وھو اللّٰہ سبحانہ تعالیٰ او محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وسع فی اعطاء الکاس بحیث یغنی للجماعۃ.

القوم:۔ الالف واللام للعھد ای قوم العاشقین للمحبوب الحقیقی

بالوافی:۔ تمام، کامل، مراد اس جگہ حالتِ بسط ہے۔

ای بالکاس الوافی و فیہ رمز الی. ان ذلک الشراب کثیر لانھایۃ لہ متعلق بما بعدہ

ملالی: ملا...... اصل میں مَلأً تھا ضرورتِ شعری سے ہمزہ کو الف پڑھا گیا اس جگہ بھی بعض کا اعتراض ہے کہ مَلأً کا ہمزہ کیوں الف ہو گیا چونکہ ان کو زبانِ عرب پر عبور نہیں ہے اس لیے ایسا کہتے ہیں گا اس کی سند میں دو شعر پیش کرتا ہوں

قال بعض الفصحا

جراحات السنان لها التیام ...... ولا یلتام ما جرح اللسان

(نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بھرتے)

علامہ عبداللہ عتبی اپنے فرزند ابوعمر کے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

تجرا علی الدھر لما فقدتہ...... و لو کان حیا لاجترت علی الدھر

(جب میں نے اسکوگم کیا تو زمانہ نے مجھ پر حملہ کیا اگر وہ زندہ ہوتا تو میں زمانہ پر حملہ کرتا)...... یلتام دراصل یلتئم و تجرا اصل میں تجرّ أ بالھمزہ تھا۔

ملالی:...... لی لام صلہ اور یائے متکلم۔ بعض نسخوں میں بالوافی ملال آیا ہے اس کے معنی موزوں نہیں۔ لیکن صحیح بالوافی ملالی ہے۔ اور یہی مشہور ہے...... (کھ)...... ملالی: مُلا ماضی من ملاء مھموزا ونا قصا و'ی' متعلق بہ واللام علی کل التقد یرین زائدۃ، ذکرت لزیاوۃ الارتباط و تحسین الکلام لان الملاء متعدی المفعولین بلا حرف الجر و قلب الھمزہ بالالف للقافیہ............ (ع و)

شعر نمبر ۵

شربتم:...... فعل ماضی معلوم

مقول القول والخطاب للاقطاب و ھو صیغۃ الماضی سواء کان مستعملافیہ او بمعنی الامر کما صرح بہ محمد فاضل

فضلتی:...... پس خوردہ۔ یائے متکلم

بضم الفاء و سکون الضاد علی وزن القدرۃ بمعنی بقیۃ الشیء وھھنا بقیۃ الخمر بعد الشرب

من بعد:...... قال الشارحون من زائدة و یحیلون علی الرضی و معنی الزائده قد مر اقول فیه ان للقول رضی زیادة من مخالف لقاعدة النحاة والشیخ ابن الحاجب اعنی ان من لا تزاد فی الکلام الموجب کما صرح فی الکافیه فی بحث الاستثنا اعنی ان من لا تزاد فی الاثبات و کما صرح فی حاشیه الهندی لزم زیادة من فی الا ثبات وفی بحث الحروف من زائدة فی غیرالموجب وقد کان من مطرو شبهه و یغفر لکم من ذنوبکم متاول الی لقد کان بعض المطر اوشیء منه کمافی الهندی والکافیه و غیر ذلک فانظر الی ماقلت لک الحال ولاتلتفت الی ما قیل او یقال ......والاخفش و هم یجو زون زیادة من فی الاثبات............(ع و)

سکری:......سکر مضاف یائے متکلم کی طرف

ولا نلتم:......لا......حرف نفی

نلتم صیغہ ماضی بوزن خفتم۔ نیل۔ مصدر۔ پانا۔ حاصل کرنا۔

علوی:......بضم العین ای علو القدر و المرتبة التی اعطالی ربی

یے مفعول۔

واتصالی:۔اتصال ملنا۔ ضد انفصال

اتصالی. بالاضافة یاء متکلم ای اتصال النبی باللہ سبحانه عزوجل.

شعر نمبر ۶

مقامکم:...... بضم وبالفتح۔ موضع۔ مقام۔ اس جگہ سلوک وقرب الی اللہ مراد ہے۔
مقامکم العلی: مقامکم مبتدا العلی بضم العین مصدر۔ بلندی۔ خبر مبتدا العلی دراصل ذو علیٰ تھا حمل بواسطہ ذو ہے یا العلی بمعنی العالی بذریعہ حمل اشتقاق خبر مبتدا ہے اور خبر کا معرف باللام ہونا بصورت جملہ حصر کے لیے آتا ہے۔ جیسا زیدن المنطلق، ذلک الخسران المبین۔ یا حمل مصدر کا مبالغہ ہے
جملة مستانفة موردة لبيان سبب مضمون الجملة السابقه والخطاب للاقطاب. .... **جمعاً**. اى جميعا
ولكن:...... معطوف علىٰ الجملة السابقه و هو مخففة من المثقلة ......وليست بعاطفه كما صرح فى الرضى من ان لكن مع الواوليست بعاطفة بالا جماع .... **مقامى**۔...... مبتدا
فوقكم:...... خبر. والمضاف محذوف اى فوق مقاماتكم
ما:...... نافيه كذا فى حاشيه الهندى وفيه ضمير عائدالىٰ المقام اسم زال:۔ بالزا المعجمه خبر بعد خبر لمقامى ...... اوجملة دعائية...... وزال ناقصة ان كان من زال يزال، لامن زال يزول. كذامن شرح الجامى للكافيه. وفى الاستعمال لا يستعمل مازال الاناقصا كذا صرح به ملا عصام و هما حررنا ظهران الفعل الناقص هو زال فيما زال دون مجموع ما زال كذا صرح بهٖ و زال اجوف واوى

کخاف یخاف کذا صرح به المولوی المعنوی فی حاشیه علی شرح الجامی.

عالی:......خبر زال فی محل النصب ای ما زال عالیاً و حذف التنوین واسکان الیاء للقافیه لکن قرء یای للضرورة الشعریه...... (ع و)

ما زال عالی:...... اصل میں ما زال عالیاً تھا۔ ضرورت شعری کے لیے عال مجرور پڑھا گیا ہے اور یہ جائز ہے۔ ایک فصیح زماں احمد بن ابی القاسم اپنے ممدوح ملک مسعود کی تعریف میں کہتا ہے (دیکھو مجانی الادب۔ باب۔ المحامد والمدائح

ان کان عالٍ فی الخلافة قدره...... فابوه منها فی محل عالٍ

(اگر اس ممدوح کا مرتبہ خلافت میں بلند ہے (تو عجب نہیں) کیوں کہ اس کے باپ کا مرتبہ خلافت بھی بلند تھا۔ یعنی آباؤ (اجداد سے بادشاہ چلے آتے ہیں) اس شعر میں خبر کان مقدم ہے اور قدرہ اس کا اسم ہے اصل میں ان کان قدرہ عالیاً فی الخلافة لیکن عالٍ پڑھا گیا اسی طرح ما زال عالی ہے۔

شعر نمبر ۷

انا:۔ ضمیر متکلم۔ بعض اعتراض کرتے ہیں کہ 'انا' کا اشباع کیوں ہے؟ اس کے جواب میں شیخ کامل ادیب علامہ عمر بن الوردی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

کل اهل العصر غمرو انا .... منهم فاترک تفاصیل الجمل

اس شعر میں بوجہ ضرورت شعری 'انا' اشباع سے پڑھا گیا۔

انا جملة مستانفة بیانیة للمقام العالی فاذا عرفت هذا فاعلم اله جاء لفظ 'انا' فی الحدیث الشریف اعنی 'انا سید ولد آدم ولا فخر' واما ما وقع فی بعض التفاسیر بالمنع فهو مبنی علی القصد والا راده ..ان

کان غرض القائل کبراً و ترفعاً فهو منهی وغیر جائز و غیر صواب وان کان غرضه اظهار نعماء الله سبحانه فهو جائز لا وصمة فیه بل عین الصواب کذا ذکره الشیخ عبدالحق الدهلوی فی شرح المشکوة الشریف

فی حضرت:۔ ''طرف وقع'' خبر لانا۔ درگاہ۔ بارگاہ

التقریب:۔ نزدیک کرنا۔ تقرب کے حصول کی کوشش کرنا

القرب والحضور والمشاهدة والمرادبه ذات الله او ذات النبی ﷺ

وحدی:۔ لا شریک لی احد من الاقطاب فی هذا الوصف حال من الضمیر المستکن فی الظرف و فی واحد من النسخ بالجیم کما صرح به محمد جمال

یصرفنی:۔ جملة معترضه وقعت آخر الکلام خبر بعد خبر لانا ای یصرفنی من حال الیٰ حال من الملک الی من یشاء او من صفة الیٰ صفة او من ولایة الیٰ ولایة اعلی منها۔

حسبی:...... بمعنی المصدری والحمل بطریق المبالغة کما هو المناسب للمقام وجعله بمعنی اسم الفاعل۔ امر لایناسب للمقام۔ ای حسبی لِاِصْلاحِ الحال والمال وحصول لآمال۔

ذوالجلال:...... ذوالجلال الکبیر العال المتعال۔ فاعل یصرفنی۔ فاعلم انه یحتمل ان یکون الظرف والحال معمولان مقدمان لیصرفنی و تمام الجملة خبر واحد لِاَنَا۔

و حسبی خبر مبتدا محذوف ای هو حسبی و هذه الجملة معترضة

واقعة بين الفعل اعنى يصرفنى و فاعله اعنى ذوالجلال و يحتمل ان يكون حسبى مصدر مضاف الى يا ء المفعول معطوف علىٰ يصرفنى لتضمنه معنى يحسبينى و يكفينى كذا فى شرح التلخيص و حاشيه السيد السندوفا علهما ذو الجلال علىٰ سبيل التناز ع

وحسبى:..... مصدر حسب يحسب . بالفتح فى الغابر و هو لغة فصيحة فى هذا الباب كما يشعر به كلام الله العزيز العلام اعنى ايحسبه الظمان ماء . او. ايحسب . ان لن يقدر عليه احد.... و كلام البلغا ء و والفصحاء كمافى القصيدة البرده ايحسب الصب ان الحب منكتم: . وان كان الكسر فيه مشهور فى كتب العربيه وهو لغة غير فصيحة . فيه تامل(ع و)

شعر نمبر ۸

انا البازی:۔ 'انا'۔ضمیر واحد متکلم......'البازی'۔طائر معروف۔ غلبته و حسنه و اعتباره فى جميع الطائرين وهو بمنزلة الاصل فى الشجاعة والالف واللام للعهد اى مثل البازى فى الصيد یعنی فى تحصيل الدرجات و علو المقامات

اشہب:۔وہ چیز یا جانور جس میں سفیدی وسیاہی ہو لیکن سفیدی غالب ہو۔غالب والاشهب من البازى اغلب وانور واشد قوه اوشجع واسبق اصطيادا واعلىٰ قدر ا واعلىٰ قيمة منه وقيل فى النسخة المعتمده عليه معرف باللام على وزن الاحمر هو البياض الذى غلب على السواد كذا فى الصراح و سكون الباء للوزن. واشهب مضاف و كل مضاف

الیه و هو الظاهر علی النسخ المشهور بناء علیٰ ما قیل ان افعل التفضیل اذا کان مستعملاً فلا بدله من ان یکون مضافاً او معرفاً باللام او بکلمة من و ههنا لما کان الاخیران معدو مان تعین الاول . تامل

کل:۔ بالکسر لکن فی النسخة المعتمده بفتح الکل و وجهه خفی لیس بمعلوم و یحتمل ان یکون کل شیخ مبتدا ء و اشهب خبر مقدم علیه ای و کل شیخ سوائر فرس اشهب علیٰ حذف الموصوف و حرف العطف کذا صرح به مولوی محمد جمال مضاف وشیخ مضاف الیه بتقدیر من کما اشار الیه ملا فضل الله سیالکوٹی

الشیخ:۔...... اصطلاح صوفیہ میں اس سالک کو کہتے ہیں جو شریعت کی متابعت سے حقیقت کے مرتبۂ عالی تک پہنچ جائے اور درجۂ فنا سے بقا پر فائز ہو۔ (کھ)

والشیخ هو العالم العامل الداعی للخلق الی الحق و ان کان شاباً و قد یعبر به عما یکثر علمه لکثرة تجاربه و معارفه وقیل من الذی یحی السنة و یمیت البدعة و قیل الذی یقتدی به الخلق و یکون افعاله و اقواله حجة للخلق و ان کان شابا و فی اصطلاح المحدثین من حفظ مایتے الف حدیث متناً و سنداً و قیل من یکون ثقة فی علم الحدیث ...... و تنوین الشیخ للتعظیم ای شیخ عظیم من شیوخ الزمان (ع و)

اشهب کل شیخ:۔ بمعنی اغلب کل شیخ ہے 'انا' ضمیر متکلم مبتدا۔ الباذی معرف باللام، جو افادہ، کمال کا دیتا ہے یعنی فرد کامل خبر ہے 'انا' کی ...... اور ''اشهب مضاف'' ''کل شیخ'' مضاف الیہ دوسری خبر ہے 'انا' کی ...... دوسری ترکیب ...... 'کل' کے ماقبل لفظ 'علیٰ' محذوف ہے جو جائز ہے۔ اور 'کل' کا کسرہ حرف 'علیٰ' کے حذف پر

فاعطنی میں ہمزہ ساقط کیا گیا ہے۔

مثالی:......ای مثل مرتبتی بالا ضافة الیٰ یاء المتکلم مفعول ثانی للفعل السابق

شعر نمبر ۹

کسانی :۔ماضی مطلق ۔نون وقایہ۔یائے متکلم مفعول۔ **کسوۃ** ۔لباس پہنانا۔

جملہ مستانفہ بیانیہ، انہ خبر بعد خبر لجدی و یحتمل انہ خبر جدی ان کان صاحب العین صفة له. هو علی وزن دعا مشتق من الکسوة و ضمیر الراجع الیٰ ذوالجلال فاعله و الیای مفعوله الاول ای کسانی سلطان جمیع السلاطین جل شانه عم نواله و هذا لتوجیه احسن معنی و ان کان بعیدا لفظاً کما یخفیٰ او محمد رسول الله وهو اقرب لفظاً و یویده.

خلعة:. مفعول الثانی بکسر الخا علی وزن الکسوة. آنچه بادشاهان جامه مرحمت می دهند کذا فی المؤید و فی الرشیدی. بالکسر جامه دوخته که کسے را پوشانند و التنوین للتفخیم ای خلعة ذاقدر و مرتبة او التنوین للتعظیم ای خلعة معظمة

طراز:. بالکسر (بیل بوٹے جو کپڑے پر ہوتے ہیں) معرب ہے تراز کا۔

عزم:۔ مصدر۔قصد کرنا۔عزم کے مفہوم میں فنائے اسباب وتدابیر شامل ہیں۔

توجنی :۔ای البسنی۔تاج پہنانا۔ البسنی کے بجائے توجنی فرمایا۔تا کہ لفظ تیجان کی مناسبت قائم رہے۔...... **تیجان**:۔جمع تاج مثل جیران جمع جار۔ و فیه اشارة الیٰ کثرة انواع الکمال و الغایات

الکمال :۔ای بالمنزلۃ والدرجۃ التی یلیق بالا رتباط الولایۃ الکاملۃ و ریاسۃ العظیمۃ و غوثیۃ العظیمۃ وقطبیۃ الکبریٰ و سائر العنایات

تیجان الکمال سے مراد عزت وصالِ باری تعالیٰ ہے۔

شعر نمبر ۱۰

اطلعنی:۔صیغہ ماضی ،نون وقایہ ۔یائے متکلم ۔مفعول ۔اطلاع ۔آگاہ کرنا۔

سر قدیم:۔......راز دیرینہ ۔راز مخفی ۔ضد ظہور ۔**قلدنی** :۔......صیغہ ماضی ۔ نون وقایہ ۔یائے متکلم ۔مفعول ۔ای الولایۃ والقطبیۃ فی عنقی یعنی اخرجنی من تصرفات النفس و ادخلنی فی تصرفاتِ الاولیاء۔

اعطانی:۔......صیغہ ماضی ،نون وقایہ ،یائے متکلم مفعول

سوال:۔ مطلوب ۔مقصد ۔سوال بمعنی المسئول۔

شعر نمبر ۱۱

ولانی:۔......ولیٰ ۔صیغہ ماضی ۔نون وقایہ ۔یائے متکلم ۔مفعول ۔ماضی من التولیہ ای ولانی بالتصرف التبدیل والنصب و غیر ھم فی الامور المفوضۃ الیھم و فیہ رمز الیٰ عدۃ الاسما منھا الولی

علی الاقطاب جمعاً : ای علی جمیع الاقطاب ۔ والحاکم ۔ یفھم من فحکمی ......**فحکمی**۔ فا للتفریع......**نافذ فی کل حال**:......فی......الاقطاب۔ ای جار فی کل حال ای فی حالۃ الحیات والممات والابتدا والانتھا والقبض والبسط والقرب والبعد والشرق والغرب والقریب والبعید والحال والاستقبال والظاھر والباطن والاقطاب و

سائر الناس وفی جمیع الاوقات و فی جمیع الامور و ھو الانسب

شعر نمبر ۱۲

فلو:۔ فاللتفریع، لوحرف شرط ۔ لتعلیق مضمون الجملة الثانیه بالجملة الاولیٰ بالتفائیه...... **القیت:۔**...... ماضی ۔ القاء ۔ ڈالنا

سری:۔...... بکسر السین مفعوله 'ی' سرالتی اعطانی ربی والمراد بالسر ذالک السر القدیم...... **فی:۔** بمعنی علی ۔ لفظ فی کے استعمال میں یہ نکتہ ہے کہ حضور کی توجہ ایسی باریک ہے کہ سطح بحر تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کی تہ تک پہنچتی اور ایک ایک قطرہ میں سرایت کرتی ہے...... **بحار:۔**...... جمع بحر ۔ دریا ۔ بڑی نہر ۔ خلاف البر والمراد به الاولیا کما ھوا لظاھر المناسب السابق...... **لصار:۔**...... جزاء الشرط ۔ و "صار" ناقصه ۔ واللام للتاکید والجزاء ان کان ماضیا مثبتا یصلبر باللام کذا فی الرضی

الکل:۔...... اسم "صار" اس میں الف لام عوض مضاف الیہ کے ہے یعنی کل البحار یا کل ماء البحار ۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کل اور بعض کے لفظ خود معرفہ ہیں ۔ پھر الف لام ان پر کیوں لایا گیا ۔ قاموس میں اس امر کو صاف کیا گیا ہے ۔ و یقال کل و بعض معرفتان و یجیء عن العرب بالالف واللام وھو جائز ۔ اس سے ظاہر ہے کہ الف لام کا لانا درست ہے ۔

غورا:۔ مصدر بمعنی اسم فاعل خبر صار ۔ نشیب زمین جس میں پانی خشک ہو گیا ہو ۔

فی الزوال:۔ بفتح الزاء ۔ دور گشتن و دور شدن از جائے ۔ یعنی پھر جانا یا جگہ سے دور ہو جانا ۔

شعر نمبر ۱۳

لدکت:۔......لام للتاکید۔نائب فعل۔ضمیر جبال کی طرف راجع ہے۔

دکت۔ماضی مجہول۔مصدر دک۔کوٹنا۔شکستہ ہونا۔

واختفت:۔ من الخفا. الی ان لایبقی اثر من آثارها.

رمال:۔ جمع رمل۔ریت۔والمعناہ کثیر

شعر نمبر ۱۴

فوق:۔ ضد تحت۔اوپر......**نار:۔** آتش......**لخمدت:۔** لام تاکید

جزا پر واقع ہوا۔خمدت۔صیغہ ماضی معروف

وانطفت:۔ انطفاء وطفو۔آگ کا گل ہو جانا

باب انفعال کے استعمال سے یہ مقصود ہے کہ آگ کا نام ونشان تک باقی نہ رہا

حالی:۔ متعلق بالفعلان

شعر نمبر ۱۵

میت:۔......مردہ۔مخفف میت۔دراصل میوت بروزن فیعل تھا۔واؤ......

یای......ہو کر مدغم ہوئی۔میت بالتخفیف وبالتشدید دونوں طرح قرآن شریف میں آیا

ہے۔ویسے بھی بعض الفاظ مشدد کو مخفف پڑھا جاتا ہے جیسا کے ضیق کو آیت لاتک

فی ضیق مما یمکرون میں بالتخفیف پڑھتے ہیں۔ایسا ہی لین کو لین...... ھین کو

ھین وغیرہ......بعض نے میت بالتخفیف اور میت بالتشدید میں یہ فرق کیا ہے کہ میت

اس کو کہتے ہیں جو مر چکا ہو اور میت وہ ہے جو مرنیوالا ہو اور ابھی مرا نہ ہو۔

قام:۔ ماضی معروف۔قیام مصدر۔کھڑا ہونا۔

قدرت:۔......توانستن۔توانائی۔کسی چیز پر قابو پانا اور اختیار کامل رکھنا

المولیٰ:...... اصل میں صیغہ مفعول مولوی تھا۔ واؤ...... یا ی...... میں مدغم ہوئی۔ مولی ہوا۔ اور پھر تخفیف سے اس کو مولیٰ پڑھا گیا۔ جیسا کہ معنی کو معنیٰ پڑھا جاتا ہے۔

تعالیٰ:...... تعالیٰ۔ دراصل تعالی بروزن تقابل صیغہ ماضی ہے۔ یعنی تعالیٰ شانہ یہ جملہ المولیٰ کا بہ تقدیر قد حال ہے۔ اس پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ المولیٰ موصوف...... تعالیٰ اس کی صفت ہے...... موصوف معرف باللام کی صفت جملہ واقع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جملہ نکرہ کے حکم میں ہے اور نکرہ معرفہ کی صفت نہیں ہو سکتا۔ تعالیٰ کو صفت قرار دینا غلط ہے۔ یہ اعتراض درست نہیں دراصل تعالیٰ جملہ حالیہ ہے یا جملہ مستانفہ ثنائیہ ہے۔ یعنی خدا کی تعریف و تعظیم کے لیے۔ یا۔ یہ جملہ الگ ہے۔ جیسے قال اللہ تعالیٰ عزوجل کہتے ہیں۔ مراد اس سے تعالیٰ اسمہ و عزبرھانہ و جل سلطانہ ہے۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تعالیٰ کو تعالِ بکسر لام کیوں پڑھا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تعالیٰ اصل میں تعالی تھا۔ بروئے قاعدہ، یا ی، کو، الف، سے بدلنا چاہیے تھا مگر ضرورت شعری کے لیے 'یا ی، بحال رہی اور اسکے ماقبل کو مناسبت کے لیے مکسور پڑھا گیا۔ جیسا کہ احمد غیر منصرف کو برعایت قافیہ باحمدِ بکسر پڑھا گیا ہے۔ شرح ملا میں اسکی نظیر میں شعر ذیل ہے۔

بشیرٍ نذیرٍ ہاشمیٍ مکرمٍ
عطوفٍ رؤفٍ من یسمی باحمدِ

شعر نمبر ١٦، ١٧

و:۔ استینافیہ...... **ما:**۔ حرف نفی۔ مشبہ بلیس...... **منھا:**۔...... میں ضمیر مجرور مبدل منہ اور "شہور و دھور" جو تمرو تنقضی کے موصوف ہیں

بدل۔ اس توجیہ پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ شہور و دہور اسم ظاہر ہیں ضمیر سے بدل واقع نہیں ہوتے اس کا جواب کافیہ میں درج ہے۔

لا یبدل ظاہر من مضمر بدل الکل الا من الغائب نحو ضربته زیداً

اس مثال میں ضمیر غائب سے ''زیداً'' بدل واقع ہوا ہے۔ شہور اور دہور کو۔ مجرور اور مرفوع دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ مجرور کی توجیہ اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

مرفوع کی یہ توجیہ ہے کہ یہ اسم ہے ماشبہ بہ لیس کا اور منہا صفت ہے۔

شہور:...... جمع شہر۔ مہینہ۔ پہلی رات کا چاند...... **دہور:**۔...... جمع دہر۔ زمانہ۔ ابد۔ فصولِ سال۔ دنیا کا تمام عرصہ۔ وقت...... **تمر:**...... صیغہ مضارع۔ مرور۔ گزرنا۔ جانا۔...... **تنقضی:**...... صیغہ مضارع۔ انقضا۔ تمام ہونا۔ ختم ہونا۔ ہر دو کا فاعل ضمیر مستتر ہے۔ جو شہور و دہور کی طرف راجع ہے۔...... **الا** حرف استثنا

اتا:۔ صیغہ ماضی۔ ایتان مصدر مجرد۔ آنا...... **لی:**۔ مرکب ہے لام اور یائے متکلم سے۔ لام اختصاص یا انتفاع کے لیے ہے۔ ذکر الدھور بعد الشھور تعمیم بعد التخصیص و ھما بدلان من الضمیر مفسران لہ و ایراد الشیء المبھم اولاً ثم تفسرہ بعدہ طریق من البلاغۃ

تخبرنی:...... تخبر۔ مضارع۔ اخبار۔ مصدر (خبر دینا)...... **ما:**۔ اسم موصول...... مراد...... امر واقع...... **یاتی ویجری:**۔...... فعل مضارع بصیغہ واحد مذکر غائب۔ فاعل کا ضمیر 'ما' کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو کچھ ظہور میں آتا ہے۔ اور جو ماجرا گزرتا ہے۔...... **تعلمنی:** فعل مضارع۔ فاعل۔ ان کا ضمیر راجع بسوئے شہور و دہور ...... اعلام ...... خبر دینا۔...... **فاقصر:**۔ فا۔ فصیحہ۔ اقصر۔ صیغہ امر۔ اقصار۔ روکنا۔...... یعنی اقصر نفسک...... **جدالی:**...... جدال۔ جنگ و

خصومت۔ بحث و مناظرہ۔ باب مفاعلہ کا مصدر......ان شعروں پر اعتراض کیا جاتا
ہے۔ کہ شہور و دھور جمع ہے۔ اسکی طرف ضمیر مونث راجع ہوتی ہے۔ جیسا کہ منہا اور
"تمرو تنقضی" سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ "اتی" میں ضمیر فاعل مذکر ہے اور یہ
درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جمع کی طرف مفرد کی ضمیر بہ تاویل کل واحد
راجع ہو سکتی ہے۔ یعنی کل واحد من الشہور والدھور اتالی۔ اس میں ایک یہ
لطیف نکتہ ہے کہ ہر ایک مہینہ اور ہر ایک زمانہ فرداً فرداً حضرت قدس سرہ کی خدمت
میں حاضر ہوتا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ "اتالی" محاورہ عرب میں نہیں
آیا۔ بلکہ "اتاہ" یا "اتالی" آیا ہے یعنی "اتا" کا صلہ لام نہیں آتا اس کا جواب یہ
ہے کہ یہاں تضمین ہے اصل عبارت یوں ہے اتی منقاداً لی یعنی مہینے اور زمانے
میری اطاعت کرتے ہوئے آتے ہیں۔

شعر نمبر ۱۸

مریدی:...... مرید۔ ارادت مند۔ یائے متکلم۔ منادی ہے۔ یا حرف ندا محذوف
قرآن شریف میں ہے۔ یوسف اعرض عن ھذا...... **ھم:**......امر۔ ھام
یھیم سے۔ ھیمان۔ ھیوم۔ سرگشتگی۔ عاشق ہونا۔ مستہام (سرگشتہ) کا مادہ بھی ھیم
ہے۔ ھم علیٰ وزن بع امر من الھیمان بمعنی التحیر و امّاھُم بضم الھا
امر من الھم بمعنی القصد و خفف لمحافظۃ الوزن......
طب:......طاب یطیب سے۔ طیب و طیبۃ۔ خوشبو۔ پاکیزگی۔ طیب پاک و
حلال۔ طب۔ طھر عن الخبائث و عن ھوا النفس......قال فی ترجمہ۔
از آلودگی ماسوائی او۔ واز خلق واز ہوائے نفس وقال فی ترجمہ آخر "خوش باش"
واشطح:...... صیغہ امر۔ محاورہ عرب میں ہے۔ شَطَحَ البَحرُ ماءِ کہ دریا نے سیلاب

ثکلا۔ای کلم بای کلام شئت سواء کان مراده ظاهرا فانه لایواخذ العشاق بما صدر منهم من غلبة العشق وقال فی ترجمه "بے پرواشو"......**وغن:۔** صیغه امر حاضر من الغنا. واظهار الیا للقافیه...... "یا" تغنیه بروزن تفعله مصدر تفعیل گانا۔خوش ہونا۔آخر میں اشباع کسرہ سے پیدا ہوئی ہے۔......وقال سید محمد غوث بشوری فی شرحه واغن وغنی باش ازمردم کہ ترا با وجود من احتیاج نیست......**وافعل:**......بصیغہ امر حاضر (کام کر) ہمزہ وصل کو ضرورت شعری کے لیے قطعی پڑھا گیا ہے. من المباحات کماصرح المترجمون اعنی ازامور مباحات وان کان خلاف الظاهر لا من المنهیات کما هوا الظاهر للمبالغة وصرح به الناظرون لان الله لایا مر بالفحشاء والمنکر فکیف یامر احبابه بهما و من المباحات والمنهیات کما هو مقتضی التعمیم. صیغة الامر للاباحة کما مر لا للوجوب. فافهم ولا تخبط . اومن التصرفات الظاهر یه والباطنیه. فتامل

ماتشاء:......مفعول افعل من الخیر والشر کما هو مقتضی التعمیم. الف ممدودہ کو ضرورت شعری کے لیے مقصورہ پڑھا گیا جیسا کہ عنترہ کے شعر فاعصی مقالته ولا تحفل بها...... واقدم اذاحق اللقا فی الاول میں اللقا ممدودہ کو مقصورہ پڑھا گیا ہے۔

فالاسم:......الفاء تعلیلیه واللام عوض عن المضاف الیه ای اسمی

عال:۔ عالی۔بلند ہونا۔بلندی۔بلند۔اصل میں فاسمی عال تھا یعنی میرا نام بلند تھا۔عالی۔ای عندالله سبحانه اوفی الدنیا والآخره

شعر نمبر ۱۹

لاتخف:۔ فعل نہی۔خوف۔مصدر۔ڈرنا

ترک المفعول للدلالۃ علی العموم ای من احدو ظالم و شجاع وولی

و یحتمل ان مفعولہ محذوف ای احد القرینۃ مابعدہ

اللّٰہ: اسم ہے ذات مستجمع صفات کاملہ کا۔ اصل میں الالہ تھا۔ ہمزہ گر گیا۔ لام میں لام ادغام ہوا۔ اللہ ہوگیا۔ بعض کے نزدیک الہ بروزن فعال بمعنی مفعول (معبود) ہے بعض کا یہ خیال ہے کہ اللہ میں کوئی تعلیل نہیں ہے۔

رب:...... پروردگار۔ اسماءالٰہی سے ہے۔ غیر اللہ پر اسکا اطلاق سوائے اضافت اور الف لام کے نہیں ہوتا مثلاً رب المال . الرب

بیضاوی میں رب بمعنی تربیت (رفتہ رفتہ چیز کو کمال تک پہنچانا) لکھا ہے۔ انہی معنوں میں خداوند تعالیٰ کا نام ہے جو اپنی مخلوقات کی تربیت کرتا ہے۔ پس رب۔ مصدر بمعنی اسم فاعل مبالغہ کے لیے عدل بمعنی عادل مستعمل ہے۔

اللّٰہ ربی:......اللہ مبتدا ,ربی خبرہ. ھذہ جملۃ مستانفۃ لبیان باعث النھی. وفیہ احتما ل آخر وھو. اللہ. مفعول لا تخف و ربی ، صفۃ لہ، ولا ربا صفۃ بعد صفۃ ولا حذف بمعنی مریدی لا تخف، اللہ اصلا فصلا عن المخلوقات فانہ ربی و معین و ناصر لی ولا رب سواہ لی.

عطانی:...... خبر بعد خبر۔ صیغہ ماضی۔ عطو گرفتن بدست۔

اس میں نکتہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ رفعت کی تلاش کرتا۔ رفعت نے خود مجھے حاصل کیا۔ میں رفعت سے بالاتر تھا۔ اس صورت میں رفعۃ فاعل عطانی ہوگا۔

عطو اور اعطا میں فرق ہے۔ یا۔ عطانی دراصل اعطانی تھا ہمزہ بوجہ ضرورت شعری بعد سقوط حرکت حذف ہوا۔ اس صورت میں رفعۃ منصوب ثانی اعطیٰ کا ہوگا۔

رفعة:۔ بالکسر۔ مصدر۔ یا۔ حاصل مصدر۔ بمعنی بلند ہونا و بلندی۔

نلت:۔ بوزن خفت. فعل ماضی صیغہ واحد متکلم۔ نیل مصدر، پانا۔ حاصل کرنا۔ پہنچنا۔

المنال:......ای المقاصد. فالیا ء غلط لامترة علیه.

شعر نمبر ۲۰

واشِ:۔ اصل میں شرِّوَاشِيٍ تھا۔ کسرہ، یا، پر ثقیل تھا۔ گرایا گیا۔ بعدہ نون تنوین اور یٰ میں التقاء ساکنین ہوا۔ یٰ کو (جو حرف علت ہے) گرا دیا گیا۔ واشِ ہو گیا۔ شر مضاف حذف کیا گیا۔ بہ قرینہ آیۂ کریمہ و من شر حاسدٍ اذا حسد۔ مگر اثر اس کا اعراب واش پر قائم رہا۔ یا محلا منصوب ہے کیوں کہ لا اخف کا مفعول ہے۔ ضرورت شعری سے مجرور پڑھا گیا۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں اس اعتراض کو سورہ انفال میں حل کیا ہے چنانچہ تفسیر آیہ تویدون عرض الدنیا و اللّٰہ یرید الآخرة میں لکھا ہے ۔کہ ایک قرآت میں واللّٰہ یرید الآخرة بکسر ُتا، آخرة، ہے یعنی عرض الدنیا و الآخرة۔ عرض مضاف کو حذف کیا اور آخرة مضاف الیہ کو اصلی حالت اعراب پر رکھا۔ وشی. وشایة۔ مصدر۔ برائی کا خیال رکھنا۔ خلاف واقع باتیں بنانا۔ چغلی کھانا۔ قال فی الترجمة۔ ہیم دشمن۔ بدخواہ و بداندیش و سخن چیں

فانی:۔ فا للتعلیل۔......**عزوم:**......صاحب العزم و الثبات .خبره صفة المبالغة کالشکور ، مالک السیف **قاتل:**...... خبر بعد خبر......**عندالقتال:**......ظرف له ای انی قاتل عندالمقاتلة و مزاحمة الاعداء المخالفین

شعر نمبر ۲۱

طبولی:......طبول۔ جمع طبل۔ جیسے اصول جمع اصل۔ ڈھول۔ نقارہ

السما:...... آسمان۔ الف ممدودہ کو مقصورہ پڑھا گیا۔...... **ارض:**...... زمین

دکت:...... فعل ماضی مجہول۔ دک الطبل۔ نقارہ پر چوٹ لگائی

الطبل کنایة عن التصرف ای تصرفنی جار فیهما ۔ فی السما ای فی

اهل السما وات ۔ واهل الارض، والجار مع المجرور معمول.

شاؤس:...... نگہبان ونقیب۔ چاؤش کا معرب ہے

سعادۃ:...... نیک بختی۔ شاؤس السعادۃ۔ اضافۃ الصفت الی الموصوف

بدا:...... صیغہ ماضی بدو۔ مصدر۔ ظاہر ہونا۔ محاورہ میں ہے۔ بدء له فی الامر

ظهر له مالم یظهر له اولاً یہاں بھی ہمزہ الف ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ملالی میں۔

شعر نمبر ۲۲

بلاد:۔ جمع بلدہ۔ گاؤں یا شہر۔ حیوان کے رہنے کی جگہ۔ خاک۔ زمین۔ بیابان۔

بلاد اللہ:...... ارض اللہ۔ یہاں ہفت اقلیم مراد ہے۔...... **ملکی:** بالضم

ای بضم المیم. السلطنة فهو ملک، اوبکسره وهو المال ای فی تصرفی

وولایتی و سلطنتی...... **تحت حکمی:**...... خبر بعد خبر۔ ای تحت

تصرفی۔...... **وقتی:** وقت۔ زمانہ کا وہ حصہ جو کسی کام کے لیے مقرر کیا گیا

ہو...... **قبل:** زمانہ گذشتہ۔ نقیض بعد

قدصفالی:...... صفا۔ ماضی۔ صفو وصفاء۔ مصدر۔ کدورت سے پاک ہونا۔ روشنی

ووقتی۔ مبتدا۔ قبل۔ ظرف للفعل الآتی قدم علیه للوزن قدصفا. ماضی

والضمیر فاعله ولی مفعوله،

وقت:...... عبارت از حال آدمی است در زمان موجود وآں تعلق بماضی و مستقبل نیست

شعر نمبر ۲۳

نظرت: ماضی معروف۔ضمیر متکلم۔غور سے دیکھنا۔**الی** بحرف جر

نظرت ۔ بالعین الظاهری من النظر. او بالنظر الدقیق بناء علی ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل.

الیٰ بلاد اللّٰہ: ۔بالکسر جمع بلاد۔الا ضافة لاستغراق ای جمیع اهل بلاد الله

کخردلة: ......فعلمت ان ذلک البلاد و مرتبتها کخر دلة

الکاف للتشبیه ۔مضاف اس جگہ محذوف ہے۔یعنی کنظر الخردلة یا عامل اس کا محذوف ہے یعنی وجد تها کخردلة......**حکم:**......مراد اس جگہ حیثیت اور اعتبار یعنی من حیث الاتصال......علیٰ حکم ۔للمقابلة ......اتصال : مصدر ۔ ملنا۔ پہنچنا۔ کام بلا ناغہ جاری رہنا۔حکم اتصال ۔سے مراد ہیئت مجموعی ہے۔

الاتصال مکاشفة المحبوب و مشاهد ته کما فی عین العلم ومعنی الاتصال بالحق الانقطاع عما دون الحق ولیس المراد بالاتصال، اتصال الذات بالذات لان ذلک انما یکون بین الجسمین وهذا التوهم فی حق اللّٰه تعالیٰ کفر بل بقدر انقطاعهم عن غیر الحق اتصالهم بالحق کما فی الرسالة الملکیة وکذا لیس المراد مواصلة الجسم بالجسم لان ذلک فی حق الله تعالیٰ کفر

شعر نمبر ۲۴

و کل: ۔ مبتدا......**ولی:** ۔من اولیاء اللہ تعالیٰ ۔دوست متصرف ۔مقرب الی اللہ

له: ......لہ کی ضمیر راجع بسوئے ولی۔......**ولی** ۔ولی. خفف لضرورة کالنبی فی المصرع الثانی......**قدم:**......ق،دال، دونوں مفتوح ہے۔قدم کو اگر بسکون دال پڑھا جائے تو ضرورت شعری کے لیے جائز ہے۔ اگر بفتح پڑھا جائے تو

بھی وزن درست رہتا ہے۔ کیوں کہ له قدم ۔مفاعلتن درست ہے۔ضرورت شعری میں متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک کرنا جائز ہے۔ چنانچہ علامہ جار اللہ زمخشری فرماتے ہیں۔

ضرورة الشعر عشر عد جملتها
قطع ووصل و تخفيف و تشديد
ومد و قصر و اسكان وتحريك
ومنع صرف , صرف ثم تعديد

النبی:۔فعیل بمعنی فاعل آگاہ کرنے والا ......الالف واللام للعهد ای محمد علیه الصلوة السلام...... **بدرالکمال**:۔ اضافة الموصوف الیٰ الصفة ۔یا مضاف محذوف ہے۔اصل میں بدر سماء الکمال تھا۔ ولی و نبی مخفف ولی و نبی کا ہے۔اور یہ جائز ہے جیسا کہ علامہ صفدی کہتا ہے۔

ثم الصلوة علیٰ ازکی الوریٰ حسبا ... محمد, وامیرا لمومنين علي

علی مشدد تھا۔اسکو مخفف پڑھا گیا۔مجانی الادب کے ایک قصیدہ میمیہ میں بھی ایک شعر اس کی تائید میں ہے۔

فما ذلت فی لینی له تعطفی......علیه كما تحنوا علی الولد الام......ام مشدد کو مخفف پڑھا گیا.

شعر نمبر ۲۵

درست:......ماضی متکلم......درس درسا و دراسة کتاب کو پڑھا

علم:۔ جاننا۔علوم فقہ۔حدیث۔تفسیر،عرفان...... **حتی**:۔ غایت اور انتہا کے لیے آتا ہے۔...... **صرت**:۔فعل ناقص ۔واحد متکلم ماضی...... **قطبا**:۔خبر ہے

صرت کی...... **نلت**:۔ ماضی۔ واحد متکلم...... **سعد**:۔ سعادت۔ مدارج سعد۔

مولی الموالی:...... خدائے تعالیٰ ۶۷اسم...... ملا فضل اللہ سیالکوٹی فی ترجمة الانسب ان یکون مجھوله کما یدل قوله حتی صرت قطبا فافهم و قیل علی المعلوم کما صرح به سلطان محمد کیلا سکی ای دوست من جناب الالٰهی و اللہ معلم او دوست من النبی الذی هو جدی وهو معلم (ع و)

شعر نمبر ۲۶

رجالی:...... رجال۔ رجلان (بوزن عطشان۔ پیادہ) یا رجل (مرد) کی جمع ہے رجل سے مراد مرد کامل ہے۔ رجالی میں یائے متکلم شفقت اور محبت کو ظاہر کرتی ہے۔

ھواجر:...... جمع ہاجرہ۔ دوپہر۔ گرمی کی شدت۔ مراد اس سے دن ہے۔ ھواجرھم کی ضمیر رجالی کی طرف راجع ہے۔ باضافت ادنیٰ ملابست

ظلم:۔ جمع ظلمت۔ تاریکی۔ ضد روشنی **لیالی**:۔...... جمع لیل

لالی:۔ جمع لولو...... **ک**: کاف تشبیہ۔ جار مجرور متعلق فعل مقدر تجلو (چمکتے ہیں) کے ہے۔

شعر نمبر ۲۷

انا:...... ضمیر واحد متکلم...... **الحسنی**:...... منسوب بطرف حسن (حضرت امام حسن علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ) یائی۔ نسبتی

مخدع:...... بضم میم و بکسر میم۔ دیوان۔ یہاں مخدع۔ مرفوع ہے۔ ضرورت شعری کے لیے اعراب ساقط ہوا...... **مقام**:...... منزل۔ رتبہ

عنق:...... بضم عین و سکون نون و بضمہا۔ گردن۔ جماعت مرد ماں

شعر نمبر ۲۸

جیلی:...... منسوب۔ بہ جیل۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آبائی وابتدائی مسکن
محی الدین:...... دین کا زندہ کرنے والا **اعلامی:**۔ اعلام۔ جمع علم۔ تیزہ نشان۔
برق مراد اس سے ظاہری یا باطنی نشان مثل کرامت یا فیض یا صداقت یا ہدایت ہے۔
راس:۔ سر، چوٹی...... **راس الجبال:**...... پہاڑوں کی چوٹی. یحتمل
ان المراد بالجبال الافلاک و یحتمل ان المراد به الاقطاب اوالاولیا
لان الجبال اوتادالارض و اولیا ء اوتاد الدین و الدنیا

شعر نمبر ۲۹

و:...... عاطفہ...... **عبدالقادر:**...... العبد۔ غلام۔ بندہ۔ عبید۔ عباد جمع ہے۔
عبودیت۔ بندگی، عجزو نیاز...... **القادر:**۔ اسم باری تعالیٰ۔ لغوی معنی۔ توانا۔
قدرت والا...... **المشہور:**۔ معروف...... **اسمی:**۔ اسم۔ نام۔ اسی میں یائے
متکلم...... **جد:**۔ نانا۔ دادا۔ بے نیازی و توانگری...... **صاحب:**۔ دوست۔
ہمراہ۔ خداوند...... **العین:** آنکھ۔ آفتاب۔ سونا۔ خالص۔ بہتر۔ نفس۔ ذات۔
نگہبانی۔ اس جگہ ذات ونفس کے معنی زیادہ موزوں ہیں۔
الکمال:...... تمام ہونا۔ کسی چیز کا اپنی ذات یا صفات میں مکمل ہونا۔ اور اصطلاح
میں سالک و مرشد کامل کی مدد سے عالم انوار وتجلیات کی سیر کرنا۔
العین الکمال:۔ سے مراد نفس کمال یا رتبہ جلیلہ ہے

اعتذار و استدعا

فقیر نے معارف قصیدہ غوثیہ میں مندرج عبارات' مضامین' آیات واحادیث کی تحریر و درستی میں ممکنہ حد تک کاوش کی ہے پھر بھی اگر کہیں کوئی کوتاہی' خامی در آئی ہو تو فقیر' اللہ جل جلالہ اس کے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ' وارث ختم رسل سلطان الاولیا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور ان سے محبت رکھنے والوں سے معذرت کرتے ہوئے درخواست گزار ہے کہ اللہ مغفرت فرمائے اور سب محبین مصطفیٰ ﷺ اور عشاق محبوب سبحانی سے التماس ہے کہ اگر کتاب سے فقیر کا کوئی لفظ پسند خاطر ہو تو فقیر راقم الحروف منیر الحق کعبی اور اس کے والدین' آباو اجداد اور تمام مسلمانوں کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے خدا سے دعا فرمائیں۔

معذرو ملتمس

فقیر
پروفیسر محمد منیر الحق کعبی القادری بھلپوری
۲۵۔ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ ۹۔ مئی ۲۰۰۲ء

محلہ گڑھی احمد آباد گجرات' پنجاب' پاکستان۔
فون: +92-433-530210
گورنمنٹ زمیندار پوسٹ گریجویٹ کالج' گجرات

✿ لمعۂ نورِ نبی شمعِ مکانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرِ مستورِ علی ، روحِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

✿ وارثِ ختمِ رُسُل، آئینۂ رحمت بھی
شانِ الطافِ الٰہی بھی ہے، شانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے کردار میں گفتار میں، برہانِ خدا
شرحِ توحید و رسالت ہے بیانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی اقلیم میں شامل ہیں سبھی ملکِ خدا
وقت بھی ان کا، زمانہ بھی، زمانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سلاسل میں سرایت ہے انھی کا فیضان
نورِ ہر قلب میں ہے نورِ روانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہاں اور کہاں طوقِ غلامی کا شرف
میں تو ہوں خاکِ کفِ پائے سگانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں تو خورشیدِ بلا سوز سے جل ہی جاتا
سر پہ ہوتا نہ اگر دستِ امانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کاش محشر میں ہو جب ان کے غلاموں کا شمار
میرے ماتھے پہ بھی ہو ثبت نشانِ میراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پروفیسر منیر الحق کعبی بہل پوری